بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

یہ مکی سورتوں میں سے شمار ہوتی ہے اور اس میں ایک سو پینسٹھ آیات اور بیس رکوع ہیں۔ ہر طرح کی خوبیاں اور سب کمالات اس ذات کے لیے ہیں جو آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے جس نے زمین پیدا کی اور روشنی پیدا فرمائی نیز تاریکی کا خالق ہے۔

رکوع نمبر ۱ آیات ۱ تا ۱۰ وَاِذَا سَمِعُوْا ۷/۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۥ
ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (١)
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى
اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ
اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ (٢)
وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ
يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا
تَكْسِبُوْنَ (٣)
وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ
اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (٤)
فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ
فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ (٥)
اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ
قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ
لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَاۗءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا
وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ
بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ (٦)
وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ
فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (٧)
وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ
اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا
يُنْظَرُوْنَ (٨)
وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ
لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ (٩)
وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ
ع بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (١٠)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمانوں
اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور روشنی بنائی پھر بھی کافر
(اور چیزوں کو) خدا کے برابر ٹھیراتے ہیں (۱)
وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر (مرنے کا) ایک
وقت مقرر کر دیا۔ اور ایک مدت اس کے ہاں اور مقرر ہے پھر بھی
تم (اے کافرو خدا کے بارے میں) شک کرتے ہو (۲)
اور آسمانوں اور زمین میں وہی (ایک) خدا ہے۔ تمہاری
پوشیدہ اور ظاہر سب باتیں جانتا ہے اور تم جو عمل
کرتے ہو سب سے واقف ہے (۳)
اور خدا کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان لوگوں کے
پاس نہیں آتی مگر یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۴)
جب ان کے پاس حق آیا تو اس کو بھی جھٹلا دیا۔ سو ان کو
ان چیزوں کا جن سے یہ استہزاء کرتے ہیں عنقریب انجام
معلوم ہو جائے گا (۵)
کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتوں
کو ہلاک کر دیا جن کے پاؤں ملک میں ایسے جما دیے تھے
کہ تمہارے پاؤں بھی ایسے نہیں جمائے اور ان پر آسمان
سے لگاتار مینہ برسایا اور نہریں بنا دیں جو ان کے (مکانوں کے)
نیچے بہہ رہی تھیں پھر ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا
اور ان کے بعد اور اُمتیں پیدا کر دیں (۶)
اور اگر ہم تم پر کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے
اور یہ اسے اپنے ہاتھوں سے ٹٹول بھی لیتے۔ تو جو کافر ہیں
وہ یہی کہہ دیتے کہ یہ تو (صاف اور) صریح جادو ہے (۷)
اور کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نازل نہ ہوا (جو
ان کی تصدیق کرتا) اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو کام ہی فیصل
ہو جاتا پھر انہیں (مطلق) مہلت نہ دی جاتی (۸)
نیز اگر ہم کسی فرشتے کو بھیجتے تو اسے مرد کی صورت میں بھیجتے
اور جو شبہ (اب) کرتے ہیں اسی شبے میں پھر انہیں ڈال دیتے (۹)
اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں سو جو لوگ
ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے ان کو تمسخر کی سزا نے آ گھیرا (۱۰)

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1. Praise be to Allah, Who hath created the heavens and the earth, and hath appointed darkness and light. Yet those who disbelieve ascribe rivals unto their Lord.

2. He it is Who hath created you from clay, and hath decreed a term for you. A term is fixed with Him. Yet still ye doubt!

3. He is Allah in the heavens and in the earth. He knoweth both your secret and your utterance, and He knoweth what ye earn.

4. Never came there unto them a revelation of the revelations of Allah but they did turn away from it.

5. And they denied the truth when it came unto them. But there will come unto them the tidings of that which they used to deride.

6. See they not how many generation We destroyed before them, whom We had established in the earth more firmly than We have established you, and We shed on them abundant showers from the sky, and made the rivers flow beneath them. Yet We destroyed them for their sins, and created after them another generation.

7. Had We sent down unto thee (Muhammad)(actual) writing upon parchment, so that they could feel it with their hands, those who disbelieve would have said: This is naught else than mere magic.

8. They say: Why hath not an angel been sent down unto him? If We sent down an angel, then the matter would be judged; no further time would be allowed them (for reflection).

9. Had We appointed an angel (Our messenger), We assuredly had made him (as) a man (that he might speak to men); and (thus) obscured for them (the truth) they (now) obscure.

10. Messengers (of Allah) have been derided before thee, but that whereat they scoffed, surrounded such of them as did deride.

اسرار و معارف

توحید کے عقلی دلائل

انسانی علوم کی حدود زمینوں اور فضا کی مختلف تبدیلیوں تک محدود ہیں وہ بادلوں کی سیر کرے یا ستاروں پہ کمندیں ڈالے بہرحال آسمان ایک ایسی بلندی ہے جس کو عبور نہیں کر سکتا تختۂ زمین ایسی کتاب ہے جس کے عجائبات کو پڑھ کر تمام نہیں کر سکا اور نہ کر سکے گا ہر آنے والا دَور اپنے جلو میں کوئی نئی تحقیق لاتا ہے نیا قانون یا اصُول دریافت ہوتا ہے پھر اس کے مطابق دنیا کی اشیا سے انسان استفادہ کرتے ہیں مگر یہ ساری تگ وتاز سینۂ خاک آلود پہ ہے فضا میں ہے یا پھر روشنی اور اندھیرے اپنے اثرات پیدا کرتے رہتے ہیں بعض اشیاء اندھیرے کی کاوش اور بعض روشنی کی محنت کا پھل ہوتی ہیں قطرہ سیپ کی تاریکی میں چھپ جائے تو موتی بن جاتا ہے اور زمین کی تہہ میں دبے ہُوئے دانے کو سورج کی شعاع نمو عطا کرتی ہے نیز دھوپ پھلوں کو پکاتی ہے تو ٹھنڈی چاندنی مٹھاس بھر دیتی ہے غرض یہ جہان رنگ و بو مٹی اندھیروں اور اجالوں کا کرشمہ ہے جس کی حدود آسمان کے اندر ہیں اب سوچیئے کہ وہ ذات کس قدر عظیم اور لائق حمد وستائش ہے جو نہ صرف زمین کی خالق ہے اس کی تمام خصُوصیات کے ساتھ بلکہ اندھیرے اُجالے بھی اسی کے پیدا کردہ ہیں آسمان جو اپنی بلندی کے سبب ان سب کو اپنی گود میں لیے ہُوئے ہے وہ اور اس کی سب خوبیاں بھی اسی ذات کی پیدا کردہ ہیں پھر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مخلوق میں کوئی کمال یا عجیب بات دیکھ کر یہ کفار وہاں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور وہ عظمت جو صرف اس ذات کا حق ہے جو ان تمام چیزوں کو پیدا کرنے والی ہے اسے دوسروں پہ ناحق تقسیم کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ایسا ہونا ممکن بھی نہیں کہاں خالق کُل کی عظمتیں اور کہاں مخلوق بیچاری ہر آن ہر گھڑی محتاج۔ کتنی خوبصُورت دعوت ہے کہ اگر ذرا فکر کرنا نصیب ہو تو آدمی کبھی مخلوق کو خالق کے برابر نہ جانے۔

یہ تو ایک بہت بڑا جہان تھا اسے عالمِ کبیر کہیے اور عالمِ صغیر کی بات کرتے ہیں خود تمہارے جسم کے اندر ایک جہان آباد ہے ہاں یہ جسم جسے اللہ نے مٹی سے بنایا مٹی کو نطفے کا نطفے کو بدن کا روپ دیا اور مسلسل مٹی کی تہیں مختلف غذاؤں کی شکل میں اس پر چڑھاتا چلا گیا کہ ایک خوبصُورت تنومند جوان بن گیا اب اس میں کس قدر

عجائبات ہیں عالمِ کبیر کی طرح اس کے اپنے عجائبات ہیں ہاتھوں کے کمالات دیکھیں پاؤں کے رگوں اور نسوں کا کام دیکھیں پٹھوں کا مطالعہ کریں قلب و جگر کا فعل دیکھیں معدے کی ہر آن پکتی ہوئی بھٹی کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی پہ غور کریں زبان کی قوتِ گویائی کا اندازہ کرلیں کیا سب کچھ حیرت انگیز نہیں ہے تو کیا تم ان میں سے ہر عجیب بات اور عضو کی حرکت پہ اسے معبود ماننے لگو گے اگر ایسا کرو گے تو موت تمہارا یہ وہم نکال دے گی جب آنکھیں بے نُور ہاتھ پاؤں بے حس زبان خاموش دل بے آواز اور معدہ کام چھوڑ چکا ہوگا اور یہ تماشہ ہر آن تمہارے گرد ہوتا ہے جس طرح اس عالمِ صغیر پہ موت منڈلاتی رہتی ہے اور ہر انسان ایک ایک دن اس کا شکار ہو جاتا ہے ایسے ہی ایک دن عالم کبیر پہ بھی مقرر ہے جس کا وقت اللہ ہی کے علم میں ہے جو اس کا خالق ہے لہٰذا نہ انسان پرستش کے لائق ہے اور نہ اللہ کے سوا کوئی بھی دوسری ہستی اس کی اکیلی ذات تمام خوبیوں کی سزاوار ہے جو ازلی ہے ابدی ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی جسے کبھی زوال نہیں پھر یہ سب کچھ جب نگاہوں کے رُوبرُو ہے تو اے کفار تمہیں کسی بھی شبہ میں پڑنا زیب نہیں دیتا کہ اللہ نے تمہیں انسانی عقل و خرد سے اور انسانی کمالات سے نوازا ہے اور تم کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہو کہ آسمانوں اور زمینوں میں اسی کا حکم جاری ہے اگر کسی بھی دوسری ہستی میں مجالِ دم زدن ہوتی تو کبھی تو اس نظام میں خلل آتا کہیں کوئی گڑبڑ ہوتی ہر حکومت میں اور ہر سلطنت میں انسانوں کے باغی انسان ہوتے ہیں اس لیے کاروبارِ حکومت کو متاثر کرتے رہتے ہیں مگر اس سے بغاوت بھی کرتے والے اس کی برابری نہیں کر سکتے کہ اس کی مخلوق ہیں وہ خالق ہے اس لیے اس کا نظامِ حکومت کسی کے ماننے یا انکار کرنے سے متاثر نہیں ہوتا بلکہ اس کا علم اتنا کامل ہے کہ خود انسان کو اگلے لمحے کی خبر نہیں انسان ایک دُوسرے سے چھپا کر بات کرتے ہیں مگر وہ سب کچھ ذاتی طور پہ جانتا ہے کوئی چھُپ کر کرے یا کھلے بندوں ہر عمل سے اس کی ذات واقف ہے۔

استعدادِ قلبی

کُفر ایک ایسا زنگ ہے جو دلوں کو بیکار کر دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ ایسا بھی ہے کہ پھر دلوں میں قبولِ حق کی استعداد ہی نہیں رہتی اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ نہ صرف قرآن کے ساتھ ان کا رویہ بے رُخی کا ہے بلکہ اس سے پہلے بھی جب اللہ کی طرف سے کوئی بات پہنچی تو انہوں نے مان کر نہیں دی اور اب قرآن حکیم یا محمد رسول اللہ ﷺ کا بھی انکار ہی کر رہے ہیں حالانکہ آپ کی حیاتِ مُبارکہ خاندان

بچپن، لڑکپن جوانی سبھی کچھ تو ان کے سامنے ہے کہ مثالی ہے اور اس کافرانہ اور سنگدل اور فاسق و فاجر معاشرے میں بھی آپ ﷺ قبلِ بعثت بھی پاکباز تھے کہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کو صادق اور امین کہتے تھے ایسا آدمی بھلا جس نے عمر بھر کسی انسان پر جھوٹ نہ بولا ہو وہ یکایک اپنے رب پر جھوٹ بولنے لگا یہ تو محال عقلی ہے اور علمی دلیل یہ ہے کہ چالیس برس تک آپ نے نہ کوئی مدرسہ دیکھا نہ خانقاہ نہ کسی پادری کے شاگرد بنے نہ راہب و جادوگر کے حتیٰ کہ نام مبارک لکھنا نہیں جانتے تھے چالیس برس کے بعد اعلان فرمایا کہ لوگو میرے پاس اللہ کی طرف سے پیغام آیا ہے اور چونکہ اللہ کا کلام ہے لہٰذا جہاں ہدایت و راہنمائی میں افضل و برتر ہے وہاں علمی و ادبی لحاظ سے بھی بے مثل ہونا ضروری ہے اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ انسانی کلام ہے تو تم بھی انسان ہو بڑے بڑے ادیب شعراء اور صاحبانِ فن تم میں موجود ہیں ہے کوئی اکیلا یا سب مل کر یا ان معبودانِ باطلہ کو بھی ملا کر صرف ایک جملہ لکھ دو جو علمی و ادبی اعتبار سے بھی اس کے پایہ کا ہو اور باوجود کہ انکار پہ جان لڑائے بیٹھے تھے نہ کر سکے اور نہ آج تک کر سکے ہیں اور نہ آئندہ کر سکیں گے اسکے باوجود قبول نہیں کیا بلکہ جب نہ بن پڑا تو مذاق اڑانے لگے فرمایا کفار کو ان کے ان کرتوتوں کی پاداش میں بہت جلد عذاب الٰہی گھیرے گا اور قرآن کی پیشگوئی پوری ہوئی دنیا میں بھی مشرکین کو ذلت آمیز شکستیں ہوئیں پھر مکہ بھی اور پورا عرب ہاتھ سے نکل گیا اور اسلامی ریاست بن گیا یہود بے یہود بھی ذلیل و رسوا ہوئے کچھ قتل ہوئے کچھ وطن بدر کئے گئے اور بہت جلدی دنیا کا حساب چکا دیا گیا آخرت بھی کچھ دور نہیں وہاں بھی کفر کا انجام جہنم کے سوا کچھ نہیں

ہر گناہ اپنے منطقی انجام کو پاتا ہے

یہ تاجر لوگ ہیں اور سفر کرنا ان کا پیشہ ہے زندگی کا حصہ ہے کیا انہوں نے اقوامِ عالم کی تباہی کے آثار نہیں دیکھے جو ان کے راستوں میں عبرت کا سامان بن کر دعوتِ نظارہ دیتے ہیں کیا یہ نہیں سوچتے کہ ان سے پہلے کس قدر اقوام اپنے انجامِ بد سے دوچار ہو چکی ہیں کبھی وہ بھی زمین پر آباد تھے اور تم سے زیادہ شان و شوکت رکھتے تھے طاقت اور قد و قامت میں تم سے بڑھ کر تھے مال و دولت کی فراوانی تھی آسمان سے بارشیں برستی تھیں تو زمین نہروں سے بھی سیراب ہوتی تھی اور ان کی کھیتیاں سونا اگلتی تھیں تمہارے پاس تو ان کے مقابلے میں نہ قوت ہے نہ شوکت اور نہ مال و زر ہیں ان کے ہم پلہ ہو مگر گناہ کا اپنا منطقی انجام ہوتا ہے جب انہوں نے برائی کا راستہ اپنا لیا اور کسی صورت باز نہ آئے تو ہم نے

اُنہیں تباہ و برباد کر دیا کھیت ویران نہریں خشک اور مکان کھنڈروں میں تبدیل ہو گئے بسنے والوں کا نام ونشان مٹ گیا نہ مال و دولت کام آیا اور نہ شان و شوکت عذاب الٰہی سے بچا سکی۔ عاد و ثمود اور مدائن وغیرہ کا حال دیکھو دراصل قرآن حکیم کا موضوع تاریخ نہیں اصلاحِ احوال ہے لہٰذا اس غرض سے جس قصے کا جتنا حصہ جس جگہ ضروری ہوتا ہے بیان کر دیا جاتا ہے اسی لیے ایک ہی بات کے متفرق ٹکڑے مختلف جگہوں پہ ملتے ہیں اس میں بڑا لطیف اشارہ ہے کہ طالبِ حق کو دنیا کی بات اپنے مقصد کو سامنے رکھ کر کرنا چاہیئے ورنہ خاموشی سے اللہ اللہ کیا کرے اور ایسی باتوں میں وقت صرف نہ کیا جائے جن کا تعلق اخروی فائدے سے نہ ہو ہاں رزقِ حلال حاصل کرنا یا اصلاحِ احوال اگرچہ دنیا کے کام ہیں مگر ان سے آخرت بنتی ہے لہٰذا ان امور پہ گفتگو کرے مگر وہ بھی اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو اور لطف کی بات یہ ہے کہ اتنی بڑی قوموں کی تباہی سے کارگاہِ حیات متاثر نہیں ہوئی اللہ کریم فرماتے ہیں ہمارے نظام کو کوئی فرق نہیں پڑا ان کی جگہ دوسرے لوگ پیدا کر دیئے ہم روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ کتنے لوگ روزانہ دفن ہو کر ذہنوں سے بھی محو ہو جاتے ہیں اور زندگی کا پہیہ چلتا رہتا ہے آگے اور آگے کی طرف اپنی منزل کی طرف جہاں پہنچ کر سب کچھ ختم ہونے کو ہے۔

اہلِ مکہ کا یہ مطالبہ بھی کہ آسمان سے لکھی ہوئی کتاب بھیجی جائے قبول نہ کرنے کا ایک بہانہ ہے ورنہ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے بڑی حقیقت اور کیا ہو گی اور اگر ان میں ان کی بات میں خلوص ہوتا تو ایسا ہو جانا ناممکن نہ تھا مگر یہ ایسے لوگ ہیں کہ آسمان سے کتاب آ جائے یہ اسے چھو کر ٹٹول کر تسلی کر لیں کہ ہاں واقعی کتاب ہے محض وہم نہیں تو کہہ دیں گے یہ جادو کا کرشمہ ہے چونکہ ان کا مطالبہ ہدایت حاصل کرنے کے لیے نہیں یہ صرف آپ کو عاجز اور لاجواب کرنا چاہتے ہیں یہی حال ان کے دوسرے مطالبے کا ہے کہ ہمارے سامنے آ کر فرشتہ بات کرے ان کی یہ بات پہلی بات سے بھی عجیب تر ہے کہ کافر کو اگر فرشتہ یا برزخ یا آخرت نظر آنے لگے تو اس کے بعد اسے مہلت نہیں دی جاتی نہ اس کی توبہ قبول ہوتی ہے کیونکہ موت کے وقت ہر انسان کو کشف ہو جاتا ہے یہ سب مفسرین کرام نقل فرماتے ہیں اور قرآن حکیم میں کفار کے ساتھ موت کے وقت فرشتوں کا باتیں کرنا یا انہیں مارنا وغیرہ مذکور ہے مگر اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی جیسے فرعون نے توبہ کی تھی مگر ارشاد ہوا اَلْآٰنَ وَقَدْ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اب توبہ کرتے ہو اور جب توبہ کا وقت تھا اللہ کا رسول (موسیٰؑ) توبہ کی دعوت دیتا رہا کفر پہ جمے رہے اب قبولیت کا وقت گذر چکا

اور اگر یہ ایمان لے آئیں تو مطالبہ فضول ٹھہرا یعنی بحالتِ کفر فرشتے نظر آنے لگیں تو قصہ ختم پھر انہیں مہلت نہ ملے گی اور مومن ہوں تو پھر مطالبے کی ضرورت نہیں ایک صورت دوسری ہے کہ فرشتہ انہیں بصورتِ انسان نظر آئے اور فرشتے کو انسانی لباس میں بھیج دیا جائے ایسی صورت میں ان کی ہلاکت کا اندیشہ تو نہیں مگر وہ فرشتہ بھی آپ کے پایہ کا انسان تو نہ بن سکے گا اس کا اپنا مقام ہوگا یہ آپ کی بات تسلیم نہیں کر رہے تو اس کی بات کیا خاک مانیں گے۔

آپ ان کے مذاق سے دل برداشتہ نہ ہوں کہ آپ سے پہلے مبعوث ہونے والے رسولوں کو بھی ایسے ہی حالات سے گزرنا پڑا اور کفار سے جب کوئی بات بن نہ پڑی تو ان سے بھی مذاق کرتے تھے اور انہیں اپنی باتوں سے ایذا پہنچاتے تھے مگر ان کا یہ فعل اپنے نتائج کے اعتبار سے بہت گراں ثابت ہوا اور جن عذاب کے وعدوں پر وہ ہنسا کرتے تھے انہیں ان عذابوں نے آپکڑا اور ذلت و رسوائی کے ساتھ تباہ و برباد ہو گئے۔ ان کے پاس بھی دو ہی راستے ہیں آپ ﷺ کی اطاعت جس میں امن کی ضمانت بھی ہے اور آخرت کی بھی ہر دو عالم کی کامیابی کا وعدہ ہے یا پھر ذلت کی موت شکست اور رسوائی۔

رکوع نمبر۲ آیات ۱۱ تا ۲۰ وَاِذَا سَمِعُوْا ۷ ۸

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾

کہو کہ (اے منکرینِ رسالت) ملک میں چلو پھرو۔ پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ﴿۱۱﴾

11. Say (unto the disbelievers): Travel in the land, and see the nature of the consequence for the rejecters!

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

(ان سے) پوچھو کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے کس کا ہے؟ کہہ دو خدا کا۔ اس نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر لیا ہے وہ تم سب کو قیامت کے دن جس میں کچھ بھی شک نہیں ضرور جمع کرے گا جن لوگوں نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے ﴿۱۲﴾

12. Say Unto whom belongeth whatsoever is in the heavens and the earth? Say: Unto Allah. He hath prescribed for Himself mercy, that He may bring you all together to a Day whereof there is no doubt. Those who ruin their own souls will not believe.

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾

اور جو مخلوق رات اور دن میں بستی ہے سب اسی کی ہے اور وہ سنتا جانتا ہے ﴿۱۳﴾

13. Unto Him belongeth whatsoever resteth in the night and the day. He is the Hearer, the Knower.

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾

کہو کیا میں خدا کو چھوڑ کر کسی اور کو مددگار بناؤں؟ کہ (وہی تو) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی (سب کو) کھانا دیتا ہے اور خود کسی سے کھانا نہیں لیتا (یہ بھی) کہہ دو کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں اور یہ کہ تم (اے پیغمبر) مشرکوں میں نہ ہونا ﴿۱۴﴾

14. Say: Shall I choose for a protecting friend other than Allah, the Originator of the heavens and the earth, Who feedeth and is never fed? Say: I am ordered to be the

قُلْ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾
مَّن يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ
رَحِمَهُۥ ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾
وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ
لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ
فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِۦ ۚ وَهُوَ
الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١٨﴾
قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَٰدَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ
شَهِيدٌۢ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ
هَٰذَا الْقُرْءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ
بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ
اللَّهِ ءَالِهَةً أُخْرَىٰ ۚ قُل لَّآ أَشْهَدُ ۚ
قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ وَإِنَّنِي
بَرِيٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿١٩﴾
الَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ الْكِتَٰبَ يَعْرِفُونَهُۥ
كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَآءَهُمُ ۘ الَّذِينَ خَسِرُوٓا۟
ع أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾

(یہ بھی) کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں
تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے ﴿١٥﴾
جس شخص سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا اس پر خدا نے بڑی
مہربانی فرمائی۔ اور یہ کھلی کامیابی ہے ﴿١٦﴾
اور اگر خدا تم کو کوئی سختی پہنچائے تو اسکے سوا اس کو کوئی
دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت (و راحت) عطا کرے تو
(کوئی اس کو روکنے والا نہیں) وہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿١٧﴾
اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور وہ دانا
(اور) خبردار ہے ﴿١٨﴾
ان سے پوچھو کہ سب سے بڑھ کر (قرین انصاف) کس کی شہادت ہے
کہہ دو کہ خدا ہی مجھ میں اور تم میں گواہ ہے اور یہ قرآن مجھ پر
اسلئے اتارا گیا ہے کہ اسکے ذریعے سے تم کو اور جس شخص تک وہ
پہنچ سکے آگاہ کر دوں کیا تم لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہو
کہ خدا کے ساتھ اور بھی معبود ہیں (اے محمد) کہہ دو کہ میں تو (ایسی)
شہادت نہیں دیتا۔ کہہ دو کہ صرف وہی ایک معبود ہے اور
جن کو تم لوگ شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ﴿١٩﴾
جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (ہمارے پیغمبر) کو اس
طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں جنہوں
نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے ﴿٢٠﴾

first to surrender (unto Him) And be not thou (O Muhammad) of the idolaters.

15. Say: I fear, if I rebel against my Lord, the retribution of an Awful Day.

16. He from whom (such retribution) is averted on that day, (Allah) hath in truth had mercy on him. That will be the signal triumph.

17. If Allah touch thee with affliction, there is none that can relieve therefrom save Him, and if He touch thee with good fortune (there is none that can impair it); for He is Able to do all things.

18. He is the Omnipotent over His slaves and He is the Wise, the Knower.

19. Say (O Muhammad): What thing is of most weight in testimony? Say: Allah is witness between you and me. And this Qur'ân hath been inspired in me, that I may warn therewith you and whomsoever it may reach. Do ye in sooth bear witness that there are gods beside Allah? Say: I bear no such witness. Say: He is only One God. Lo! I am innocent of that which ye associate (with Him).

20. Those unto whom We gave the Scripture recognise (this Revelation) as they recognise their sons. Those who ruin their own souls will not believe.

اسرار و معارف

ان سے کہیے زمین کا سینہ بھی تو کھلے ہوئے اوراق کی طرح گذشتہ قوموں کے حالات بیان کر رہا ہے ذرا تم بھی چل پھر کر دیکھو یہ اجڑی ہوئی بستیاں اور مسمار شدہ قلعے اپنے بنانے والوں کے گناہوں کی ڈھال نہ بن سکے اور نہ انہیں بچا سکے نہ خود بچ سکے اگر تم تکذیب کا راستہ اختیار کرو گے تو سوائے تباہی کے تمہارے حصے میں بھی کچھ نہیں آئے گا۔ ذرا ان سے یہ تو پوچھا چاہیئے کہ یہ جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے یہ ہے کس کا، اسکا مالک کون ہے پھر انہیں بتا دیجئے کہ یہ صرف اور صرف اللہ کی ملکیت ہے جس نے خود اپنی قدرت کاملہ سے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے نہ پیدا کرنے میں کسی نے اس کی مدد کی نہ ملکیت میں کوئی اس کا کوئی حصہ دار ہے اب یہ کہیں گے کہ یہ تو اس کے

دشمن بھی کھاتے ہیں اگر صرف اس کا ہے تو کفار مشرکین اور منکرین کو کیوں دیتا ہے تو انہیں بتا دیجئے کہ یہ اس کی رحمت عامہ ہے اس کا کرم ہے یہ دنیا اس کے عمومی اظہار کا مقام ہے اس نے یہاں اپنی بخشش عام کر دی اگر صرف ماننے والوں کو دیتا تو لوگ مجبوراً مانتے اور مجبوری کا ماننا اسے قبول نہیں لہٰذا دنیا کی دولت ایمان کے ساتھ مشروط نہیں کی بلکہ رحمت مجسم ﷺ تمہیں دعوت دینے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں مگر اس کا یہ معنیٰ مت سمجھو کہ سدا ایسا ہی حال رہے گا بلکہ یہ دنیا ختم ہونے والی ہے جیسا کہ روزانہ ہمارے گرد لوگ مرتے ہیں آخر سب دنیا ختم ہو کر قیامت قائم ہو گی اور وہاں اگلے پچھلے تمہارے سمیت سب لوگ حاضر ہوں گے یہ اتنی یقینی بات ہے کہ اس میں معمولی سا شبہ کرنے کی گنجائش نہیں۔ وہاں رحمتِ خاصہ کا ظہور ہو گا اور صرف ان لوگوں تک رحمت تقسیم ہو گی جن میں ایمان ہو گا پھر تم دیکھ لوگے کہ ایمان نہ لانے والوں نے اپنا کس قدر نقصان کر لیا بلکہ اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔ کیونکہ اللہ نے اپنے ذمہ رحمت لکھ دی تھی اس نے کسی کو اس سے محروم نہیں فرمایا یہ انسان تھا جس نے اس کے دامانِ رحمت کو جھٹک دیا اور خواہشاتِ نفس اور شیطان کی پیروی اختیار کر کے اللہ کی رحمت سے محروم ہو گیا۔ لوگو یقین کر و رات دن میں اگر کسی بھی چیز کا وجود ہے یا کوئی چیز قرار پکڑتی ہے تو وہ اسی کی ہے صرف اس کی اور وہ سب کچھ سنتا بھی ہے اور جانتا بھی۔ یہ اسلام کا وہ انقلابی نظریہ ہے جس نے دُنیائے کُفر کو ہلا کر رکھ دیا۔ کفار آخرت سے واقف نہ تھے اور نہ یہ بات ان کے بس میں تھی۔ کہ علوم آخرت کے حاصل کرنے کا ذریعہ نورِ نبوت ہے اور بس۔ اس سے کفار کے دل خالی تھے تو انہوں نے بعض رسومات ایجاد کر کے ان کے ساتھ بطور نتیجہ کے دنیا ہی کی نعمتوں کو منسلک کر دیا اور یوں ایک مذہب نام کی شئے وجود میں آگئی یہ تمام مذاہب باطلہ کا مشترکہ فلسفہ ہے اگرچہ رسومات اور ان کے ساتھ وابستہ نتائج میں فرق ہو مگر مرکزی خیال سب میں یہی کارفرما ہے اسلام نے اس سارے فلسفے کو رد کر دیا اور دو طرح سے کیا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ اکیلا خالق ہے اور باقی سب مخلوق اس لیے عبادت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کی جائے گی عبادت کمال اطاعت کا نام ہے بے چون وچرا غلامی یعنی یہ ساری رسومات جو مذاہب کے نام پر بنی ہیں غلط ہیں مذہب متعین کرنا اللہ کا حق ہے دوسرے ہر چیز ہے ہی اس کی مالک وہ ہے کوئی دوسرا تمہیں کیسے دے سکتا ہے وہ جو چاہے دے اور جو نہ چاہے وہ نہیں مل سکتا پھر اس کی ذات ایسی ہے کہ ہر بات کو صرف سنتا ہی نہیں ہر شخص کے اس حال سے بھی واقف ہے

جس سے وہ خود بھی واقف نہیں مانگنا تو ایک کھلی سی بات ہے آدمی تو وہی مانگے گا جس کی ضرورت کا اسے احساس ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ جانتا ہے خود آدمی کو اپنی موجودہ ضرورت کا بھی صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا جبکہ اللہ اس کی آئندہ ضرورتوں کو بھی جانتا ہے۔

اللہ والوں کا کام

ان سے کہیئے کیا یہ انصاف ہوگا کہ ایسی ہستی کو چھوڑ کر اس کے سوا دوسروں کو اپنا مددگار بناؤں اور اپنی ضروریات کے لیے تمہارے فرضی خداؤں کو پکاروں یاد رہے ہر ضرورت کا سوال اللہ تعالیٰ ہی سے کرنا اسلام ہے اور اللہ والوں سے اس کا سلیقہ سیکھا جاتا ہے اسی طرح انبیاء و صلحاء کے توسل سے دعا کرنا جائز ہے جس کی بات لفظ وسیلہ کی بحث میں گزر چکی مانگا بھی اللہ ہی سے جائیگا اور عبادت بھی اسی کی کی جائے گی۔ پکارا بھی اسی کو جائے گا۔ اس لیے کہ وہ ارض و سما یعنی سب عالم کا بنانے والا ہے وہ خالق ہے باقی سب مخلوق ساری مخلوق خود اپنی بقا کے لیے اس کی محتاج ہے کسی دوسرے کی فریادرسی کیا کر سکے گی اور وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس کی بارگاہ میں کسی چیز کی کمی ہے ساری مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے خواہ پانی میں ہے یا خشکی پر فضا میں ہے یا آسمان کا فرشتہ سب کی غذا ہے حیوانات اور نباتات کی غذا سے تو عام آدمی واقف ہے فرشتے کی غذا بھی ہے اور وہ ہے ذکرِ الٰہی اسی طرح ہر وہ شے جو اللہ کا ذکر کرتی ہے باقی رہتی ہے ورنہ فنا ہو جاتی ہے یعنی ہر شے کو رزق دیا جاتا ہے مگر وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اسے رزق کی ضرورت ہے ساری کائنات اس کے قائم رکھنے سے قائم ہے اور وہ خود اپنی ذات سے قائم ہے کسی کا محتاج نہیں ایسی عظیم ذات کو چھوڑ کر اس کے بندوں غلاموں اور محتاجوں کو اپنا معبود مان لوں حالانکہ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ماننے والوں کے لیے مثال قائم کروں اور اطاعت کرنے والوں میں اپنے آپ کو پہلا آدمی ثابت کروں اور کبھی بھی اس کی ذات یا صفات میں کسی کی شرکت کا تصور دل میں نہ لاؤں۔ میں تو ایسا ہی کروں گا اور تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے کہ یہی انسانیت کی عظمت کا راستہ ہے۔

اس کے خلاف جو راستہ ہے وہ نافرمانی کا راستہ ہے جس پر کسی بھی نبی کا چلنا ممکن نہیں اس لیے کہ نبی معصوم ہوتا ہے اس میں گناہ اور خطا کا مادہ ہی نہیں ہوتا لیکن اگر بفرض محال نبی بھی اس راستہ پر چل پڑے تو اس کے منطقی نتیجہ ہی کو پالے گا یعنی اللہ کا عذاب جس کا فیصلہ ایک بہت بڑے دن میں کیا جائے گا ایک مثالی دن جس روز ساری

انسانیت بیک وقت حاضر ہوکر اپنے اعمال کا بدلہ پائے گی لہٰذا تم نے اگر یہ راہ اپنائی ہے تو اس میں کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور یاد رکھو سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اس روز انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پالے اور بخشا جائے مگر کفر رحمت کا محل ہی نہیں یہ تو غضب کا محل ہے ایمان موجود ہو تو خطائیں معاف ہوکر رحمتِ الٰہی کی پناہ مل سکتی ہے مگر کافر کے لیے اس کا کوئی موقع نہ ہوگا اور اس روز سے جو زندگی شروع ہوگی وہ کبھی ختم ہوگی نہ بنائی یا بگاڑی جاسکے گی اس دنیا میں سب کچھ کر کے جانا ہے۔

اگر اللہ تم پر مصیبت بھیج دے اور ساری مخلوق مل کر بھی اسے ہٹانا چاہے ہرگز نہ ہٹا سکے گی جب تک وہ خود ہی نہ ہٹا دے اور اگر وہ کوئی نعمت دینا چاہے تو ساری مخلوق مل کر چھین نہیں سکتی وہ خود جو چاہے کرسکتا ہے اور اپنے بندوں پہ اپنی مخلوق پہ اسے مکمل اختیار حاصل ہے وہ سب کے حال سے واقف بھی ہے مگر دانا تر ہے اس کی حکمت کے تقاضے کے مطابق دنیا چل رہی ہے ایک ایک کام میں سینکڑوں حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔

ان سب باتوں پہ اگر تمہیں گواہی کی ضرورت ہو تو اللہ سے بڑا گواہ اور کون ہوسکتا ہے اور اس کی گواہی سے بڑی گواہی کا تو کوئی تصور نہیں میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہ ہے کہ میں کس خلوص سے اور کتنی محبت سے تمہیں حق کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور اسی غرض سے مجھ پہ یہ قرآن نازل ہوا ہے کہ آنے والے خطرے سے تمہیں بروقت آگاہ کر دوں نہ صرف تم بلکہ میرا مخاطب ہر وہ شخص ہے جس تک یہ قرآن پہنچے۔ اسی لیے ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے پہنچا دو خواہ تمہارے پاس ایک آیت ہو اور صحابہؓ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے قرآن سُن لیا اس نے نہ صرف اللہ تعالیٰ کا کلام سنا آپ ﷺ کی بات اور دعوت بھی سُن لی۔ لہٰذا قیامت تک دنیا کے جس گوشے جس حصے میں یہ کلام پہنچے گا میری بات پہنچتی رہے گی اور لوگوں کو موت سے قبل ان خطرات کی نشاندہی ہوتی رہے گی جو موت کے پردے کے پیچھے ہیں۔

اب تم بتاؤ کیا تم اب بھی یہی کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو بھی عبادت کا حق حاصل ہے اور بھی ہے کوئی عبادت کے قابل اگر تم اس بات پہ بضد رہو تو سُن لو میں یہ ہرگز نہیں کہتا بلکہ میری شہادت یہ ہے کہ اللہ کی اکیلی ذات ہے جو عبادت کے لائق ہے اور تمہاری تمام مشرکانہ باتوں اور رسومات سے بیزاری اور برأت کا اعلان کرتا ہوں۔ رہ گئے یہ اہل کتاب ان کی بابت خود ربِّ جلیل فرماتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں

اس قدر تفصیل سے نشانیاں اور حالات بیان ہوئے ہیں کہ یہ میرے رسول ﷺ کو اس طرح یقین کے ساتھ پہچانتے ہیں جس طرح کوئی اپنی اولاد کو پہچانتا ہے یا جس طرح بہ خود اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں پھر مانتے کیوں نہیں اس لیے کہ انہوں نے خسارے کا سودا کر لیا ہے یعنی گناہ آلود زندگی اپنا لی ہے اور گناہ رفتہ رفتہ دلوں کو سیاہ کر دیتا ہے پھر ان میں ایمان قبول کرنے کی اہلیت ہی نہیں رہتی۔

رکوع نمبر ۳ آیات ۲۱ تا ۳۰ وَاِذَا سَمِعُوْا ۷/۹

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ
كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢١﴾

اور اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ افترا کیا یا اس کی آیتوں کو جھٹلایا کچھ شک نہیں کہ ظالم لوگ نجات نہیں پائیں گے ﴿٢١﴾

21. Who doth greater wrong than he who inventeth a lie against Allah and denieth His revelations? Lo! the wrong-doers will not be successful.

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ
لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ
الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٢٢﴾

اور جس دن ہم سب لوگوں کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے پوچھیں گے کہ (آج) وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا؟ ﴿٢٢﴾

22. And on the day We gather them together We shall say unto those who ascribed partners (unto Allah): Where are (now) those partners of your makebelieve?

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَ
اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿٢٣﴾

تو اُن سے کچھ عذر نہ بن پڑیگا اور بجز اسکے (کچھ چارہ نہ ہوگا) کہ کہیں خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم شریک نہیں بناتے تھے ﴿٢٣﴾

23. Then will they have no contention save that they will say: By Allah, our Lord, we never were idolaters.

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾

دیکھو انہوں نے اپنے اوپر کیسا جھوٹ بولا اور جو کچھ یہ افترا کیا کرتے تھے سب اُن سے جاتا رہا ﴿٢٤﴾

24. See how they lie against themselves, and (how) the thing which they devised hath failed them!

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا
عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ
لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْكَ
يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ
هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٥﴾

اور اُن میں بعض ایسے ہیں کہ تمہاری (باتوں کی) طرف کان رکھتے ہیں اور ہم نے انکے دلوں پر تو پردے ڈالدیئے ہیں کہ انکو سمجھ سکیں اور کانوں میں ثقل پیدا کردیا ہے (کہ سن سکیں) اور اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی تو ان پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ جب تمہارے پاس تم سے بحث کرنیکو آتے ہیں تو جو کافر ہیں کہتے ہیں یہ (قرآن) اور کچھ بھی نہیں صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ﴿٢٥﴾

25. Of them are some who listen unto thee, but We have placed upon their hearts veils lest they should understand, and in their ears a deafness. If they saw every token they would not believe therein; to the point that, when they come unto thee to argue with thee, the disbelievers say: This is naught else than fables of the men of old.

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔــوْنَ عَنْهُ ۚ
وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا
يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

وہ اس سے (اوروں کو بھی) روکتے ہیں اور خود بھی پرے رہتے ہیں مگر (ان باتوں سے) اپنے آپ ہی کو ہلاک کرتے ہیں اور (اس سے) بے خبر ہیں ﴿٢٦﴾

26. And they forbid (men) from it and avoid it, and they ruin none save themselves, though they perceive not.

وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ وُقِفُوْا عَلَي النَّارِ فَقَالُوْا
يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا
وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾

کاش تم (ان کو اس وقت) دیکھو جب یہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائینگے اور کہیں گے کہ اے کاش ہم پھر (دنیا میں) لوٹا دیئے جائیں تاکہ اپنے پروردگار کی آیتوں کی تکذیب نہ کریں اور مومن ہوجائیں ﴿٢٧﴾

27. If thou couldst see when they are set before the Fire and say: Oh, would that we might return! Then would we not deny the revelations of our Lord but we would be of the believers!

28. Nay, but that hath become clear unto them which before they used to hide. And if they were sent back, they would return unto that which they are forbidden. Lo! they are liars.

29. And they say: There is naught save our life of the world, and we shall not be raised (again).

30. If thou couldst see when they are set before their Lord: He will say: Is not this real? They will say: Yea, verily, by our Lord! He will say: Taste now the retribution for that ye used to disbelieve.

ہاں یہ جو کچھ پہلے چھپایا کرتے تھے (آج) ان پر ظاہر ہو گیا ہے
اور اگر یہ (دنیا میں) لوٹائے بھی جائیں تو جن (کاموں) سے ان کو منع
کیا گیا تھا وہی پھر کرنے لگیں کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں ۲۸
اور کہتے ہیں کہ ہماری جو دنیا کی زندگی ہے بس یہی (زندگی) ہے اور
ہم (مرنے کے بعد) پھر زندہ نہیں کیے جائیں گے ۲۹
اور کاش تم (ان کو اس وقت) دیکھو جب یہ اپنے پروردگار کے
سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور وہ فرمائے گا کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا)
برحق نہیں تو کہیں گے کیوں نہیں پروردگار کی قسم (بالکل برحق)
خدا فرمائے گا اب کفر کے بدلے (جو دنیا میں کرتے تھے) عذاب کے مزے چکھو ۳۰

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ
قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا
عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾
وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا
وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾
وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ قَالَ
اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۚ
قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

اسرار و معارف

اور یہ تو بدبختی کے اس درجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ انہوں نے اللہ کی کتاب میں تحریف کر دی اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے یا دولت حاصل کرنے کے لیے وہ کچھ لکھ دیا جو اللہ نے نہیں فرمایا تھا اور جو اللہ کا حکم تھا اسے چھپا دیا یا مٹا دیا جو شخص اپنی خواہشات کا اس قدر اسیر ہو کہ اللہ کی ذات پر جھوٹ بولنے سے نہ چُوکے وہ بھلا کسی اور کو معاف کر دے گا یا نبی اور رسُول کے ساتھ سچ بولے گا ایسے آدمی سے اس کی اُمّید رکھنا ہی فضول ہے کہ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ پر جھُوٹ باندھا جائے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا وہ اللہ کے نام سے کہا جائے یعنی فتوےٰ فروشی کہ حق پہ فیصلہ نہ دیا جائے بلکہ دولت وغیرہ کے لالچ میں اگر کوئی جان بُوجھ کر خلافِ واقع فتوےٰ دے سکتا ہے تو ایسا انسان ہر گناہ کر سکتا ہے اور یاد رکھو ایسے ظالم انجام کار کبھی اچھے انجام کو نہیں پہنچتے کہ ظلم کا نتیجہ دل کی سیاہی اور ایمان سے محرومی ہوتا ہے بلکہ یوم حشر کو یہ تماشہ دیکھنے کا جب یہ سب لوگ ایک جگہ جمع ہوں گے تو ہم ان مشرکین سے سوال کریں گے کہ تمہارے وہ معبودانِ باطلہ کہاں ہیں جو تم نے اپنے خیال کے مطابق بنا رکھے تھے اکثر مفسرین کے مطابق یہاں چونکہ اہل کتاب کی بات چل رہی تھی اور ارشاد ہوا کہ انہوں نے دولت یا اقتدار یا ہوا و ہوس کی خاطر اللہ کی کتاب تک بدل دی یعنی ان کا معبود اللہ نہ رہا بلکہ وہ چیز معبود قرار پائی جس کی خاطر انہوں نے اسلام کے نام پر کفر تک گھڑ لیا۔

شرکِ خفی

یہ شرک خفی ہے جس میں لوگ بظاہر تو اللہ کا سجدہ کرتے ہیں مگر اس سجدے سے بھی دنیا حاصل کرنا یا کوئی خواہش پوری کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں ان نام نہاد مسلمانوں کو ضرور سبق حاصل کرنا چاہیئے جنہوں نے اسلام کے نام پہ رسومات اور رواجات کو اپنا رکھا ہے حتیٰ کہ برِصغیر میں کتنی رسوم ایسی ہیں جو خالص ہندوؤں کی مذہبی رسوم ہیں اور اب اسلام کے نام پہ نادان مسلمانوں میں پھیلائی جا رہی ہیں وہاں کوئی چھل فریب تو چل نہ سکے گا۔ نہ ہیرا پھیری ہو گی مگر قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ہرگز مشرک نہ تھے دنیا میں اوصافِ ربوبیت بانٹ رکھے تھے کہیں سے اولاد حاصل کرتے اور کہیں چڑھاوا مال حاصل کرنے کے لیے چڑھاتے کسی کو مشکل میں پکارتے اور کسی کی طرف آسانیاں منسوب کرتے غرض سارا نظامِ ربوبیت بانٹ کر مختلف ہستیوں کو اپنے خیال کے مطابق ان کاموں پہ لگا رکھا تھا اور ساتھ اسلام کا دعویٰ بھی تھا جیسے نصاریٰ مبتلائے شرک بھی ہیں اور اہلِ کتاب بھی کہلاتے ہیں جب میدانِ حشر میں بات صاف ہوئی کہ کسی نبی یا ولی یا نیک صالح آدمی نے تو نہ ایسا دعویٰ کیا تھا نہ ایسا کام کرنے کا حکم دیا تھا یہ سب ان کا اپنا وہم تھا جس کی قلعی کھل گئی اب کچھ جواب بن نہیں پڑتا تو بڑی سوچ بچار کے بعد عرض کرتے ہیں اللہ کی قسم اے ہمارے رب ہم مشرک تو نہ تھے۔ فرمایا دیکھئے اپنے کردار کو خود جھٹلا رہے ہیں اس لیے آج سب غلط فہمیاں دور ہو گئیں دور تو دنیا میں بھی ہو سکتی تھیں اگر آپ پہ اعتبار کرتے آپ ﷺ کی بات کا یقین کرتے تو دنیا میں ہی بات صاف ہو جاتی مگر وہاں ان بدبختوں کو خواہشاتِ نفس نے اندھا بہرا کر دیا تھا آپ اپنے زمانے کے مبتلائے شرک اور مبتلائے وہم لوگوں کو دیکھئے تو سہی کہ آپ کی بات سنتے ہیں۔ اور بڑے کان لگا کر سنتے ہیں انسان ویسے بھی فطرتاً حسن پسند واقع ہوا ہے بات حسین ترین ہو کہ اللہ کی ہو لب خوبصورت ترین ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہیں آواز بے مثل ہو معانی بے مثال ہوں تو سننے والے کو تو سوائے اس کے کہ دل ہار دے اور کوئی راستہ ہی نہیں مگر ان پہ اُلٹا اثر ہوتا ہے اس لیے کہ دل کی حیات ہے ایمان باللہ اور دل کی قوت ہے اطاعتِ الٰہی ان کے پاس دونوں نہیں ہیں نہ یہ حاصل کرنا چاہتے ہیں بلکہ اپنے وہم کے مطابق اپنے خود تراشیدہ خداؤں پہ خوش بیٹھے ہیں۔ اس جُرم کی سزا کے طور پہ ہم نے ان کے دلوں پہ پردے تان دیئے ہیں ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ تاریکی کے پردے سختی کے پردے اور کان بھی بند کر دیئے گئے ہیں ہدایت کی بات نہ ان کی عقل تک پہنچتی ہے کہ ممکن ہے عقلاً توبہ کا فیصلہ کرتے تو دل بھی درست ہو جاتے نہ دل میں قبول کرنے کی طاقت باقی ہے اب یہ کچھ بھی دیکھتے رہیں

ہزاروں معجزات بھی انہیں راہ راست پہ لانے سے رہے چونکہ ان میں استعداد ہی نہیں رہی بلکہ یہ تو آپ سے جھگڑا کرنے آتے ہیں اور اپنے کفر کی وجہ سے انہیں نہ کلام الٰہی کا حسن متاثر کرتا ہے نہ لب ہائے رسول ﷺ کی چاشنی بلکہ کہتے ہیں یہ پرانے قصے ہیں یہ کونسی کمال کی بات کہ آپ اگلی قوموں کے حالات بیان کرتے پھریں۔ یہ بھی جھوٹ بولتے ہیں قرآن کریم نے کبھی تاریخ کو بطور موضوع ذکر نہیں فرمایا بطور نصیحت یا دلیل اگر کسی واقعہ کا کوئی حصہ مفید تھا تو اُتنا ہی حصہ بیان فرما دیا اور بس باقی سب دلائل ہیں عقلی بھی نقلی بھی توحید پہ رسالت پہ آخرت پہ یا احکام ہیں مگر انہیں یہ سب کچھ نظر نہیں آتا دوسروں کو بھی روکتے پھرتے ہیں کہتے ہیں کیا کرو گے سن کر اور خود بھی آپ کی تعلیمات سے دور بھاگتے ہیں مگر یہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑ رہے کہ جو بھی آپ کی تعلیمات سے دور ہوتا ہے اپنی جان کو اپنے آپ کو تباہی کے منہ میں دے دیتا ہے یہ اور بات ہے کہ انہیں اس کا شعور ہی نہیں یہ سمجھ نہیں پا رہے ہے۔

دل کی تباہی کے اثرات اگر دوبارہ زندگی ملے تو بھی متاثر کریں گے

آپ دیکھئے گا جب انہیں دوزخ کے کنارے کھڑا کیا جائے گا یعنی جب ان کے دوزخ میں جانے کا فیصلہ ہو چکے گا اور انہیں کنارے پر کھڑا کریں گے کہ اب پھینکے جانے والے ہیں تو یہ کہیں گے اے کاش اللہ تعالیٰ ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج دے تو کبھی اپنے رب کی باتوں کا انکار نہ کریں اور ماننے کا حق ادا کر دیں بڑے پکے ایماندار ثابت ہوں لیکن حقیقت یہ نہیں ہے کہ اب تو ان کا باطن سامنے آ گیا اور وہ قلبی کیفیات جو دنیا میں دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ تھیں میدانِ حشر میں ہر کسی نے ان کو دیکھ لیا ان کے دل اس طرح سے تباہ ہو چکے ہیں کہ اگر انہیں پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے پھر گناہ اور نافرمانی میں مبتلا ہو جائیں گے یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں سب جھوٹ ہے میدانِ حشر جزا و سزا کی جگہ ہے عمل کی جگہ نہیں کہ یہاں آ کر ان کے دل کی اصلاح ہو گئی ہو اور اس خبثِ باطن کے ساتھ دوبارہ دنیا میں جائیں تو دوبارہ بھی گناہ ہی کریں گے۔ کیونکہ دل کی اصلاح کا موقع صرف دنیا میں نصیب ہوتا ہے اس کی بنیاد ایمان اور اس کی حیات ذکرِ قلبی ہے جو اس کی غذا بھی ہے دوا بھی ہے ان دونوں نعمتوں کا مدار اس توجہ پہ ہے جو انعکاسی طور پر شیخ کے قلب سے نصیب ہوتی ہے اور جس کا سلسلہ اوپر چلتا ہوا نبی اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے اگر یہ نعمت نصیب ہو تو کم از کم عقیدہ تو درست ہو اور اگر دنیا سے خالی چلا گیا تو حشر سے لوٹ کر بھی آئے تو کہہ دیں گے کہ یہی دنیا کی زندگی

ہے اس میں عیش کر لو میاں کیسی آخرت اور کہاں کا حساب اللہ کریم تو اپنے ذاتی علم سے جانتے ہیں مگر اب تو ان
کی اندرونی حالت سب کے سامنے کھل گئی ہے لہٰذا اس سے بھی صاف پتہ چل رہا ہے کہ اس دل کے مالک
دنیا میں جا کر کس کردار کا مظاہرہ کریں گے انہیں دیکھیئے گا یہ صرف اس وقت تصدیق کرینگے جب میدان حشر میں
حساب کتاب کے لیے پیش ہوں گے تو سوال ہو گا کہ کیا یہ سب کچھ سچ اور درست نہیں ہے آخرت فرشتے
جنت و دوزخ جزا وسزا اللہ کی توحید نبی کی رسالت اللہ کی کتاب تم کس بات کو غلط ثابت کر سکتے ہو تو اس وقت
کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہ سب سچ ہے تو ارشاد ہو گا پھر اس سچ کے مطابق تو تمہارا ٹھکانا جہنم ہے
کہ اس نے تمہیں بتا دیا تھا جو کفر پہ مرے گا ہمیشہ جہنم میں رہے گا اب جہنم میں جاؤ اس لیے کہ تم کفر میں ہی مبتلا رہے

رکوع نمبر ۱   آیات ۳۱ تا ۴۱   وَاِذَا سَمِعُوْا   ۷/۱۰

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ
حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا
يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ
يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ
اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾

جن لوگوں نے خدا کے روبرو حاضر ہونے کو جھوٹ سمجھا وہ گھاٹے
میں آ گئے۔ یہاں تک کہ جب اُن پر قیامت ناگہاں آ موجود ہو گی
تو بول اُٹھیں گے کہ (ہائے) اُس تقصیر پر افسوس ہے جو ہم نے قیامت کے
بارے میں کی اور وہ اپنے (اعمال کے) بوجھ اپنی پیٹھوں پر اُٹھائے
ہوئے ہوں گے۔ دیکھو جو بوجھ یہ اُٹھا رہے ہیں بہت بُرا ہے ﴿۳۱﴾

31. They indeed are losers who deny their meeting with Allah until, when the hour cometh on them suddenly, they cry: Alas for us, that we neglected it! They bear upon their backs their burdens. Ah, evil is that which they bear!

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ
وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور دُنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور مشغلہ ہے۔ اور بہت اچھا گھر
تو آخرت کا گھر ہے (یعنی) اُن کیلئے جو (خدا سے) ڈرتے ہیں۔
کیا تم سمجھتے نہیں ﴿۳۲﴾

32. Naught is the life of the world save a pastime and a sport. Better far is the abode of the Hereafter for those who keep their duty (to Allah). Have ye then no sense?

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ
فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تمہیں رنج پہنچاتی
ہیں (مگر) یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم خدا کی آیتوں
سے انکار کرتے ہیں ﴿۳۳﴾

33. We know well how their talk grieveth thee, though in truth they deny not thee (Muhammad), but evil-doers flout the revelations of Allah.

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا
عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰهُمْ
نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ
جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

اور تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے جاتے رہے۔ تو وہ تکذیب
اور ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد
پہنچتی رہی۔ اور خدا کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں اور تم کو
پیغمبروں (کے احوال) کی خبریں پہنچ چکی ہیں (تو تم بھی صبر سے کام لو) ﴿۳۴﴾

34. Messengers indeed have been denied before thee, and they were patient under the denial and the persecution till Our succour reached them. There is none to alter the decisions of Allah. Already there hath reached thee (somewhat) of the tidings of the messengers (We sent before).

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ
فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِى
الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ
بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى
الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

اور اگر اُن کی رُوگردانی تم پر شاق گزرتی ہے
تو اگر طاقت ہو تو زمین میں کوئی سُرنگ ڈھونڈھ
نکالو یا آسمان میں سیڑھی (تلاش کرو) پھر اُن کے
پاس کوئی معجزہ لاؤ۔ اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت
پر جمع کر دیتا۔ پس تم ہرگز نادانوں میں

35. And if their aversion is grievous unto thee, then, if thou canst, seek a way down into the earth or a ladder unto the sky that thou mayst bring unto them a portent (to convince them all)!—If Allah willed, He could have brought them all together to the guidance—So be not thou among

الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٥﴾
اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔ وَ
الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٦﴾
وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ
رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ
يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٧﴾
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ
يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ
مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ
اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٨﴾
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ
فِى الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ
وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾
قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ
اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾
بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا
تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ
مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾

نہ ہونا ﴿٣٥﴾
بات یہ ہے کہ (حق کو) قبول وہی کرتے ہیں جو سنتے بھی ہیں اور مُردوں کو
تو خدا (قیامت ہی کو) اُٹھائیگا پھر اُسی کیطرف لوٹکر جائینگے ﴿٣٦﴾
اور کہتے ہیں کہ ان پر اُنکے پروردگار کے پاس سے کوئی نشانی
کیوں نازل نہیں ہوئی۔ کہہ دو کہ خدا نشانی اُتارنے پر
قادر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿٣٧﴾
اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے
اُڑنے والا جانور ہے اُنکی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں
ہیں۔ ہم نے کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے)
میں کوتاہی نہیں کی پھر سب اپنے پروردگار کیطرف جمع کیے جائینگے ﴿٣٨﴾
اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہرے اور
گونگے ہیں (اسکے علاوہ) اندھیرے میں (پڑے ہوئے)
جسکو خدا چاہے گمراہ کردے اور جسے چاہے سیدھے رستے پر چلادے ﴿٣٩﴾
کہو (کافرو) بھلا دیکھو تو اگر تم پر خدا کا عذاب آجائے یا
قیامت آموجود ہو۔ تو کیا تم (ایسی حالت میں) خدا کے سوا
کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ) ﴿٤٠﴾
(نہیں) بلکہ (مصیبت کے وقت تم) اُسی کو پکارتے ہو تو جس
دکھ کیلئے اُسے پکارتے ہو وہ اگر چاہتا ہے تو اسکو دور کردیتا ہے
اور جن کو تم شریک بناتے ہو (اُس وقت) انہیں بھول جاتے ہو ﴿٤١﴾

the igaorant ones.

36. Only those can accept who hear. As for the dead, Allah will raise them up, then unto Him they will be returned.

37. They say: Why hath no portent been sent down upon him from his Lord? Say: Lo! Allah is Able to send down a portent. But most of them know not.

38. There is not an animal in the earth, nor a flying creature flying on two wings, but they are peoples like unto you. We have neglected nothing in the Book (of Our decrees). Then unto their Lord they will be gathered.

39. Those who deny Our revelations are deaf and dumb in darkness. Whom Allah will, He sendeth astray, and whom He will, He placeth on a Straight path.

40. Say: Can ye see yourselves, if the punishment of Allah come upon you or the Hour come upon you, calling upon other than Allah? Do ye then call (for help) to any other than Allah? (Answer that) if ye are truthful.

41. Nay, but unto Him ye call, and He removeth that because of which ye call unto Him, if He will, and ye forget whatever partners ye ascribed unto Him.

اسرار و معارف

اور یہی سب سے بڑا نقصان تھا جو ہر اس آدمی کو برداشت کرنا پڑا جس نے اللہ کی بارگاہ کی حاضری سے انکار کیا۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کے منوانے کے لیے اللہ کریم نے مسلسل انبیاءؑ و رسل بھیجے کتابیں نازل فرمائیں۔ اور دلائلِ عقلی و نقلی کے انبار لگا دیئے انسان کو سمجھانے کے مختلف انداز اپنائے تاریخ انسانی میں اگر بلحاظ عظمت و شرافت دیانت و امانت اور سچائی و راست بازی کے کبھی چناؤ ہو تو سب سے اوپر صرف انبیاءؑ رہ جائیں گے جو سب کے سب اس بات کو ثابت کرنے کے دلائل لائے معجزات لائے اور انسانوں کو سمجھانے کی بھرپور کوشش کی اس کے باوجود بھی اگر کسی کو یقین نہیں آیا تو اس کے نہ ماننے سے حقیقت تو

بدلنے سے رہی یہ تو واقع ہو کر رہے گی ہاں ماننے والے اس کا انتظار کریں گے زندگی کے ہر عمل میں یوم حساب کو سامنے رکھیں گے جبکہ نہ ماننے والوں پہ اچانک قیامت ٹوٹ پڑے گی کہ ان کا خیال تو یہ تھا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ تب انہیں احساس ہوگا کہ یہ تو بہت عظیم امر تھا جس میں ہم سے بہت زیادہ کوتاہی ہوئی اور ہم نے اپنا ہی بڑا نقصان کر لیا بلکہ بحالتِ کفر تو نیکی ہو نہیں سکتی اور میدانِ حشر میں ہر عمل بھی کوئی نہ کوئی شکل اختیار کریگا جیسے آجکل کے سائنسی دور میں تو ہر آواز کی بھی شکل ہے جو ایک فیتے میں مُرتسم ہو جاتی ہے پھر اسے وی۔سی۔آر مشین میں چلائیں تو دوبارہ صورت اور حرکات کے ساتھ آواز بھی صاف سنائی دینے لگتی ہے یہی حال اس سے بہت اعلیٰ صورت میں وہاں ہوگا اور ہر گناہ کسی نہ کسی ڈراؤنی شکل میں متشکل ہو کر موجود ہوگا جنہیں اٹھا کر انہیں حساب کے لیے جانا ہوگا جبکہ نیک اعمال حسین صورتوں میں اور خوبصورت سواریوں کی شکل میں حاضر ہوں گے اور عمل کرنے والے کو سوار کرا کے لے جائیں گے تب انہیں احساس ہوگا کہ انہوں نے اپنے اُوپر بوجھ لاد کر کس قدر غلطی کی۔ اور واقعی بہت بُرا بوجھ ہے جو انہیں اٹھانا پڑ رہا ہے۔

دُنیا دُنیا کی زندگی سوائے کھیل اور وقتی لذّات کے کچھ بھی تو نہیں ہاں جو لوگ اللہ کریم سے تعلق استوار کر لیتے ہیں اور اس کی اطاعت کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے اُخروی زندگی ہی بہترین زندگی ہے جسے نافرمانوں نے وقتی لذات پہ قربان کر دیا۔ یہاں دنیا کی زندگی سے زندگی کا وہ اسلوب یا وطیرہ مراد ہے جو اللہ سے غافل کر دے ورنہ آخرت کی اعلیٰ اور بہترین زندگی حاصل کرنے کا موقع بھی تو دنیا میں ہی ہے کہ نہ دنیا سے پہلے عالم امر میں کچھ کر سکتا ہے نہ دنیا سے جانے کے بعد یہی زندگی اگر یادِ الٰہی سے روشن ہو جائے اور اسے بسر کرنے کے لیے وہ انداز اختیار کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے تو یہ ذکرِ الٰہی شمار ہوتی ہے اور جب انسان دنیا میں رہ کر اور آخرت کو سامنے رکھ کر عمل کرتا ہے تو اس کی زندگی لہو لعب نہیں رہتی بلکہ دنیا میں بسنے کے باوجود وہ آخرت کے لیے جی رہا ہوتا ہے اور یہ عمل آسان نہیں ہے جب تک دل اس کو قبول نہ کرے محض باتوں سے کچھ نہیں بنتا اسی لیے انبیاء جہاں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں وہاں دعوت سے آغاز فرماتے ہیں اور جو قبول کرے اسکا تزکیہ کرتے ہیں یعنی دل میں ایسی کیفیات سمو دیتے ہیں کہ دنیا کی لذت پہ آخرت کی محبت یا دنیا کی لذت پر اللہ کی محبت غالب آجاتی ہے اور پھر اسے اللہ کی کتاب اور اسکے معانی یعنی حکمت سکھاتے ہیں جو دنیا میں زندگی گذارنے کا ایک لائحہ عمل

ہوتا ہے اور جس کی تلاش اس کے دل میں پیدا ہو چکی ہے یہ زندگی تو ایسی ہے کہ اگر نصیب ہو تو اس کے دراز تر ہونے کی دعا کی جائے اور اگر اس سے محروم ہے تو بہت بڑی نعمت کھو دی جس کا کوئی بدل نہیں اتنی سی بات تو معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ عارضی اور ناپائیدار لذت پر دائمی اور ابدی راحتوں کو قربان کرنا پرلے درجے کی حماقت ہے۔

آیاتِ مذکورہ میں نبی رحمت ﷺ کی عظمتِ شان ایک خاص انداز میں بیان فرمائی گئی ہے یوں تو اللہ کریم ہر بات سے ہر آن آگاہ ہیں مگر کسی بھی بات کا تذکرہ اس انداز میں فرمانا کہ ہمیں اس کی خبر ہے یا ہم اس سے آگاہ ہیں واقعہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے کہ اے میرے حبیب ﷺ ان کی یاوہ گوئی سے جو آپ کے دل پہ گزرتی ہے وہ ہم خوب جانتے ہیں مگر آپ یہ بھی دیکھ لیجیے کہ یہ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ یہ ظالم تو میری باتوں کو جھٹلاتے ہیں اور محض ضد میں آکر ایسا کرتے ہیں ورنہ یہ خود بھی جانتے ہیں کہ حق یہی ہے محض دنیا کے فائدے کے لیے یا انا کی تسکین کے لیے ایسا کرتے ہیں جحُود کا معنیٰ ہی ایسا انکار ہے جس کو دل تو درست جانتا ہو مگر بظاہر اسے قبول نہ کیا جائے۔

اس پہ مفسرین نے اخنس بن شریف اور ابوجہل کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے تنہائی میں پوچھا کہ اب کوئی تیسرا ہماری بات نہیں سُن رہا کیا تم مجھے وہ بات بتاؤ گے جو محمد ﷺ کے بارے تمہارے دل میں ہے آیا سچے ہیں یا جھوٹے تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ بلاشبہ سچے ہیں تم نہیں دیکھتے کہ جس نے عمر بھر کبھی کسی انسان پر جھوٹ نہیں بولا وہ اللہ پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے مگر بات یہ ہے کہ مان لینے سے بنو قصیؔ کے پاس ہی سب کچھ چلا جائے گا ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

بات کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے تو آپ کی تکذیب بھی اللہ کی تکذیب ہو گی اور یہ پہلی بار نہیں ہو رہا بلکہ آپ سے پہلے انبیاءؑ کے ساتھ یہ سلوک ہوتا رہا ہے جس پہ سوائے صبر کے چارہ نہیں جو انہوں نے بھی کیا آپ بھی ان کی ہر طرح کی ایذا پر صبر کریں پھر ان انبیاءؑ کو اللہ کریم کی طرف سے مدد پہنچی جو یقیناً آپ کو بھی پہنچے گی کہ اللہ کے فیصلوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور نہ نافذ ہونے سے کوئی روک سکتا ہے آپ کو پہلے گزرنے والے انبیاءؑ میں سے بعض کے حالات بتائے بھی گئے ہیں اس کا

مقصد یہی ہے کہ اللہ ہر انسان کو اپنے لیے انجام منتخب کرنے کا موقع بخشتا ہے جو انکار کرنے والوں کے پاس بھی ہے اور ہر آدمی امتحان سے گزرتا ہے جس طرح آپ کے متبعین گزر رہے ہیں مگر انجام کار منکرین کے حصے میں تباہی اور مومنین کے حصے میں کامیابی یقینی ہے۔

نبئ رحمت ﷺ کو کفار کے انجام پر بھی دکھ ہوتا تھا اور آپؐ کا جی چاہتا تھا کہ کاش یہ اس تباہی سے بچ جائیں کمال شفقت دیکھئے وہ ایذا دیتے تھے اور آپ ان کے لیے متفکر ہوتے تھے۔ ارشاد ہوا انسان خود مکلّف ہے اللہ کریم نے شعور سے نوازا ہے آپ جیسی عظیم و شفیق ہستی کو مبعوث فرمایا اپنا ذاتی کلام نازل فرمایا اب بھی اگر کوئی بربادی کی راہ اپناتا ہے تو یہ اس کا اپنا فیصلہ ہے آپ اس کے لیے متفکر نہ ہوا کریں ہاں اگر آپ کر سکتے ہیں یعنی اگر اللہ کی تائید کے بغیر کچھ ممکن ہے تو پھر آپ زمین میں سرنگ لگا کر یا آسمان پہ سیڑھی لگا کر ان کے مطالبات کو پورا کرنے کا اہتمام کیجیے کہ مشرکین کہتے تھے اگر یہ سچے رسول ہیں تو مکّہ میں نہریں آئیں یا آسمان پہ سیڑھی بن جائے ہم فرشتوں کو اترتا ہوا دیکھیں وغیرہ ذالک آپ ﷺ کے دل میں آتی کہ اگر ایسا ہونے پر یہ دوزخ سے بچ سکتے تھے تو کاش اللہ کریم ایسا ہی کر دیتے جواباً ارشاد ہے کہ آپؐ اسے اپنے دل کا روگ نہ بنائیں کہ معجزاتِ رسُول دراصل تو اللہ کا کام ہے جو نبی کے ہاتھ پہ ظاہر ہوتا ہے اور معجزہ بھی اسی لیے کہلاتا ہے کہ وہ کام عقلاً محال ہوتا ہے پھر اس کا اظہار بھی اثباتِ نبوت ہی کے لیے ہوتا ہے یہی حال کرامت کا ہے کہ صادر ولی کے ہاتھ پہ ہوتی ہے مگر نبی کے کامل اتباع کی وجہ سے اسی لیے نبی کا معجزہ ہی شمار ہوگی نیز فعل یہ بھی ذاتِ باری کا ہے اور اس کا اظہار بھی حق کو ثابت کرنے کے لیے ہوتا ہے مگر یہ بات بھی اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کن لوگوں کے لیے اس کے اظہار کی ضرورت ہے نتائج تو ہمیشہ اس فیصلے پہ مرتب ہوتے ہیں جو ہر انسان شعوری طور پر کرتا ہے اگر اس کا فیصلہ منفی ہے تو وہ معجزے کا بھی انکار کر دے گا اور یہ قانون ہے کہ جو قوم معجزہ طلب کرتی ہے اس پر وہی معجزہ ظاہر کر دیا جائے تو نہ ماننے پہ فوراً تباہ کر دی جاتی ہے اس لیے یہاں معجزہ ظاہر نہ کرنا بھی آپ کے طفیل ان پہ ایک طرح کی رحمت ہے کہ انہیں مزید مہلت دی جا رہی ہے لہٰذا آپ نادانوں جیسی بات کو سوچیں بھی نہیں لفظ جہالت اُردو میں تو کبھی اچھے معنوں میں نہیں آتا مگر عربی میں نادانی کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ اور یہاں آپ ﷺ کی قلبی فکر پہ ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے کچھ

نہیں کیا تھا دعا تک نہیں فرمائی ہاں جی چاہتا تھا کہ یہ بچ سکیں تو کیا ہی اچھا ہو تو ارشاد ہوا کہ اگر اللہ تکوینی طور پہ یا اپنے حکم سے سب کو راہ راست پہ لانا ہوتا تو کچھ مشکل نہ تھا مگر ایسی بات نہیں ہے یہ فیصلہ ہر انسان اپنے لیے خود کرتا ہے اور حق بات قبول کرنے کے لیے پہلے تو سننا ضروری ہے مگر دل کی سیاہی سننے تک سے محروم کر دیتی ہے انسان جسم کے ساتھ زندہ رہتا ہے مگر روحانی طور پر یا قلبی طور پہ مر چکا ہوتا ہے اور مُردے تو اللہ کریم ہی ایک خاص وقت پہ دوبارہ اٹھائیں گے اور پھر سب کو اسی کی بارگاہ میں تو جانا ہے۔

آج تو یہ کہتے ہیں کہ جو معجزات ہم نے طلب کیے وہ ان پہ کیوں نازل نہیں ہوتے یا ان کا اظہار کیوں نہیں ہوا فرما دیجئے اللہ تو قادر ہے جو چاہے اور جب چاہے کر سکتا ہے تمہارے منہ مانگے معجزات ظاہر نہ کر کے بھی تم پہ مہربانی فرما رہا ہے تم ہی ان باتوں کو نہیں جانتے۔

کیا یہ سب اس کی قدرت کے مظاہر نہیں ہیں کہ بے شمار زمینی مخلوق یا ہوا میں اڑنے والے پرندے کیا کسی طرح تم سے کم ہیں کیا ان سب کی قسمیں اور جنسیں نہیں ہیں کھانا پینا بچے نسل گھر سب کچھ ہی تو ہے اور جان لو کہ تمہیں بے حساب نظر آتے ہیں مگر ایک ایک متنفس کا ذرہ ذرہ حساب اللہ کی کتاب تک میں لکھا ہوا ہے اگرچہ اس کا علمِ ذاتی اس سے بھی وسیع تر ہے اگر تم ان کو دیکھ کر اس کی عظمت و کبریائی سے آگاہ نہیں ہو سکتے تو پھر تم کیسے انسان ہو۔

حقوق کی اہمیّت

یاد رکھو ان سب کو بھی یوم حشر اللہ کے حضور پیش ہونا ہو گا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ حیوان مکلف نہیں ہیں حلال حرام وغیرہ نہ پوچھا جائے گا مگر کسی جانور نے بھی دوسرے جانور کو مارا ہو گا تو اسے سزا دی جائے گی بدلہ دلوا کر سب کو فنا کر دیا جائے گا تو اندازہ فرمایئے کہ انسانوں کے حقوق کیسے ضائع ہو سکتے ہیں جو لوگ ظلماً دوسروں کا مال کھاتے ہیں، رشوت لیتے ہیں عزت لوٹتے ہیں یا وہ ملازم جو تنخواہ لیتے ہیں کام پُورا نہیں کرتے کس طرح بچ سکیں گے جبکہ انسان ان سب چیزوں کے لیے مکلف بھی ہے۔

اللہ کی عظمت کیوں نظر نہیں آتی

جو لوگ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں دراصل یہ بہرے اور گونگے ہو چکے ہیں کہ یہ اندھیروں کے باسی

ہیں ظاہر کے کان یا زبان تو جانور کے پاس بھی ہیں انسان کے سینے میں بہت قیمتی دل ہے جو روشن ہو تو سنتا ہے بات کرتا ہے نور سے محروم ہو جائے تاریکی میں ڈوب جائے تو یہ سب قوتیں کھو بیٹھتا ہے اور جب دل کا یہ حال ہو تو اللہ کی طرف سے ہدایت نصیب نہیں ہوتی ہاں اگر اللہ چاہیں تو سیدھے راستے پہ چلانے کی قدرت بھی انہیں کے پاس ہے جبکہ دوسری جگہ ارشاد فرمادیا کہ اللہ کریم انہی لوگوں کے لیے ہدایت کا سامان بہم پہنچاتے جو ہدایت طلب کرتے ہیں زبردستی نہیں کی جاتی آپ انہیں سے فرمایئے کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا تمہیں قیامت آلے تو کیا اللہ کے سوا کسی کو پکارو گے ۔ اور یہ تو انسانی زندگی کا تجربہ ہے کہ جب کوئی بھی انسان سخت مایوسی کے عالم میں گھر جائے تو صرف اللہ کو پکارتا ہے ایسے ہی عربوں کا تجربہ بھی تھا فرمایا آئندہ بھی اگر تم سچے ہوتے تو ایسے اوقات میں بھی ان کو پکارتے جن کی عبادت اللہ کے سوا کرتے ہو مگر تم ایسا کرتے نہیں ہو بلکہ انہیں یکسر بھول جاتے ہو حالانکہ تم نے انہیں اللہ کے برابر درجہ دے رکھا ہوتا ہے مگر ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اس لیے کہ اللہ ہی مصیبت اور پریشانی دور کرتا ہے کسی دوسرے کے بس کی بات نہیں ۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ ہر انسان کے دل کی گہرائی میں پیوست ہوتی ہے اور اگر کوئی ناگہانی مصیبت آئے تو مشرک بھی اپنے فرض کردہ معبودوں کو فراموش کر دیتا ہے اور بے اختیار اللہ کریم ہی کو پکارتا ہے ۔

رکوع نمبر ۵ آیات ۴۲ تا ۵۰ وَإِذَا سَمِعُوا ۷/۱۱

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ
فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ
يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾
فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا
وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾
فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا
عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا
فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً
فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ﴿٤٤﴾

اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی اُمتوں کی طرف پیغمبر بھیجے۔ پھر اُن کی نافرمانیوں کے سبب) ہم انہیں سختیوں اور تکلیفوں میں پکڑتے رہے تاکہ عاجزی کریں (۴۲)

تو جب اُن پر ہمارا عذاب آتا رہا کیوں نہیں عاجزی کرتے رہے۔ مگر اُن کے تو دل ہی سخت ہو گئے تھے اور جو کام وہ کرتے تھے شیطان اُن کو (اُن کی نظروں میں) آراستہ کر دکھاتا تھا (۴۳)

پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو اُن کو کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب ان چیزوں سے جو اُنکو دی گئی تھیں خوب خوش ہو گئے تو ہم نے اُنکو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ اُس وقت مایوس ہو کر رہ گئے (۴۴)

42. We have sent already unto peoples that were before thee, and We visited them with tribulation and adversity, in order that they might grow humble.

43. If only, when our disaster came on them, they had been humble! But their hearts were hardened and the devil made all that they used to do seem fair unto them!

44. Then, when they forgot that whereof they had been reminded, We opened unto them the gates of all things till, even as they were rejoicing in that which they were given, We seized them unawares, and lo! they were dumbfounded

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ
وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ
مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ
كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾
قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ
بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾
وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ
وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ
بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾
قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ
وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ
مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ
اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

غرض ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف
خدائے رب العالمین ہی کو (سزاوار) ہے (۴۵)
(ان کافروں سے) کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر خدا تمہارے کان اور آنکھیں
چھین لے اور تمہارے دلوں پر مُہر لگادے تو خدا کے سوا کون سا معبود
ہے جو تمہیں یہ نعمتیں پھر بخشے؟ دیکھو ہم کس کس طرح اپنی آیتیں
بیان کرتے ہیں۔ پھر بھی یہ لوگ رُوگردانی کیے جاتے ہیں (۴۶)
کہو کہ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر خدا کا عذاب بےخبری میں یا خبر
آنے کے بعد آئے تو کیا ظالم لوگوں کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟ (۴۷)
اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجتے رہے ہیں تو خوشخبری سنانے اور ڈرانے کو
پھر جو شخص ایمان لائے اور نیکوکار ہو جائے تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ
خوف ہوگا اور نہ وہ اندوہناک ہوں گے (۴۸)
اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اُن کی نافرمانیوں
کے سبب اُنہیں عذاب ہوگا (۴۹)
کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ
کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ
تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اُس حکم پر
چلتا ہوں جو مجھے (خدا کی طرف سے) آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا
اور آنکھ والا برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (۵۰)

45. So of the people who did wrong the last remnant was cut off. Praise be to Allah, Lord of the Worlds!
46. Say: Have ye imagined, if Allah should take away your hearing and your sight and seal your hearts, who is the God who could restore it to you save Allah? See how We display the revelations unto them? Yet still they turn away.
47. Say: Can ye see yourselves, if the punishment of Allah come upon you unawares or openly? Would any perish save wrongdoing folk?
48. We send not the messengers save as bearers of good news and warners. Whoso believeth and doth right, there shall no fear come upon them neither shall they grieve.
49. But as for those who deny Our revelations, torment will afflict them for that they used to disobey.
50. Say (O Muhammad to the disbelievers): I say not unto you (that) I possess the treasures of Allah, nor that I have knowledge of the Unseen; and I say not unto you: Lo! I am an angel. I follow only that which is inspired in me. Say: Are the blind man and the seer equal? Will ye not then take thought?

اسرار و معارف

اس کے باوجود دل کی تاریکی اور سختی ایسا شدید مرض ہے کہ وہ اپنی اس بات پہ بھی قائم نہیں رہ سکتے اور پھر کفر و شرک کی دلدل میں گر جاتے ہیں ان لوگوں اور پہلی امتوں کے حالات بھی اس پہ گواہ ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے دنیا میں تھیں ہم نے ان کی طرف رسول بھیجے ان کے انکار پر انہیں مختلف مصائب میں گرفتار کیا کبھی بھوک اور افلاس یا فصلوں وغیرہ کی بربادی کا شکار ہوئے کبھی مختلف امراض میں مبتلا کئے گئے یہ بھی ان کے حق میں رحمت ہی کا ایک کرشمہ تھا مراد یہ تھی کہ اس طرح سے ان کی وہ فطری صلاحیت بیدار ہو اور وہ اللہ کے سامنے گڑگڑائیں مگر وہ اس مقصد کو حاصل نہ کر سکے اور کیوں نہ کر سکے کیوں اللہ کو نہ پکارا کیوں اس کی بارگاہ میں توبہ نہ کی اس لیے کہ ان کے قلوب سخت ہو چکے تھے اس قدر سخت کہ مصائب میں گرفتار ہو کر بھی اللہ کی یاد سے محروم ہی رہے یعنی دل

کی سختی اور تاریکی اتنا عجیب مرض ہے کہ انسان فطری صلاحیتوں سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ وہ کچھ دیکھتا ہے جو ابلیس اسے دکھاتا ہے اور یوں شیطان کو موقع ملتا ہے کہ برائیوں کو سجا کر انہیں دکھاتا ہے پھر ایسے لوگ قتل و غارتگری اور دوسرے ظالمانہ اعمال پہ شرمندہ ہونے کی بجائے ان پہ فخر کرتے ہیں۔

اس طرح جب لوگ احکام الٰہی کو بالکل فراموش کر دیں تو بعض اوقات دنیوی دولت ان پہ عام کر دی جاتی ہے یہ بھی اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے کہ شدت میں نہ سہی تو نعمت کی فراوانی میں جذبہ تشکر ہی بیدار ہو جائے اور اپنے مالک حقیقی کے شکر گذار بندے بن جائیں مگر یہ سب کچھ تو دل کی سیاہی میں ڈوب چکا ہوتا ہے لہٰذا ایسے بدنصیب لوگ اسے بھی اپنا کمال سمجھ کر اس پہ فخر کرنے اور اکڑنے لگتے ہیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ کسی کے پاس دنیا کی نعمتیں بھی ہیں اور وہ بدستور گناہ کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ اللہ کی گرفت میں آنے کو ہے۔

یوں جب دونوں طرح سے وہ لوگ ناکام رہے نہ توبہ نصیب ہُوئی نہ دلوں کی اصلاح کر سکے تو اچانک عذابِ الٰہی نے آلیا کوئی قوم غرق ہُوئی کسی پہ آگ برسائی گئی کہیں زمین ہی اُلٹ دی گئی الغرض متعدد اقوام کی تباہی کے حالات بیان ہُوئے ہیں ان سب کے ساتھ یہی کچھ ہوا اور جب پکڑے گئے تو پھر کوئی آسرا ایک باقی نہ تھا یعنی ان کے دامن میں سوائے نااُمیدی کے کچھ نہ تھا اس طرح غلط کار لوگ اپنے کردار کے انجام کو پہنچے کہ ان کے نشاں تک مٹ گئے اور یوں تمام طرح کی خوبیاں صرف اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے یعنی ظالموں کی تباہی بھی دوسری مخلوق کے لیے اس کی رحمت اور تقاضائے ربُوبیّت ہے لہٰذا اسی کی حمد بیان کی جانی چاہیئے۔

آپ انہیں یاد دلا ئیے کہ یہ سماعت بصارت اگر اللہ کریم واپس لے لیں جس نے انسان کو یہ حسیّں دی ہیں اگر وہی سلب کرے یا جس طرح ظاہر کی آنکھ یا کان ہے اسی طرح دل میں بھی سننے اور دیکھنے کی قوت ہے بات سمجھنے کی استعداد ہے یہ سارے اوصاف جو بدن کو عطا ہُوئے ہیں علیحدہ سے انسانی دل کو بھی بخشے گئے ہیں لہٰذا اگر ظاہر کے اوصاف تو باقی رہنے دے مگر بداعمالی سے خفا ہو کر دل پہ مہر کر دے یعنی دل کو ان اوصاف سے محروم کر دے تو اللہ کے سوا کوئی معبود تمہاری نظر میں ہے جو پھر سے یہ نعمتیں اللہ کے مقابلے میں عطا کر دے گا؟ یقیناً نہیں جب یہ بات ممکن نہیں تو یہ بھی ہرگز درست نہ ہو گی کہ اللہ کو چھوڑ کر یا اس کے برابر جان کر کسی کی عبادت و اطاعت کی جائے دیکھیے ہم کس قدر صاف اور واضح دلائل بیان کرتے ہیں مگر یہ ان سے فائدہ حاصل نہیں کرتے اور محرومی

کا شکار ہیں۔

تکالیف نیک لوگوں پہ بھی آتی ہیں

شاید انہیں یہ خیال ہو گا کہ عذاب آیا تو کیا فرق پڑے گا نیک و بد سب ہلاکت کا شکار ہو نگے انہیں کہیئے ایسا اندھیر نہیں ہوا کرتا بلکہ تباہی اچانک آلے یا دیکھتے دیکھتے آجائے یہ ہمیشہ بدکاروں پہ آتی ہے اور اللہ کے اطاعت شعار بندے اس سے محفوظ رہتے ہیں چونکہ مسلط ہی بطور سزا کی جاتی ہے اس لیے نیک کام کرنے والے اس کا نشانہ نہیں بنتے یہ حال ان قوموں کی تاریخ سے عیاں ہے جن پہ عمومی عذاب مسلط کیے گئے رہ گئی یہ بات کہ تکالیف تو نیک بندوں پہ بھی آتی ہیں تو وہ بطور سزا نہیں بلکہ مزید انعام کا ذریعہ بنتی ہیں اور تلافیٔ مافات و ترقیٔ درجات میں سے ایک پہلو اپنے اندر لیے ہُوئے ہوتی ہیں۔ جبکہ بدکاروں اور کافروں پہ تکالیف از قسم عقوبات یعنی بطور سزا وارد ہوتی ہیں۔

نبی کیلئے اظہارِ معجزہ ضروری نہیں نہ ولی کیلئے اظہارِ کرامت

نبی رحمت ﷺ کا وجودِ باجُود خود ایک بہت بڑا معجزہ تھا آپ کا بچپن لڑکپن اور بے مثال جوانی آپ کا حسن آپ کا خلق اور آپ کے کمالات جن کا اظہار وقتاً فوقتاً اہلِ مکہ کے روبرو ہوتا رہا پھر یکایک ایسا کلام آپ کی زبانِ پاک پر جاری ہوا جو حق بھی تھا اور حسنِ کلام کے اعتبار سے بھی اس نے عرب کے فصحا کو خاموش کر دیا واقعہ معراج شریف، مشرکین کے سوالات بیت المقدس اور قافلہ کے بارے اور آپ ﷺ کے جوابات جو سو فیصد درست تھے پھر بے شمار معجزات ایک شق القمر ہی کو لیجیے تو چاند کو دو ٹکڑوں میں صرف اہل مکہ ہی نے نہ دیکھا دنیا سے اس کی شہادت ملتی ہے حتیٰ کہ آج جو تصاویر اتاری گئی ہیں ان میں بھی ایک خط واضح ہے کہ کبھی دو ٹکڑے ہو کر جڑا ہو یہ سب درست مگر اس کے باوجود منصبِ رسالت کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ نبی یا رسول کا ہرگز یہ کام نہیں کہ جو واہی تباہی مطالبات کفار کی طرف سے ہوں انہیں ضرور پورا کرے یا اس سے ان معجزات کا اظہار ضرور ہو یہ تو محض اللہ کی رحمت ہوتی ہے کہ لوگوں کی ہدایت کا مزید سامان کر دیا جاتا ہے اور فعلِ باری کا ظہور نبی کے ہاتھ پہ ہوتا ہے لیکن اگر کسی نبی سے زندگی بھر کوئی معجزہ ظاہر نہ ہو کیا وہ نبی نہ ہو گا یہ درست نہیں وہ ضرور نبی ہو گا بشرطیکہ اللہ کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہو جس کی دلیل وہ علوم ہیں جنہیں اصطلاحاً الٰہیات کا نام دیا جاتا ہے یعنی

ذات وصفاتِ باری دنیا و آخرت عقائد اعمال اور ان کے نتائج کا علم لہٰذا منصب نبوت کا فریضہ یہ ہے کہ صحیح عقیدہ تعلیم فرمایا جائے اور درست اعمال کی طرف راہنمائی فرما کر ان کے نتائج کی خوش خبری بھی دے اور غلط نظریات نیز اعمالِ بد کی سزا سے بروقت متنبہ کردے اس کے بعد فیصلہ کرنا ہر آدمی کا اپنا کام ہے جو ان کی بات کا یقین کر کے اپنی اصلاح کر لیتے ہیں وہ کامیاب رہتے ہیں کہ نہ گذشتہ پہ پشیمان ہوں گے نہ آئندہ سے خوفزدہ اور جو اس کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں وہ دراصل ہماری بات کو جھٹلاتے ہیں کہ نبی اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اللہ کا پیغام پہنچاتا ہے لہٰذا اس نافرمانی کے نتیجے میں انہیں عذاب ہی سے دوچار ہونا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں تو واضح عذاب ہوگا۔ اور یہی کام مشائخ بہ نیابتِ نبی انجام دیتے ہیں۔

انبیاءؑ دنیوی حاجات پوری کرنے کیلئے مبعوث نہیں ہوتے

اسی طرح انبیاءؑ سے یہ مطالبہ کرنا نے والوں کا گھر دولت سے بھر دیں یا آئندہ کے حالات سے ضرور باخبر کریں کہ کل نرخ کیا ہوں گے یا کونسی چیز خریدی جائے تو زیادہ نفع ہوگا وغیرہ یہ سب جہالت ہے اگرچہ یہ سب نعمتیں نصیب بھی ہوں مگر آپ فرمایئے میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ اللہ کے خزانے میرے پاس ہیں یا میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔

کہانت وغیرہ

یاد رہے کہ برکات ہوں یا علوم اللہ کی طرف سے جس قدر یہ نعمتیں سب مخلوق کو تقسیم فرمائی گئیں نبی رحمت ﷺ کی ذات گرامی کو اکیلے ان سب کے مجموعے سے بھی بڑھ کر عطا ہوئیں کتنی زیادہ یہ اندازہ کرنا بھی انسانی بس سے باہر ہے اس سب کے باوجود نہ نبی یہ دعویٰ لیکر مبعوث ہوتا ہے کہ اللہ کے خزانے میرے ذاتی اختیار میں ہیں اور نہ اس شرط پہ ایمان قبول ہوتا ہے کہ اگر دنیا کی دولت ملے تب تو ہم ایمان لاتے ہیں ورنہ نہیں یہ تو مذاہب باطلہ کی خصوصیت ہے کہ عبادات وعقائد کے ساتھ دنیا کی نعمتوں کو جوڑ کر لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے دوسری بات جو مذاہب باطلہ کے کمالات میں شمار ہوتی ہے وہ کہانت اور جفر و رمل وغیرہ علوم ہیں جن میں سے بعض تو محض شیطانی قوتوں کی کارستانی شمار ہوتے اور بعض علم طب کی طرح انسانی تجربات اور اندازوں پہ انحصار رکھتے ہیں ان علوم کے ماہرین بعض ایسی باتیں بیان کر دیتے ہیں جو دوسروں کے علم میں نہیں ہوتیں اس لیے لوگ ان کی غیب دانی کے قائل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ نہ یہ علم

غیب ہے اور نہ وہ علوم جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوتے ہیں ان کی وجہ سے وہ عالم الغیب کہلاتے ہیں اگرچہ وہ علوم غیبیہ ہوتے ہیں کاہن یا جوتشی وغیرہ کے علوم کی حد تو وہی ہے جو آلات سے بھی انسانی رسائی کے اندر ہو جیسے یہاں بیٹھ کر دوسرے شہر کی بات زمین پہ واقع ہونے والی بات جو گذر چکی ہو یا کبھی کبھار کوئی اندازہ آئندہ کے بارے مگر آسمان کے دروازے ان پہ نہیں کھلتے مگر جو علوم انبیاءؑ کے ہیں اگرچہ امور غیب سے متعلق ہوتے ہیں جیسے ذاتِ باری فرشتے آخرت برزخ ثواب وعذاب وغیرہ مگر قرآنی اصطلاح میں اسے اطلاع عن الغیب (یعنی غیب پر اطلاع پانا) کہا گیا اور علمِ غیب صرف اللہ کا وصف ہے کہ وہ ذاتی طور پہ جانتا ہے کسی ذریعے اور سبب کا محتاج نہیں اس طرح اگرچہ یہ بھی تمام امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جس قدر علوم اللہ کی طرف سے تقسیم ہوئے ان سب کے مجموعے سے بھی زیادہ علوم نبی رحمت ﷺ کو عطا ہوئے مگر یہ سب اطلاع عن الغیب ہے اس لیے فرمایا انہیں کے لیے میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور یہ جو تم ایک فرضی تصور رکھتے ہو کہ اگر نبی ہوتا تو کھاتا پیتا کیوں یا شادی کیوں کرتا یا سوتا جاگتا نہیں تو یہ اوصافِ انسانی ہیں اور میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ میں فرشتہ ہوں یا مجھ میں سرے سے انسانی اوصاف نہیں ہیں میرا ایک ہی دعویٰ ہے کہ مجھ پہ اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے اور اس کی آزمائش یہ ہے کہ اگر میں جس بات کا حکم دیتا ہوں اس پہ خود عمل نہ کرتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ اگر یہ بات اللہ کی طرف سے ہوتی اور یہ بندہ اللہ کا رسول ہوتا تو اس پر ضرور عمل کرتا لہٰذا میرا دعویٰ بھی تمہارے سامنے ہے اور میرا عمل بھی یہی میری سب سے بڑی پہچان ہے کسی کو دعا دیتا ہوں، فتح کی بشارت دیتا ہوں یا عذاب سے متنبہ کرتا ہوں تو اپنی طرف سے نہیں کرتا اللہ کی بات ہوتی ہے جو میں اس تک پہنچاتا ہوں اور یہی سب سے بڑا کمال بھی ہے دولت کا اہتمام تو شاید کوئی بادشاہ بھی کر سکے دنیا کے کاموں میں تو کسی امیر کی سفارش بھی کام آ سکتی ہے مگر اللہ تعالیٰ سے شرفِ ہمکلامی صرف اور صرف بواسطۂ رسول ﷺ نصیب ہو سکتی ہے یہ تعلق کا اصل سبب ہے اس کے ساتھ جو نفع دنیا میں ہوتا ہے وہ شرط نہیں ہاں زائد ہے اور ضرور ہوتا ہے۔

ولی کی پہچان

یہاں سے اصول ہاتھ آیا کہ اولیاء اللہ کے بارے میں جو تصور ہے کہ ان کے پاس جانے سے دولت ملتی ہے یا اولاد ملتی ہے یا یہ غائبانہ مدد کرتے ہیں یہ بھی یکسر باطل ہے اور یہ بھی غلط ہے کہ وہ عام انسانوں سے مختلف ہوتے ہیں اور جنگلوں میں پائے جاتے ہیں کچھ کھاتے پیتے نہیں بلکہ ان

کی بھی صرف ایک ہی پہچان ہے کہ ان کے دل اس نُور سے روشن ہوتے ہیں جو نبیِٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم فرمایا
اوران کے پاس بیٹھنے سے دل منور ہوجاتا ہے وہ خود اطاعت شعار ہوتے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والوں کو توفیقِ
اطاعت ارزاں ہوتی ہے اور یہی بہت بڑی نعمت بھی ہے۔

ان سے کہیئے کہ وحیِ الٰہی کا اتباع کرنے والا دو عالم میں دیکھنے والا اور بینا ہوتا ہے اور اس کا انکار کرنے
والا اندھا مومن ہر کام کے اس انجام پہ بھی نظر رکھتا ہے جو قیامت کے روز پیش آئے گا مگر کافر اس انجام سے
بھی بےخبر ہے جو دنیا میں سامنے آنے والا ہے لہٰذا سوچو اور فکر کرو کہ اندھے اور بینا کبھی ایک جیسے نہیں ہُوا کرتے ابھی
دارِ دُنیا میں ہو توبہ کی فرصت ہے شائد تمہاری فکر کسی کام آجائے اور تمہیں توبہ نصیب ہوجائے کہ دل کا اندھا
پن سب سے تباہ کن مرض ہے۔ (اللہ اس سے پناہ دے آمین۔)

رکوع نمبر ۶ آیات ۵۱ تا ۵۵ وَاِذَا سَمِعُوْا ۷/۱۲

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا
اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ
وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ
مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا
مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے رُوبرو حاضر کئے جائیں گے
(اور جانتے ہیں کہ) اسکے سوا نہ تو اُنکا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنیوالا
اُن کو اس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت کرو تاکہ پرہیزگار بنیں ﴿۵۱﴾
اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار سے دُعا کرتے ہیں (اور) اُسکی
ذات کے طالب ہیں اُن کو (اپنے پاس سے) مت نکالو اُنکے حساب
(اعمال) کی جوابدہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جوابدہی
اُن پر کچھ نہیں۔ (پس ایسا نہ کرنا) اگر اُن کو نکالو گے
تو ظالموں میں ہو جاؤ گے ﴿۵۲﴾

51. Warn hereby those who fear (because they know) that they will be gathered unto their Lord, for whom there is no protecting friend nor intercessor beside Him, that they may ward off (evil).

52. Repel not those who call upon their Lord at morn and evening, seeking His countenance. Thou art not accountable for them in aught, nor are they accountable for thee in aught, that thou shouldst repel them and be of the wrong-doers.

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا
اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾
وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا
فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى
نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ
سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ
اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾

اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ (جو دولتمند
ہیں وہ غریبوں کی نسبت) کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے
ہم میں سے فضل کیا ہے (خدا نے فرمایا) بھلا خدا شکر کرنیوالوں سے واقف نہیں؟ ﴿۵۳﴾
اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر
ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) سلام علیکم کہا کرو خدا نے
اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کرلیا ہے کہ جو کوئی تم میں
سے نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر اسکے بعد توبہ
کرلے اور نیکوکار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۵۴﴾

53. And even so do We try some of them by others, that they say: Are these they whom Allah favoureth among us? Is not Allah best aware of the thanksgivers?

54. And when those who believe in Our revelations come unto thee, say: Peace be unto you! Your Lord hath prescribed for Himself mercy, that whoso of you doth evil and repenteth afterward thereof and doth right, (for him) lo! Allah is Forgiving, Merciful.

55. Thus do We expound the revelations that the way of the unrighteous may be manifest.

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾

اور اسی طرح ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ تم لوگ اُن پر عمل کرو اور اسلئے کہ گنہگاروں کا رستہ ظاہر ہو جائے ﴿۵۵﴾

اسرار و معارف

بحث سے اعراض

آپ ان کی کج بحثی کا جواب تک نہ دیں کہ یہ لوگ اصلاح کی طلب نہیں رکھتے بلکہ آپ ان لوگوں کو توجہ دیجئے جو کم از کم اس بات کی توقع تو کرتے ہوں کہ کبھی اللہ کے روبرو بھی جانا ہوگا اور یہ امکان تخلیقی طور پہ انسانی فطرت میں موجود ہوتا ہے اگر وہ کثرتِ گناہ سے اسے ضائع نہ کر چکا ہو نیز اہلِ کتاب کے ہاں اور مشرکین عرب کے ہاں بھی دینِ ابراہیمی کی بچی کھچی باتوں میں سے یہ تصور موجود تھا تفسیر مظہری میں ہے کہ اس دور کے مسلمان مراد لینا درست نہ ہوگا وہ تو سب درجہ احتمال پہ فائز تھے ہاں ایسے لوگ جو درجہ احتمال میں ہی سہی آخرت کا تصور تو رکھتے ہوں انہیں یہ سمجھائیے کہ اس روز کوئی ایسا معبود یا کوئی ایسی ہستی جس کی آس اللہ کے سوا لگا رکھی ہو کام نہ آئے گی نہ مدد کر سکے گی نہ سفارش لہٰذا اس روز کیلئے صرف اللہ کی عبادت اختیار کریں اور اس کی اطاعت کو شعار بنائیں۔ اس حکم میں مبلّغین کے لیے بھی بہت اچھا سبق ہے کہ محض بحث کرنا مقصد نہیں بلکہ افہام و تفہیم کے لیے کی جائے اگر اس کی امید نہ ہو تو وقت ضائع نہ کیا جائے۔

عزت کا معیار

انکار کے بھی کئی انداز ہوتے ہیں اور غلط کار انسان بھی ایسی راہ تلاش کرنا چاہتا ہے کہ کم از کم معاشرے میں وہ خود کو سچا ثابت کر سکے مشرکینِ مکہ نے بھی ایک ایسا بہانہ تلاش کیا۔ کہنے لگے ہم ان کی بات ضرور سنتے جواب دیتے سمجھنے سمجھانے کی کوشش کرتے مگر ان کے پاس تو ایسے لوگ جمع رہتے ہیں جو یا تو کبھی ہمارے غلام تھے یا مفلس اور غربا تو ہم ان میں بیٹھ کر کیسے بات کریں یہ ایک موقع تھا جب سیدنا فاروق اعظمؓ نے بھی عرض کیا کہ ہم سب تو غلام ہیں آپ حکم دیں سب الگ ہو جائیں گے یہ آپ کی بات سُن لیں خدام تو اس میں بھی خوش ہوں گے مفسرین کرام نے متعدد صحابہؓ کے نام گنوائے ہیں اور یہ سب لوگ باعتبارِ دولتِ دنیا غریب تھے۔ اور جو لوگ اسلام کے نور سے محروم ہیں ان کے نزدیک دولتِ دنیا ہی معیارِ شرافت ہے اگرچہ کسی کا ایمان و عمل بالکل تباہ ہو چکا ہو دولت مند نہ ہونے کی وجہ سے رذیل شمار کیا جاتا ہے انسانی زندگی کو حیوانی معیار پہ تولنا اللہ کریم کے نزدیک اس کی توہین ہے بلکہ جو شخص ایمان و عمل اخلاق و کردار میں انسانی معیار پہ پورا اترے عند اللہ

وہ قابل عزت ہے ورنہ کھانا پینا توالد تناسل اور گھر بار تو جانور بھی بنا لیتے ہیں۔ اگر انسانی سوچ بھی اسی جگہ تک پہنچی تو کیا فرق پڑا انسانیت تو اس شعور کا نام ہے جس سے ذات وصفاتِ باری کی پہچان نصیب ہوتی ہے جن صحابہؓ کو مشرکین مفلس جان کر اٹھانے کا مطالبہ کر رہے تھے اللہ نے روک دیا اور فرمایا یہی تو میرے بندے ہیں جن کا کوئی لمحہ میری یاد سے خالی نہیں اور یہ اتنے اولوالعزم لوگ ہیں کہ زمین پہ بستے ہیں مگر دیدارِ باری کے طالب ہیں ان سے بڑھ کر معزز کون ہوگا کہ اطلس وحریر میں لپٹے ہوئے بدن جن کے اندر دل میری یاد سے خالی اور ویران ہیں ان کے لیے یہ جگہ خالی کر دیں ہرگز نہیں اللہ کے نزدیک دولتِ دنیا کی کوئی حیثیت نہیں اگر ہوتی تو کافر کو کچھ بھی نہ ملتا یہ ایک الگ نظام ہے جس میں تنگی وفراخیٔ رزق صحت وبیماری جوانی اور بڑھاپا اپنے اپنے وقت پر آتے اور جاتے رہتے ہیں مگر معیارِ انسانیت وشرافت انسان کا وہ دلی تعلق ہے جو اللہ سے استوار ہوتا ہے چنانچہ انہیں بات کرنا ہوگی تو ان کے ہوتے ہوئے کریں گے نہیں کرنا چاہتے تو آپ نے ان کے حساب کی ذمہ داری تو نہیں لے رکھی انہیں خود حساب دینا ہے اور نہ ان کی کوئی مداخلت آپ کے حساب میں ہے یعنی آپ نے جو کرنا ہے وہ بھی اللہ کے لیے ہے اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ بھی اللہ کے حضور جوابدہ ہیں پھر یہ بلا جواز تکلف کیسا کہ آپ انہیں اہمیت دیں جو کسی اہمیت کا حق نہیں رکھتے اور انہیں اٹھا دیا جائے جو اللہ کے حضور ایک بہت بڑا مرتبہ رکھتے ہیں کہ ہر آن اسی کی یاد میں اور اس کی طلب میں تڑپ رہے ہیں اگر ایسا ہو تو یہ بہت بڑی ناانصافی ہوگی جو نہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے ساتھ زیب دیتی ہے چنانچہ یہ موقع تھا کہ سیدنا عمرؓ نے توبہ کی اور اپنی رائے سے رجوع کیا اگرچہ کفار کو تبلیغ کا موقع فراہم کرنا چاہتے تھے مگر مومنین کی تذلیل کر کے ایسا کرنا اللہ کو گوارا نہ تھا۔

مومنین ومخلصین کا دنیا کے اعتبار سے غریب ہونا کفار ومشرکین کے لیے ایک اور آزمائش کا سبب بھی ہے کہ جب تک معیار انسانیت کے بارے میں رائے درست نہ ہو اور یہی خیال رہے کہ اچھا انسان یا شریف شہری وہی ہے جس کے پاس دولت ہو مکان اور کارخانے ہوں یا دنیا میں استعمال کرنے کے اسباب کثرت سے ہوں تب تک ایمان کی لذت سے آشنا نہ ہو سکے گا اس لیے بھی یہ ضروری ہے کہ انسان کی پرکھ یا معیار اس کے عقائد واعمال اخلاق وکردار ہوں اگر یہ بات سمجھ میں آ جائے تو اصلاح پذیر ہونے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی لہٰذا اہل اللہ کا دنیا

کے لحاظ سے غریب ہونا اللہ کے نزدیک انکی عزت کم نہیں کرتا بسا اوقات بڑھا دیتا ہے اور اگر انہیں دولتِ دنیا مل بھی جائے جیسا کہ بعد میں صحابہ کرامؓ بہت زیادہ امیر بھی ہو گئے تھے تو بھی ان کے ہاں معیارِ انسانیت و شرافت نیکی اور تقویٰ ہی قرار پاتا ہے یہ تو قوموں کی بد نصیبی ہوتی ہے جب معیار بدل جاتے ہیں اور نری دولت ہی شرافت قرار پاتی ہے جیسے آج تقریباً باقی دنیا کے ساتھ ملکِ عزیز میں بھی یہی حال ہے کہ حکومت چناؤ کرے تو بھی اور عوام ووٹ دیں تو بھی ہر دو کو امراء میں ہی شرافت نظر آتی ہے خواہ وہ اللہ کے نام سے بھی واقف نہ ہوں حرام کھاتے ہوں بدکار ہوں کچھ بھی ہوں بس دولت مند ہوں تو شہر کی اہم شخصیت قرار پاتے ہیں یہ صورتِ حال ابتلائے الٰہی ہے ایک آزمائش ہے کہ اس قسم کے متکبّر اُمراء ان شخصیات پہ نظر کر کے جو واقعی نیک اور صالح ہوں مگر غریب ہوں کہہ اٹھتے ہیں انہیں تم خوش نصیب کہتے ہو کیا یہ لوگ جن پر اللہ کا احسان ہے اور وہ بھی ہمارے مقابلے میں یعنی اگر احسان ہے یا رضامندی ہے تو وہ ہمارے ساتھ ہے کہ ہمارے پاس دولت ہے اقتدار ہے ان کے پاس کیا ہے نادان یہ بھول جاتے ہیں کہ تم اس کی یاد سے محروم اور اس کی اطاعت سے بیگانہ ہو تم سے کیسے خوش ہو گا خوش تو ان سے ہے جن کو جسموں پر اگرچہ کم قیمت لباس ہے مگر دلوں میں تجلّیاتِ باری رقصاں ہیں جس مبارک نام سے تمہاری زباں تک واقف نہیں رہی اس سے ان کے بدن کا رواں رواں روشن ہے اور تمہاری دولت و اقتدار جس کے ساتھ اللہ کی نافرمانی جمع ہے تمہیں کس گڑھے میں پھینکے گی تم اس کا خیال کیوں نہیں کرتے تمہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اللہ کریم تو شکر گزار بندوں کی آہوں کو رائیگاں نہیں جانے دے گا وہ لمحے جو اس کی طلب میں بسر ہوئے وہ راتیں جو اس کی یاد میں کٹیں وہ دن جو اس کی طلب میں بیتے اور وہ مبارک افراد جن کے ہر کام میں اس کی رضامندی کی طلب نظر آتی ہے بھلا اس کی نگاہِ کرم سے محروم رہ سکتے ہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا انہیں کے دل آباد ہوں گے اور ہمیشہ کی خوشی بھی انہیں کے حصہ میں آئے گی اپنے اس فیصلے کے لیے اللہ کریم کو امراء سے کسی مشورہ کی ضرورت بھی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر آپ مومنین کو خوشخبری دیجیے جب بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوں تو انہیں کہیے تم پر سلامتی ہو یعنی ایک تو یہ بشارت کہ کفار ملحدین طرح طرح کی مصیبتوں کا شکار ہوں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مگر تم ہر طرح سے مامون ہو کہ تمہارے رب نے تم پہ رحمت کرنے اور تمہیں انعامات سے مسلسل نوازتے رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتا دیجیے کہ بتقاضائے بشریت اگر خطا ہو جائے جہالت سے نادانی سے

اگر گناہ کر بیٹھو تو فوراً توبہ کرو اور اپنی اصلاح کر لو کہ مطلق گناہ نہ کرنا تو انبیاؑ کا وصف ہے یا فرشتے کا باقی سب سے ممکن ہے اگرچہ ساری عمر کسی سے صادر نہ ہو مگر خطرہ تو ہے اور اگر ہو جائے تو علماء کا قول ہے کہ ہر گناہ جہالت ہے لہٰذا فوراً توبہ کرنی چاہیے اگر توبہ کر کے توڑ دی پھر گناہ صادر ہو گیا تو بھی اس کا علاج توبہ ہی ہے اور توبہ سے مراد یہ ہے کہ جو ہو چکا اس پہ ندامت ہو اور آئندہ کے لیے اپنی اصلاح کرے تو اللہ کریم بہت بڑا بخشنے والا ہے ہمارا انداز بیان تو اسی طرح سے تفصیل کے ساتھ اور عام فہم ہوتا ہے کہ ان ارشادات اور نزولِ کتاب کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسانی زندگی کے راستے میں جس قدر خطرات ہیں سب سامنے آجائیں اور واضح ہو جائیں پھر کوئی اندھا بن کر گڑھوں میں گرے تو یہ اس کی اپنی پسند ہوگی ورنہ نیکی و بدی شرافت و رذالت بھلائی اور برائی نیز اعمال اور ان کے نتائج دنیا میں اور اس کے بعد حقیقی اور ابدی زندگی میں کیا ہوں گے یہ واضح کر دیا گیا ہے۔

رکوع نمبر ۷ آیات ۵۵ تا ۶۰ وَإِذَا سَمِعُوا ۷/۱۳

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

(اے پیغمبر کفار سے) کہہ دو کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو مجھے اُن کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہوں ﴿۵۶﴾

56. Say: I am forbidden to worsi.ip those on whom ye call instead of Allah. Say: I will not follow your desires, for then should I go astray and I should not be of the rightly guided.

قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَكَذَّبْتُمْ بِهِ ۚ مَا عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ يَقُصُّ الْحَقَّ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ﴿٥٧﴾

کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار کی دلیل روشن پر ہوں اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو۔ جس چیز (یعنی عذاب) کے لئے تم جلدی کر رہے ہو۔ وہ میرے پاس نہیں ہے (ایسا) حکم اللہ ہی کے اختیار میں ہے وہ سچی بات بیان فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿۵۷﴾

57. Say: I am (relying) on clear proof from my Lord, while ye deny Him. I have not that for which ye are impatient. The decision is for Allah only. He telleth the truth and He is the Best of Deciders.

قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿٥٨﴾

کہہ دو کہ جس چیز کیلئے تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے اختیار میں ہوتی تو مجھ میں اور تم میں فیصلہ ہو چکا ہوتا اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے ﴿۵۸﴾

58. Say: If I had that for which ye are impatient, then would the case (ere this) have been decided between me and you. Allah is best aware of the wrong-doers.

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٥٩﴾

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اُسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اُس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے ﴿۵۹﴾

59. And with Him are the keys ,of the invisible. None but He knoweth them. And He knoweth what is in the land and the sea. Not a leaf falleth but He knoweth it, not a grain amid the darkness of the earth, naught of wet or dry but (it is noted) in a clear record.

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ
مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ
لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ
مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ ۝٦٠ ع

اور وہی تو ہے جو رات کو (سونے کی حالت میں) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے
اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس سے خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن کو اٹھا دیتا ہے
تاکہ (یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی) مدت معین پوری کر دی جائے
پھر تم (سب) کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (روز قیامت) وہ تم کو تمہارے
عمل جو تم کرتے رہتے ہو (ایک ایک کرکے) بتائے گا ۝٦٠

60. He it is who gathereth you at night and knoweth that which ye commit by the day. Then He raiseth you again to life therein, that the term appointed (for you) may be accomplished. And afterward unto Him is your return. Then He will proclaim unto you what ye used to do.

اسرار و معارف

آپ انہیں صاف طریقہ سے بتا دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جنہیں تم پکارتے ہو مجھے ان کی اطاعت سے روک دیا گیا ہے اس لیے کہ اللہ کریم کو کبھی یہ بات گوارا نہیں ہو سکتی کہ بندہ تو اس کا ہو اور اپنی ضروریات کسی اور کے دروازے پہ لے جائے بہر حال یہ ہے کہ ہر ضرورت پوری بھی اللہ ہی کرتا ہے یہ انسان کی کوتاہ بینی ہے کہ اس کے صلے میں احساسِ تشکر دوسروں کے در پہ نچھاور کرے اور یہ محض تمہارے نفس کا فریب ہے اگر خدانخواستہ میں بھی تمہاری تائید کروں تو میں غلطی کرنے والوں میں سے ہو جاؤں گا اور سیدھی راہ چھوٹ جائے گی یہ بات پھر بھی درست ثابت نہ ہو سکے گی لہٰذا میں ایسی بات کیوں کروں۔

اور پھر میرے پاس تو میرے پروردگار کی طرف سے واضح دلائل موجود ہیں نزولِ وحی ملائکہ سے کلام، اللہ کی کتاب اور علوم الٰہیات کا بہت بڑا خزانہ جس کو تم پہچان ہی نہیں سکے بلکہ محض انکار کیے جا رہے ہو اور اس پر مزید ناشکری کے مرتکب ہوتے ہو جب کہتے ہو کہ اگر اس کے انکار کا نتیجہ عذاب ہے تو ہم پہ عذاب کیوں نہیں آتا میں نے یہ دعویٰ تو نہیں کیا کہ عذاب و ثواب میرے پاس ہے میں تمہیں یہ بات سمجھانے کی پوری کوشش کر رہا ہوں کہ فیصلہ صادر فرمانا خود اللہ کا کام ہے اسمیں کسی کو مجالِ دم زدن نہیں یہ اس کی مرضی تمہیں کتنی مہلت دیتا ہے یا کس کو توبہ کی توفیق ارزاں ہوتی ہے کون کب اور کس عذاب میں گرفتار ہوتا ہے کہ اللہ کریم ہمیشہ کھری بات کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے آپ انہیں فرما دیجئے کہ اگر عذاب و ثواب میرے پاس ہوتے اور تم یوں نقد طلب کرتے تو میں دیر نہ کرتا بلکہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا لیکن یہ میرے سے میری ذمہ داری ہے نہ میرے فرائض میں داخل میرا کام اللہ کی بات اللہ کے بندوں تک پہنچانا ہے کس نے کیا جواب

دیا مجھے بتانے کی ضرورت بھی نہیں وہ خوب جانتا ہے کہ کس نے کتنی زیادتی کی اس کی ذات سے ہرگز چھپا ہوا نہیں۔

اوصافِ باری

مذاہب باطلہ نے انسانی ضروریات کے مطابق مختلف چیزوں میں مختلف اوصاف کا یقین کر کے متعدد ایسے وجود قبول کر لیے جن میں سے ہر ایک عبادت کا مستحق ٹھہرا مگر مذہبِ حقہ اسلام نے اس بات کو صاف کر دیا کہ ہر طرح کا کمال اور تمام اوصاف مثلاً پیدا کرنا رزق دینا۔ ضروریات سے واقف ہونا۔ علم یعنی ہر ایک کے ہر حال کی خبر اور قدرت یعنی ہر کام کو ذاتی طور پہ کر سکنا بغیر کسی احتیاج کے یہ صرف ایک ہستی میں ہیں اور وہی اکیلا معبود برحق ہے کوئی نبی، کوئی فرشتہ تک ان اوصاف میں اس کا شریک نہیں سب اس کی مخلوق ہے اور جس کے پاس کوئی کمال بھی ہے وہ اسی کا عطا کیا ہوا ہے لیکن اس کی ساری صفات بھی ذاتی ہیں مخلوق نہ تھی اس نے پیدا کی مگر وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا جیسے اس کی ذات ازلی و ابدی ہے ویسے ہی اس کی ساری صفات بھی ہمیشہ سے ہیں ہمیشہ رہیں گی مگر سب اوصاف کو یہاں دو صفات میں سمو دیا گیا ہے غالباً اس لیے کہ انسان اگر اصلاح پذیر ہونا چاہے تو ان دو کا یقین اسے پوری زندگی کے لیے رہنمائی مہیا فرما دیتا ہے اول علم اور دوسرے قدرت۔

تو پہلے علم کے بارے ارشاد ہوتا ہے کہ اسی کے پاس غیب کے خزانے ہیں جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا یعنی علومِ غیبیہ میں مخلوق کو اصلاً دخل نہیں۔ یہاں کچھ الجھاؤ پیدا ہوتا ہے کہ بعض باتیں جن کو لوگ سُن کر غیب کا علم یقین کر لیتے ہیں وہ تو مخلوق میں بھی ثابت ہیں جیسے حکیم، ڈاکٹر، یا سائنسدان بعض پیشگوئیاں کر دیتے ہیں جو سچ ثابت ہوتی ہیں اس کی اصل یہ ہے کہ یہ سب لوگ کسی نہ کسی اثر سے اندازہ لگاتے ہیں جو کبھی غلط بھی ہو سکتا ہے اور ٹھیک بھی مگر وہ اثر اتنا خفیف ہوتا ہے کہ عام آدمی محسوس نہیں کر پاتا لہٰذا یہ غیب کا علم تو نہ رہا اس کے جاننے کا سبب تو موجود ہوتا ہے دوسری قسم کا علم کہانت یا رملی نجومی وغیرہ کا علم ہے جسکے بارے میں پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ بعض کا سبب شیطان سے تعلق ہوتا ہے اور اس کے بتانے سے کئی باتیں کاہن جان لیتے ہیں جو یہاں سے دُور واقع ہوئی ہوتی ہیں یا پھر نجومیوں یا ہاتھ دیکھنے والوں کا فن ہے جس کے اندازے ہوتے ہیں جو غلط بھی ہو سکتے ہیں اور ٹھیک بھی بہرحال ان کے پیچھے کوئی نہ کوئی سبب ضرور موجود ہوتا ہے سب

سے مضبوط علم انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اہل اللہ کا ہوتا ہے نبی دو جہان کی خبر دیتا ہے حقائق اخرویہ سے آگاہ فرماتا ہے اور واقعی غیب کی باتیں بتاتا بھی ہے اور غیب ہی پر ایمان لانا شرط بھی ہے مگر اصطلاح قرآن میں اسے بھی علمِ غیب اس لیے نہیں کہا جاتا کہ نبی کو غیب پر اطلاع دی جاتی ہے اور جو علم اطلاع پانے سے حاصل ہوا اطلاع عن الغیب کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا علم ایسا ہے کہ نہ کسی اثر کا محتاج ہے نہ اطلاع کا جو ہو چکا ہو رہا ہے یا ہو گا سب کچھ اس کے علم میں حاضر و موجود ہے حتیٰ کہ خشکی و تری صحراؤں کی وسعتوں میں ریت کے کتنے ذرے ہیں اور سمندر میں کتنے قطرے سب جانتا ہے کوئی پتہ خشک ہو کر جھڑتا ہے تو اس کے علم میں ہے زمین کی اندھیری تہوں میں کوئی دانہ اس کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں بلکہ کوئی چھوٹی بڑی خشک و تر ایسی چیز نہیں جو لوحِ محفوظ تک میں موجود نہ ہو کائنات تو اس میں لکھی پڑی ہے اور اللہ کا علم اس سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ رہی قدرت کی بات تو انسان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ بغیر نیند زندہ نہیں رہ سکتا نیند جو موت کی بہن ہے اللہ ہی ایسا قادر ہے جو نیند میں انسان پر موت ایسی حالت وارد کر دیتا ہے اور اسے بھلے بُرے سیاہ سفید کی کوئی خبر نہیں رہتی اور دن بھر کی ہر حرکت کو وہ دیکھتا ہے یعنی جو کچھ کر کے تم سوئے تھے اس کے علم میں ہے تم اس کے قبضۂ قدرت میں ہو پھر تمہیں زندہ کر دیتا ہے کہ جو مہلتِ حیات دی تھی پوری کر لو تمہاری راہنمائی کے اسباب موجود ہیں اگر واپس آنا چاہو تو بابِ توبہ کھلا ہے ورنہ بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تمہیں پلٹ کر میرے حضور ہی پیش ہونا ہے تمہیں تمہارے اعمال کا ایک ایک حرف بتا دوں گا ایک ایک حرکت سے آگاہ کر دوں گا

رکوع نمبر ۸ آیات ۶۱ تا ۷۰ وَاِذَا سَمِعُوْا ۷/۱۴

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ
حَفَظَةً حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾
ثُمَّ رُدُّوْا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ أَلَا
لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾
قُلْ مَنْ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهُ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً
لَئِنْ أَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان مقرر کئے رکھتا ہے
یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی
روح قبض کر لیتے ہیں اور کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے ﴿۶۱﴾
پھر (قیامت کے دن تمام) لوگ اپنے مالک برحق خدائے تعالےٰ کے پاس
واپس بلائے جائیں گے سن لو کہ حکم اسی کا ہے اور وہ نہایت جلد حساب لینے والا ہے ﴿۶۲﴾
کہو بھلا تم کو جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں سے کون مخلصی
دیتا ہے (جب) کہ تم اسے عاجزی اور نیاز پنہانی سے پکارتے ہو
(اور کہتے ہو) اگر خدا ہم کو اس (تنگی) سے نجات بخشے تو ہم اس کے

61. He is the Omnipotent over His slaves. He sendeth guardians over you until, when death cometh unto one of you, Our messengers[1] receive him, and they neglect not.

62. Then are they restored unto Allah, their Lord, the Just. Surely His is the judgement. And He is the most swift of reckoners.

63. Say: Who delivereth you from the darkness of the land and the sea? Ye call upon Him humbly and in secret, (saying): If we are delivered from this (fear) we

الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾
قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ
ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾
قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا
مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ
يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ
بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ
يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾
وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ
لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾
لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾
وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ
غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا
تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾
وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ
مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾
وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ
لَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ
بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ڰ لَيْسَ لَهَا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ
تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ
ع مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾

بہت شکر گزار رہوں ﴿٦٣﴾
کہو کہ خدا ہی تم کو اس (تنگی) سے اور ہر سختی سے نجات بخشتا ہے
پھر (تم) اس کے ساتھ شرک کرتے ہو ﴿٦٤﴾
کہہ دو کہ وہ (اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے کہ تم پر
اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب
بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے سے لڑا کر
آپس کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس
کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں ﴿٦٥﴾
اور اس (قرآن) کو تمہاری قوم نے جھٹلایا حالانکہ وہ سراسر
حق ہے۔ کہہ دو کہ میں تمہارا داروغہ نہیں ہوں ﴿٦٦﴾
ہر خبر کیلئے ایک وقت مقرر ہے اور تم کو عنقریب معلوم ہو جائیگا ﴿٦٧﴾
اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں
بیہودہ بکواس کر رہے ہیں تو ان سے الگ ہو جاؤ یہاں
تک کہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر (یہ بات)
شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو ﴿٦٨﴾
اور پرہیزگاروں پر ان لوگوں کے حساب کی کچھ بھی جوابدہی
نہیں۔ ہاں نصیحت تاکہ وہ بھی پرہیزگار ہوں ﴿٦٩﴾
اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی
نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو ہاں اس (قرآن) کے
ذریعے نصیحت کرتے رہو تاکہ (قیامت کے دن) کوئی اپنے اعمال کی سزا
میں ہلاکت میں نہ ڈالا جائے (اس روز) خدا کے سوا نہ تو کوئی اس کا دوست ہوگا
اور نہ سفارش کرنیوالا اور اگر وہ ہر چیز جو روئے زمین پر ہے بطور معاوضہ دینا
چاہے تو وہ اس سے قبول نہ ہو۔ یہی لوگ ہیں کہ اپنے اعمال کے وبال میں ہلاکت
میں ڈالے گئے ان کے لئے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے اس لئے کہ کفر کرتے تھے ﴿٧٠﴾

truly will be of the thankful.

64. Say: Allah delivereth you from this and from all affliction. Yet ye attribute partners unto Him!

65. Say: He is able to send punishment upon you from above you or from beneath your feet, or to bewilder you with dissension and make you taste the tyranny one of another. See how We display the revelations so that they may understand.

66. Thy people (O Muhammad) have denied it, though it is the Truth. Say: I am not put in charge of you.

67. For every announcement there is a term, and ye will come to know.

68. And when thou seest those who meddle with Our revelations, withdraw from them until they meddle with another topic. And if the devil cause thee to forget, sit not, after the remembrance, with the congregation of wrong-doers.

69. Those who ward off (evil) are not accountable for them in aught, but the Reminder (must be given them) that haply they (too) may ward off (evil).

70. And forsake those who take their religion for a pastime and a jest, and whom the life of the world beguileth. Remind (mankind) hereby lest a soul be destroyed by what it earneth. It hath beside Allah no friend nor intercessor, and though it offer every compensation it will not be accepted from it. Those are they who perish by their own deserts. For them is drink of boiling water and a painful doom, because they disbelieved.

اسرار و معارف

نگراں فرشتے اسے اپنے بندوں پہ پورا اختیار اور غلبہ حاصل ہے بلکہ بندہ تو ہر حال میں کمزور اور محتاج ہے اللہ نے اس پر نگران فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو اس کی ہر طرح سے حفاظت کرتے ہیں بیماریوں سے بھی اور حادثات سے بھی نیز ایسے فرشتے بھی مقرر ہیں جو اس کے ہر عمل کو محفوظ

کرتے رہتے ہیں اور اس طرح حفاظتِ الٰہیہ میں انسان اپنی عمر بسر کرتا ہے جب موت کا وقت آتا ہے تو وہ محافظ بھی موت کے فرشتوں سے تعاون کرتے ہیں اور یوں کبھی کوتاہی نہیں کرتے مگر انسان کا معاملہ موت پہ بس نہیں ہوجاتا موت دراصل مالکِ حقیقی کی بارگاہ کی طرف واپسی کا عمل ہے جو قدم قدم پہ انسان کی مدد اور ہر لمحہ اس پہ مہربانی فرماتا رہا اب یہاں آکر سب واضح ہوجائے گا کہ حکم دینے کا حق یعنی فیصلہ کرنا یہ اسی کا کام ہے اور کوئی اس کی بارگاہ میں دم نہیں مار سکتا یہ بھی یاد رکھو کہ اسے حساب لینے میں کوئی دیر نہیں لگے گی، کوئی دشواری پیش نہیں آئے بلکہ ساری مخلوق کا حساب جب چاہیں گے تو بڑے کم وقت میں نمٹا لیں گے۔

ان سے کہیے تم ہی کہو جب تم مصائب میں گھر جاتے ہو بعض اوقات سمندروں کی بپھری موجوں پہ یا صحراؤں کی وسعتوں میں کھو جاتے ہو تو کون تمہیں اس مصیبت سے نجات بخشتا ہے کیا تم گڑگڑا گڑگڑا کر اور چپکے چپکے اللہ ہی کو نہیں پکارتے نہ صرف پکارتے ہو کہہ دیتے ہو کہ ہمیں اس مصیبت سے بچالے ہم ساری زندگی تیری اطاعت میں بسر کر دیں گے تیرے شکر گذار بندے بن جائیں گے۔

اللہ کا تصوّر

مشرکین عرب میں یہ بات عام تھی کہ سمندری طوفان میں گھر جاتے یا کسی ویرانے میں پھنس جاتے تو اللہ کو پکارا کرتے تھے اور اس لمحے بتوں وغیرہ سے بھروسہ اٹھ جاتا تھا کہہ دیتے کہ بتوں کی پوجا کسی کام نہ آئی اب اگر اللہ نے بچا لیا تو کبھی دوبارہ ایسا نہ کریں گے دوسری بات اور غالباً اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تصوّر ایک ایسی غیبی طاقت کا تصوّر جو انسان کے ہر حال سے ہر وقت واقف ہو اور ہر جگہ اس کی مدد کر سکتی ہو یہ انسانی مزاج کا حصہ ہے اگر کسی کا مزاج بالکل مسخ نہ ہو چکا ہو تو وہ ویسے نہ سہی مگر جب کبھی مصیبت آئے ضرور اور بے ساختہ اسے پکار اٹھتا ہے اور وہ طاقت اللہ ہی تو ہے لہٰذا یہ بھی خوب جانتا ہے کہ جب اس سے مدد چاہتا ہوں تو مجھے اس کی اطاعت کرنا ہوگی بھلا نافرمانی کر کے مدد مانگنا کب زیب دیتا ہے اور اطاعت کرنا ہی بہترین شکر گذاری ہے یہ سب سمجھتے ہوئے آدمی بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے اللہ میری مدد فرما میں تیرا شکر گذار بندہ بن کر رہوں گا۔

امراض کا علاج

یہ ہمارے عہد کی مصیبت ہے کہ لوگ اپنے دعویٰ اسلام کے باوجود اللہ کریم کو مصیبت میں پکارنا بھی بھول چکے ہیں اور زمانۂ حال کی مادی ایجادات کی چکا چوند

نے انسانوں کو پاگل کر دیا ہے ذرا سی تکلیف ہو تو ان کا ملجا و ماویٰ ڈاکٹر یا سیاستدان اور بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی سائنسدان یا صاحبِ اقتدار سے آگے انہیں کچھ نظر نہیں آتا حالانکہ ہر بیماری بھی تب اثر کرتی ہے جب محافظ فرشتے اس کے لیے راستہ چھوڑتے ہیں ورنہ کوئی حادثہ یا بیماری انسان کے قریب نہیں آسکتی اب اس کی دوا کرنے کے دو پہلو ہیں اوّل توبہ اور رجوع الی اللہ سب سے پہلے اللہ کو پکارے گناہ اور کوتاہیوں کی معافی طلب کرے آئندہ کے لیے نیکی کی توفیق طلب کرے تاکہ محافظوں کو پھر سے چوکس رہنے کا حکم ہو اور بیماری کو بھگا دیں دوسرے اسباب ظاہری اختیار کرے دوا لے علاج کرے اچھے طبیب بہتر ڈاکٹر کو دکھائے مگر اللہ کا حکم جان کر اور یہ یقین رکھتے ہوئے کہ شفا دینا اس کا کام ہے ورنہ دواؤں کی تاثیر اُلٹ جاتی ہے مگر ہماری حالت قابلِ رحم حد تک بگڑ چکی ہے کہ جس چیز کو اولیت دینی چاہیئے تھی ہم فراموش کر چکے ہیں اور جو دوسرے درجے میں تھی صرف وہ ہمارا مقصد بن چکی ہے حالانکہ ہر دکھ ہر بیماری اوّل تو کسی نہ کسی گناہ کا اثر ہوتا ہے اور بہت کم لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے گناہ سرزد نہیں ہوتا محض درجات بلند کرنے کے لیے کوئی مصیبت بھیج دی جاتی ہے لہٰذا سب سے زیادہ ضروری ہے کہ اللہ کریم کی بارگاہ میں عاجزی کی جائے ورنہ یہ بات تو سامنے ہے جب یہ مادی ترقی نہ تھی یہ اسباب نہ تھے یہ مشینیں نہ تھیں تو لوگ نسبتاً زیادہ صحت مند تھے اور آج سے پچاس برس پہلے کے لوگ آج کے انسان سے طاقت صحت عمر ہر لحاظ میں بہتر تھے جیسے جیسے جدید ٹیکنالوجی آرہی ہے امراض بھی ایسے پیچیدہ تر پیش آرہے ہیں کہ جن سے گلوخلاصی کی کوئی تدبیر انسان کو میسر نہیں آرہی جہاں جسمانی امراض بڑھیں وہاں اخلاقیات میں بھی تباہی آئی اور ہر قسم کی برائی روز افزوں ترقی پر ہے ایمان تباہ ہو گئے یہ سب اللہ کریم سے بیگانگی اور اس کی یاد کو پسِ پشت ڈالنے کا وہ معمولی نتیجہ اور اثر ہے جو اس مادی دنیا میں محسوس ہو رہا ہے ابدی اور دائمی زندگی میں کیا ہو گا اس اللہ ہی کی پناہ مانگنا چاہیئے لہٰذا انہیں بتایئے کہ مصائب سے نکلنے کا راستہ اللہ کی اطاعت ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمہیں ہر بیماری سے صحت اور سختی سے پناہ دیتا ہے مگر انسان ایسا ناشکر گذار اور ناسپاس ہے کہ جب اپنے ماحول میں پلٹ کر آتا ہے تو وہ سب کچھ بھول کر پھر سے شرک و کفر اور نافرمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

دریہ بات اگر تنہائی میں بیٹھ کر سوچے تو دنیا کا ہر آدمی اپنی زندگی میں محسوس کر سکے گا اس پہ ضرور ایسے لمحات آتے ہوں گے جب اس نے اپنی تنہائیوں میں اللہ کو پکارا ہو گا اطاعت کے وعدے کئے ہوں گے مگر جب

پریشانی دور ہو گئی تو سب کچھ بھول گیا۔

گناہ کا اثر

انہیں بتا دیجئے کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہے اگر تم کفر و معصیت پر مصر رہے مسلسل بُرائی کرتے رہے تو تم پر اوپر سے عذاب مسلط کر دے گا یا پاؤں کے نیچے سے مصیبت پیدا کر دے گا یا پھر تمہیں ایسے گروہوں میں بانٹ دے گا جو ایک دوسرے سے لڑتے رہیں گے اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے عذاب بن جائیں گے۔

لفظ شیعہ

اوپر کے عذاب کی مثالیں بھی قوموں کی تاریخ میں موجود ہیں جیسے بارش یا پانی کا بے حساب برس کر غرق کا سبب بن جانا، بعض قوموں پر آگ برسی اور بعض پہ آسمان سے پتھر برسائے گئے یا ابرہہ کے لشکر پہ ابابیل مسلط کر دیئے کوئی بھی ایسا طوفان جو تباہ کر دے نیچے کے عذاب کے حالات بھی تاریخ کا حصہ ہیں قوم نوح علیہ السلام پہ آسمان سے پانی برسا اور زمین نے بھی پانی چھوڑ دیا یا فرعون کا لشکر کہ غرق ہو کر تباہ ہوا یا لوط علیہ السلام کی قوم کہ بستیاں اُلٹ کر غرق ہو گئیں یا قارون کی مثال مفسرین کرام نے نقل فرمائی ہے جو زمین میں دھنس گیا اس کے ساتھ ائمہ تفسیر نے ایک اور تفسیر بھی ارشاد فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح بیج اُگتا ہے درخت بنتا ہے پھر پھل دیتا ہے اسی طرح ہر عمل بھی جلد یا بدیر اپنا پھل دیتا ہے کُفر یا گناہ اور نافرمانی بھی اگر مسلسل کی جائے تو اس پر یقیناً پھل آتا ہے جو ان مذکورہ صورتوں میں سے کوئی ایک یا سب صورتیں بھی ممکن ہو سکتی ہیں اور اس کی یہ صورت بھی ہوتی ہے کہ اوپر سے عذاب مسلط کرنے کے لیے ظالم اور بے رحم حاکم مسلط کر دیئے جائیں جن کے پاس فریاد لے کر جاؤ تو بجائے انصاف کے ٹھوکریں کھانے کو ملیں نیز پاؤں تلے سے عذاب یا نیچے سے عذاب کی یہ صورت بھی ممکن ہے کہ اپنے ملازم اور نوکر ہوں یا حکومت یا ملازم طبقہ، کام چور خائن اور بددیانت ہو جائیں اس طرح عذاب جمع ہو گئے اور تیسری صُورت فرمایا اللہ تمہیں گروہوں میں بانٹ دے ایسے گروہ جو ایک دوسرے کے گلے کاٹتے پھریں ایک دوسرے کے لیے مشکلات پیدا کرتے رہیں اور ایک دوسرے کو ایذا دیتے رہیں شیعہ کے معنی بھی مطلق گروہ کے ہیں اور قرآن حکیم نے اسے آٹھ مقامات پر ان گروہوں کے حق میں استعمال فرمایا جو فسادی اور اہل نار ہیں نویں جگہ اسی سے تشیع الفاحشہ بُرائی پھیلانے کے معنوں میں لیا ایک جگہ ان میں اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ ارشاد فرمایا

یہاں بھی اگر وہ قوم مراد لی جائے جس میں سیدنا ابراہیمؑ پیدا ہوئے تو ہی معنیٰ درست ہو سکتے ہیں کہ کتاب اللہ نے اس لفظ کو ہر جگہ بدکردار گروہ پر ہی استعمال فرمایا جیسے یہاں بطور عذاب شیعہ یعنی گروہوں میں بانٹ دینے کی سزا ارشاد فرمائی اور پھر وہ گروہ ایک دوسرے کو مبتلائے عذاب رکھیں۔

اگر آج ہم اپنی حالت پہ غور کریں تو شاید ہمارے گناہوں اور اللہ کریم سے دوری کی وجہ سے یہ تینوں سزائیں ہم پہ بیک وقت مسلط ہیں یوں تو دنیا میں کوئی قوم اور کوئی ملک ایسا نہیں جو آج مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا نہ ہو ابھی کینسر کا علاج دریافت نہ کر سکے تھے کہ پوری کافر دنیا کو ایڈز کے عذاب میں مبتلا کر دیا یہ ایسا دہشتناک عذاب ہے کہ صرف امریکہ میں ان لوگوں کی تعداد پانچ لاکھ سے بڑھ چکی ہے جو اس مرض میں مبتلا ہو کر ہسپتالوں میں موت کا انتظار کر رہے ہیں پوری جدید تحقیق کے پاس ان کا کوئی علاج نہیں آپ اندازہ کر سکتے ہیں ایسے شخص کے لمحات کس قدر اذیت ناک ہوں گے اب انہیں ان لوگوں کی فکر ہے جن کو یہ مرض لاحق ہو چکا ہے مگر پتہ نہیں چل رہا اس کا پتہ ہی تب چلتا ہے جب مریض بے بس ہو جاتا ہے یہ تو ایک پہلو ہے اخلاقی تباہی ذہنی اذیت اور آسمانی آفتیں آئے دن ان پہ نازل ہوتی ہی رہتی ہیں یہ سب ان کے کفر کے منطقی نتیجے ہیں مگر ہم جو اسلام کے مدعی ہیں کیا اللہ کے ساتھ ہمارا معاملہ بھی اتنا ہی بگڑ چکا ہے کہ حکومت کی طرف سے آج کوئی تحفظ نہیں ماتحت رشوت طلب کرتے ہیں اور لے کر بھی کام نہیں کرتے اس کے ساتھ پوری قوم متعدد قومی، لسانی صوبائی، اور مذہبی گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے سے دست و گریباں ہے مساجد میں جاؤ تو میدانِ جنگ کا منظر ہے سیاسی پلیٹ فارم پر کرسیاں برسائی جا رہی ہیں ہر طرف فساد بپا ہے کہ بجز اللہ کوئی جائے پناہ نہیں اور ہمارے دانشور جلتی پر سوشلزم کا تیل چھڑک رہے ہیں مگر یاد رکھیے اللہ کے عذابوں سے بچنے کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ توبہ کا راستہ ہے خلوصِ دل کے ساتھ خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ کریم کی بارگاہ میں واپسی رسول اللہ ﷺ سے غلامی کو تازہ کیا جائے گذشتہ پر اظہارِ ندامت کے ساتھ آئندہ کمرِ ہمت اطاعت و غلامی پہ باندھ لی جائے تو آج بھی حالات بدل سکتے ہیں۔ فرمایا ہم تو اسی طرح باتوں کی وضاحت کر دیتے ہیں کوئی بات کسی سے ڈھکے چھپے انداز میں بیان نہیں کی جاتی اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ لوگ سمجھ سکیں اور بات کی اصلیت کو پالیں۔

اُصولی باتوں میں اختلاف پیدا کرنے سے روکنا حکومت کی ذمہ داری ہے

اختلافات کی بات چلی تو تھوڑا سا اشارہ اس طرف بھی ہو جائے کہ ایک حدیثِ پاک میں ارشاد ہے اِختِلَافُ اُمَّتِی رَحْمَۃٌ میری امت کا اختلاف رحمت ہے یہ وہ اختلاف ہے جو اصطلاحاً تو ایسا کہلاتا ہے مگر درحقیقت اختلاف نہیں ہوتا بلکہ کتاب اللہ کو سُنّتِ رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں خلوصِ نیّت سے سمجھنے کی کوشش ہے ظاہر ہے ایسے میں اصولی باتوں میں جن کا فیصلہ کر دیا گیا کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا صرف ان تشریحات میں جن میں اجتہاد کی گنجائش ہوگی وہاں بھی محض رائے کا اختلاف اور اس درجہ کا ہوگا کہ غلط دوسرے کو بھی نہیں کہا جائے گا ہاں اپنی رائے کو اس کی نسبت راجح یعنی معنٰی کے زیادہ قریب جانتے ہیں فقہا اور علماء میں اسی قسم کا اختلاف ہوتا ہے اس میں کسی لڑائی بھڑائی کی ضرورت نہیں کہ سرے سے ایک دوسرے کو غلط سمجھا ہی نہیں جاتا۔ اس سے تو بات کے تمام پہلو نکھر کر سامنے آجاتے ہیں اسی لیے اسے رحمت قرار دیا گیا ہے رہ گیا اختلاف جس نے فرقہ بندی کر دی تو علیحدہ فرقہ کہلانے کے لیے اصول میں اختلاف پیدا ہوگا ظاہر ہے دونوں فریق کبھی حق پر نہیں ہو سکتے جیسے شیعہ اور مسلمان کہ توحید، رسالت، آخرت، حشر نشر، جنت، دوزخ سے لے کر حرام و حلال اور کتاب و سنت تک حتٰی کہ کلمہ اور نماز تک الگ الگ ہے اسی طرح قادیانی کہ عقیدۂ نبوت میں اُمت سے علیحدہ ہو گئے اب اس کام سے حکماً روکنا یا خلافِ اسلام عقیدے اور عمل کو اسلام کہنے سے منع کرنا اربابِ اختیار کے ذمہ ہے ہر شخص کو اجازت نہیں دی جا سکتی کہ قانون کو ہاتھ میں لے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ مسلمان ایسے لوگوں سے الگ ہو جائیں ان امور کی وجہ سے انہیں قتل کرنا یا ان کا مال لوٹنا یا آبرو لوٹنا جائز نہ ہوگا مگر یہ از حد ضروری ہوگا کہ ان سے علیحدگی اختیار کی جائے۔ حکومت پہ فرض ہے کہ ہر ایسے آدمی یا ادارے کا احتساب کرے جو اسلام کے نام پر غیر اسلامی چیزوں یا امور کو رواج دینا چاہتا ہے علاوہ ازیں دیوبندی بریلوی یا مقلد غیر مقلد کا اختلاف محض آراء کا اختلاف ہے اسے کفر و اسلام کا معرکہ بنانا جائز نہیں۔

ہماری بدنصیبی ہے کہ ایک بہت بڑا ایسا طبقہ وجود میں آچکا ہے جن کا رزق مساجد سے وابستہ ہے ضروریاتِ زندگی مدارس کی محتاج یا آباؤ اجداد کی گدیوں سے حاصل ہونے والے رزق پہ بسر کرنا ان کی زندگی

ہے لہٰذا جب سے مذہب ذریعۂ معاش کے طور پر اپنایا گیا ہے اس میں رقابت ایک دوسرے پر الزام تراشی اپنی اہمیت کو اُجاگر کرنے اور اپنی ضرورت کا احساس زندہ رکھنے پہ پوری کوشش صرف ہو رہی ہے برِصغیر میں انگریز کی سوسالہ غلامی میں دیگر مصائب کے ساتھ یہ بیماری بھی اُمّتِ مسلمہ کے گلے پڑی ہے ورنہ قبل ازیں علما جرنیل اور سیاستدان امراء وزراء نظر آتے ہیں انگریز نے عمداً حکومت کے دروازے علما پر بند کر دیئے اس کے دو نتیجے سامنے آئے قابل لوگ دینی تعلیم سے بے بہرہ رہ گئے اور ان علوم کی طرف چل پڑے جن سے دنیا میں کوئی مقام مل سکے دین کی طرف ایک محدود سے چند اچھے لوگ آئے تو وہ علمی گھرانوں کے چشم و چراغ تھے اکثریت رطب و یابس ہی بھر گئی اور دوسرے حکمران طبقہ دینی معلومات سے بے بہرہ ہو گیا صد افسوس کہ آزادی کے بعد بھی نصابِ تعلیم درست نہ کیا گیا مگر کون کرتا اربابِ اختیار تو دین کو اہمیّت دینے ہی سے بیزار بیٹھے تھے لہٰذا ساری قوم اس کے نتائج بھگت رہی ہے اللہ ہمیں معاف فرمائے اور پھر سے دل زندہ عطا کرے آمین۔

فرمایا اگر آپ کی قوم نے اسلام کا کتاب اللہ اور ان حقائق کا انکار بھی کر دیا تو کیا کسی کا انکار حقیقت الامر کو بدل سکتا ہے ہرگز نہیں انہیں انکار کر کے دیکھ لینے دیں اس کی حقانیت کا تجربہ بھی انہیں ہوتا چلا جائے گا۔ ہاں آپ یہ واضح فرما دیجئے کہ میں تم لوگوں کا ٹھیکے دار نہیں ہوں تم پہ بطور وکیل مقرر نہیں ہوں کہ تم جو چاہو کرو میں بچالوں گا یا تمہاری اصلاح مجھ پہ فرض ہے ہرگز نہیں ہاں تم اللہ کریم کے دروازے پہ آنا چاہو تو تمہاری راہنمائی میرا کام ہے تمہاری سفارش میں کروں گا لیکن اگر تم اللہ کا در چھوڑ دو گے تو میں تمہاری ذمہ داری سے آزاد ہوں یہ خوب سمجھ لو۔ رہی یہ بات کہ یہ سب کچھ کب واقع ہوگا انسان کا مزاج ایسا ہے کہ جب دل تاریک ہو جائے تو مکمل تباہی تک جو کچھ اس پہ گزرتی ہے وہ اس کی سمجھ میں نہیں آتی اور اسے عذاب نہیں جانتا جیسے آج ہم پر بحیثیت قوم تینوں طرح کا عذاب مسلط ہے مگر ہم اس کے مختلف دنیوی علاج دریافت کرتے پھر رہے ہیں توبہ کر کے اور اپنی اصلاح کر کے اس سے جان بچانے کا سوچ بھی نہیں رہے ایسے ہی کفار مکہ اگرچہ مختلف شدائد میں مبتلا تھے مگر آخری تباہی کا انتظار کرتے اور سوال کرتے کہ اگر آپ کی بات سچ ہے تو پھر وہ تباہی کب آئے گی عذاب کہاں ہے۔ فرمایا انہیں بتا دیجئے کہ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے ایک حد معین ہوتی

ہے جیسے ہر پھل اپنا عرصہ پورا کر کے پکتا ہے اسی طرح ہر کام کا نتیجہ بھی اپنے وقت پہ ضرور سامنے آتا ہے اگر تم باز نہ آئے تو وہ وقت بھی آجائے گا اور تم کھلی آنکھوں دیکھ لوگے

بے دین لوگوں سے الگ رہنا چاہیئے

ان آیاتِ مبارکہ میں ایک بہت اچھا اصول ارشاد فرمادیا گیا ہے

یوں تو دین کا تمسخر اُڑانا بہت بڑا ظلم ہے اور مسلمانوں کو اس سے روکنے کے لیے ہی جہاد جیسی نعمت عطا ہُوئی ہے مگر یہ حکومت اور حکومتی اداروں کا کام ہے ہر فرد قانون کو نافذ کرنے کے اختیارات نہیں رکھتا لہٰذا انفرادی حیثیت سے قاعدہ یہ ہوگا کہ اے مخاطب اگر ایسے لوگوں کو پاؤ جو امورِ دینیہ میں نکتہ چینی کرتے ہیں یا خواہ مخواہ کی بحثیں کر کے دین کے احکام بگاڑتے ہیں یا ان کا مذاق اڑاتے ہیں تو ان سے کنارہ کشی اور علیحدگی اختیار کرو۔

اس کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت مشرکینِ مکہ اور یہود و نصاریٰ کی طرف سے پیش آئی کہ احکامِ الٰہی کا مذاق اڑاتے اور انہیں غلط بتاتے تھے اس لیے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار نہیں کیا تھا، دوسری صورت غالباً سب سے پہلے مسیلمہ کذاب کی طرف سے پیش آئی جس نے آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار بھی کیا اور ساتھ اپنی نبُوت کا دعویٰ بھی۔ اس نے اعلان تو عہدِ نبوی میں کیا کذاب آپ ﷺ ہی نے اسے فرمایا تھا مگر اس کا فیصلہ عہدِ صدیقی میں ہوا کہ آپ ﷺ کا بہت جلد وصال ہوگیا۔

پہلا طریقہ بھی سخت گستاخی ہے حکومت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ ایسے لوگوں سے جہاد کرے حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ۔ کہ اس قسم کی خرافات مٹ جائیں اور خالص اللہ کے لیے دین رہ جائے مگر انفرادی طور پہ افراد کا کام یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے اور ایسی جگہوں سے اجتناب کریں رہی دوسری قسم کہ کفریہ عقائد و اعمال گھڑ کر انہیں اسلام کہا جائے یہ بہت بڑا ظلم ہے اور خلافتِ صدیقیؓ کے بعد دوسرا اجماع صحابہ کرام کا اسی بات پہ ہوا تھا کہ کوئی دین میں بہت بڑی تبدیلی کرتا ہے جیسے مسیلمہ کذاب کا دعوائے نبُوت یا نسبتاً چھوٹی جیسے زکوٰۃ ادا کرنے سے بعض قبائل کا انکار سب کے خلاف ریاست اسلامی کو جہاد کرنا ہوگا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کا قلع قمع کر دیا گیا نہ صرف مسیلمہ بلکہ سات کے قریب اشخاص نے جن میں دو عورتیں بھی تھیں عہد

صحابہؓ میں نبوّت کے دعاوی کیے سب کا ایک فیصلہ کیا گیا جہاد چنانچہ ایک آدھ مرد اور ایک خاتون کو توبہ نصیب ہوئی باقی اپنے انجام کو پہنچے یہ کام تو ریاست کا تھا افراد دوسرے درجے کے لوگوں سے بھی لڑ تو نہیں سکتے مگر ان سے الگ ضرور ہو جائیں اور کبھی ان کا ساتھ نہ دیں خصوصاً اس وقت جب وہ دین سے مذاق یا غیر دین کو دین بتا رہے ہوں تو الگ رہنا اور بھی زیادہ ضروری ہے جیسے ہمارے یہاں اہل تشیعہ یا روافض نے دین کے نام پر بے شمار رسومات ایجاد کر لی ہیں ہر سال اس پر فساد ہوتے ہیں مگر اس کا صحیح حل یہ ہے کہ تمام اہلِ اسلام اس سے الگ ہو جائیں خصوصاً ان کی عبادات وغیرہ میں اصلاً کوئی دلچسپی نہ لیں ایسے ہی قادیانی کہ مسیلمہ کذّاب کی طرح الگ نبوت کے قائل ہو گئے تو ان دونوں میں سے اگر کوئی دین میں کج بحثی شروع کر دیتا ہے یا رسومات کو دین بتانے پہ مصر ہے تو انفرادی طور پہ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ان سے الگ رہے خصوصاً جب وہ اس امر میں مشغول ہوں تو قطعاً ان کی مجالس میں نہ جائے اگر کوئی دنیا کا کام یا مجبوری بھی ہو تو اس وقت بات کرے جب وہ یہ کام نہ کر رہے ہوں اور دوسرے امور میں مشغول ہوں یہ ایسا حکیمانہ علاج ہے کہ اگر مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں تو رفض کی ساری تحریک کی قوت ختم ہو جائے اور اس میں کوئی دم خم نہ رہے کہ اس کی رونق صرف دیکھنے والوں کے دم سے ہے۔ اگر کوئی غلطی سے چلا بھی جائے اور شیطان اسے یہ نصیحت فراموش کرا دے تو جیسے یاد آ جائے فوراً الگ ہو جائے اور بدکاروں کے پاس بیٹھنا حرام ہے لہٰذا اسے چھوڑ ہی دینا ضروری ہے محض مجلس کے لیے یا وقت کاٹنے کے لیے کسی بدکار کی محفل میں نہ بیٹھے ہاں اگر مجبوراً جانا ہو جیسے کسی کے ہاں ملازم ہے تو کام کرنے جائے گا یا کسی سے لین دین ہے تو حساب چکانے جائے گا تو صرف بقدر ضرورت جائے اس میں اگر جانے والا خود نیک ہے تو کوئی حرج نہیں یا پھر ایسے لوگ جا سکتے ہیں جو انہیں بھی تبلیغ کر سکیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات پہنچا سکیں تاکہ وہ بھی سنبھل سکیں ان سے بھی کوشش تو کی جائے کہ ان کی اصلاح ہو ورنہ ایسے لوگوں کو جنہوں نے مذہب کو کھیل سمجھا ہے چھوڑ دیا جائے انہیں مطلق کوئی اہمیت نہ دی جائے کہ ایسے نالائق ہیں کہ چند روزہ دنیا کی لذت نے انہیں اپنا بنا لیا اور یہ اس کا دھوکا کھا گئے یہ اسی پہ خوش ہیں انہیں یہ بات ضرور یاد دلاتے رہیئے کہ جو کوئی بھی جیسا عمل کرے گا نتیجہ بھی اسی کو بھگتنا ہوگا اور یہ جان لو کہ اللہ کے مقابلے میں کسی کو نہ کوئی دوست مل سکے گا نہ سفارشی کہ سفارش تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہو گی ان لوگوں کے لیے ہو گی جو

اطاعت کے لیے کوشاں رہے مگر بتقاضائے بشریت غلطیاں بھی سرزد ہوئیں یا اعمال اس درجہ کے نہ کر سکے
جو مطلوب تھا جن لوگوں نے انکار کی راہ اپنائی بھلا ان کی مدد یا سفارش کون کر سکتا ہے ان کو تو اپنے کیئے کی
سزا بھگتنا ہوگی جو پینے کے لیے کھولتے ہوئے پانی اور رہنے کے لیے دردناک عذابوں کی صورت کے ٹھکانے
ہوں گے اور یہ سب اس کفر کا پھل اور نتیجہ ہے جو زندگی میں ان لوگوں نے اختیار کیا۔

رکوع نمبر ۹ آیات ۷۱ تا ۸۳ وَاِذَا سَمِعُوا ۷/۱۵

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٧٣﴾ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٤﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىْٓ اَرٰٮكَ وَقَوْمَكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾

کہو کیا ہم خدا کے سوا ایسی چیز کو پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کر سکے نہ بُرا۔ اور جب ہم کو خدا نے سیدھا رستہ دکھا دیا تو (کیا) ہم اُلٹے پاؤں پھر جائیں؟ پھر ہماری ایسی مثال ہو جیسے کسی کو جنات نے جنگل میں بھلا دیا ہو اور وہ حیران (ہو رہا ہو) اور اُس کے کچھ رفیق ہوں جو اُس کو رستے کی طرف بلائیں کہ ہمارے پاس چلا آ۔ کہہ دو کہ رستہ تو وہی ہے جو خدا نے بتایا ہے اور ہمیں تو حکم ملا ہے کہ ہم خدائے رب العالمین کے فرمانبردار ہوں ﴿٧١﴾ اور یہ (بھی) کہ نماز پڑھتے رہو اور اُس سے ڈرتے رہو۔ اور وہی تو ہے جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے ﴿٧٢﴾ اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے اور جس دن وہ فرمائیگا کہ ہو جا تو (حشر برپا) ہو جائیگا ﴿٧٣﴾ اُس کا ارشاد برحق ہے اور جس دن صُور پھونکا جائیگا (اُس دن) اسی کی بادشاہت ہوگی۔ وہی پوشیدہ اور ظاہر (سب) کا جاننے والا ہے اور وہی دانا اور خبردار ہے ﴿٧٤﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ تم کیا بتوں کو معبود بناتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم صریح گمراہی میں ہو ﴿٧٥﴾

71. Say: Shall we cry, instead of unto Allah, unto that which neither profiteth us nor hurteth us, and shall we turn back after Allah hath guided us, like one bewildered whom the devils have infatuated in the earth, who hath companions who invite him to the guidance (saying): Come unto us? Say: Lo! the guidance of Allah is Guidance, and we are ordered to surrender to the Lord of the Worlds.

72. And to establish worship and ward off (evil), and He it is unto Whom ye will be gathered.

73. He it is Who created the heavens and the earth in truth. In that day when He saith: Be! it is.

74. His word is the truth, and His will be the Sovereignty on the day when the trumpet is blown. Knower of the invisible and the visible, He is the Wise, the Aware.

75. (Remember) when Abraham said unto his father Azar: Takest thou idols for gods? Lo! I see thee and thy folk in error manifest.

وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٧﴾

اور ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنیوالوں میں ہو جائیں ﴿٧٦﴾ (یعنی) جب رات نے اُن کو پردۂ تاریکی سے ڈھانپ لیا تو (آسمان میں) ایک ستارا نظر پڑا۔ کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ غائب ہو گیا تو کہنے لگے کہ مجھے غائب ہو جانیوالے پسند نہیں ﴿٧٧﴾

76. Thus did We show Abraham the kingdom of the heavens and the earth that he might be of those possessing certainty:

77. When the night grew dark upon him he beheld a star. He said: This is my Lord. But when it set, he said: I love not things that set.

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ
فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ
لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۤلِّيْنَ ﴿۷۷﴾
فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا
رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ
يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾
اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾
وَحَاۤجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَاۤجُّوْنِّيْ فِي
اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ
بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَاۤءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ
كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾
وَكَيْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ
اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ
عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ
بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ
اُولٰۤئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾

پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے
لیکن جب وہ بھی چھپ گیا تو بول اٹھے کہ اگر میرا پروردگار مجھے
سیدھا رستہ نہیں دکھائے گا تو میں ان لوگوں میں ہو جاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں ﴿۷۷﴾
پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا پروردگار
یہ ہے یہ سب سے بڑا ہے مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے لوگو
جن چیزوں کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ﴿۷۸﴾
میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے تئیں اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے
آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں ﴿۷۹﴾
اور ان کی قوم ان سے بحث کرنے لگی تو انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے خدا کے بارے
میں (کیا) بحث کرتے ہو اس نے تو مجھے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے اور جن چیزوں کو
تم اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا ہاں جو میرا پروردگار کچھ چاہے۔
میرا پروردگار اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے کیا تم خیال نہیں کرتے؟ ﴿۸۰﴾
بھلا میں ان چیزوں سے جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو کیونکر
ڈروں جبکہ تم اس سے نہیں ڈرتے کہ خدا کے ساتھ شریک بناتے ہو جس کی
اس نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ اب دونوں فریق میں سے کون سا
فریق امن (اور جمعیت خاطر) کا مستحق ہے اگر سمجھ رکھتے ہو تو بتاؤ ﴿۸۱﴾
جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے مخلوط نہیں
کیا ان کے لیے امن (اور جمعیت خاطر) ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں ﴿۸۲﴾

78. And when he saw the moon uprising, he exclaimed: This is my Lord. But when it set, he said: Unless my Lord guide me, I surely shall become one of the folk who are astray.

79. And when he saw the sun uprising, he cried: This is my Lord! This is greater! And when it set he exclaimed: O my people! Lo! I am free from all that ye associate (with Him).

80. Lo! I have turned my face toward Him Who created the heavens and the earth, as one by nature upright, and I am not of the idolaters.

81. His people argued with him. He said: Dispute ye with me concerning Allah when He hath guided me? I fear not at all that which ye set beside Him unless my Lord willeth. My Lord includeth all things in His knowledge. Will ye not then remember?

82. How should I fear that which ye set up beside Him, when ye fear not to set up beside Allah that for which He hath revealed unto you no warrant? Which of the two factions hath more right to safety? (Answer me that) if ye have knowledge.

83. **Those who believe and obscure not their belief by wrong-doing theirs is safety; and they are rightly guided.**

اسرار و معارف

جنّ مسلط ہونا

امورِ دنیا میں ایک درمیانی راہ بھی ہوتی ہے جسے عرفاً کچھ دو اور کچھ لو کہا جاتا ہے یعنی دونوں فریق اپنی بات میں تھوڑی تھوڑی لچک پیدا کر لیتے ہیں اور یوں ایک درمیانی راستہ وجود میں آتا ہے جس پر سمجھوتہ ہو جاتا ہے مگر دین میں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ امو دنیا میں اگر دو فریق ہیں تو دونوں انسان ہیں دونوں کی رائے میں غلطی کا امکان بھی ہے اور دونوں کی را حرفِ آخر تو نہیں ہو سکتی مگر دین تو ارشاداتِ باری کا نام ہے جو واحد ہے لاشریک ہے جس کا علم بھی بے مثال ہے اور اس کی ذاتی صفت ہے مخلوق کے نفع اور نقصان سے واقف بھی ہے اور خود ہی نفع و نقصان کا خالق بی

ہے لہٰذا اس کی بات میں کمی کی جائے اور کسی بھی دوسرے کی بات اس کے مقابلے میں قبول کی جائے تو یہ صریح گمراہی ہوگی جس کی اُمید ہی لے کفار تمہیں ہم سے یعنی مسلمانوں سے نہ رکھنی چاہیئے یہاں تو ایک ہی بات ہے کہ اللہ کی بات بلاحیل وحجت قبول کر لی جائے کیونکہ کسی بھی دوسرے کی بات اللہ کے مقابلے میں ماننے کا کچھ حاصل نہیں کہ اللہ کے بغیر نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ کسی طرح کا نقصان کر سکتا ہے اگر ایسا کیا جائے تو اسلام کو پانے کے بعد پھر اُوندھے منہ گمراہی میں گرنے کے مترادف ہے اور آدمی کی مثال ویسی ہی ہے جیسے کسی پر شیطان یا جن مسلط ہو کر اسے پاگل بنا دے اور وہ دیوانہ وار بھاگتا پھر رہا ہو پھر اسے کچھ لوگ راستے کی طرف بلاتے بھی رہیں تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ آپ انہیں بتلا دیجئے کہ ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے سوا کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی بات کے بارے میں رائے قائم کرے یہ نیکی ہے یا بھلائی ہے بلکہ اس کا معیار صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ جس بات کو اللہ کریم نیکی فرماتے ہیں وہی نیکی ہے اور جسے وہ درست قرار دیں وہی درست ہے لہٰذا ہمارے لیے تو بڑا سادہ سا حکم ہے کہ اللہ کی بات جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے سب کی ضرورتوں سے نہ صرف واقف ہے سب کی ضرورتیں پوری فرما رہا ہے صدقِ دل سے قبول کر لیں۔ اور اپنی پوری قوت اس کی اطاعت پہ صرف کر دیں۔ نیز اس کی عبادت کرتے رہیں کہ توفیق اطاعت بھی نصیب ہو اور تقویٰ اختیار کریں یعنی اس کے ساتھ قریبی تعلق استوار کریں کہ اس کی نافرمانی پہ حیا دامن گیر ہو جائے اس لیے کہ وہی عظیم ذات ہے جس کے روبرو سب کو پیش ہونا ہے وہ ایسا قادر ہے جس نے آسمان بنائے زمین کو پیدا فرمایا اور ان کی تخلیق میں کوئی کمی رہنے نہیں دی جب کچھ بھی نہ تھا اتنی بڑی کارگہِ حیات تعمیر فرما دی وہ جب چاہے گا تو محض حکم دے گا سب کچھ پھر سے پیدا ہو جائے گا کہ اس کی بات ہی سچ ہے اور اس نے اس سب کی خبر دی ہے بلکہ جب صور پھونکا جائے گا اور قیامت قائم ہو گی تو کوئی حکومت کا دعویٰ کرنے والا بھی نہ رہے گا سب تسلیم کر لیں گے کہ حکومت اسی کو سزاوار ہے وہ جملہ حالات سے باخبر ہے پوشیدہ ہوں یا ظاہر اور وہ دانا تر ہے اس کی حکمت کا تقاضا ہے کہ لوگ مہلت پاتے ہیں ورنہ کسی بات سے بے خبر نہیں۔

پہلا تاج پہننے والا شخص

اسی سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بطور مثال ارشاد ہوا کہ جب وہ مبعوث ہوئے تھے لوگوں کا یہی حال تھا اللہ کو فراموش کر چکے تھے اور حکومتِ وقت یا بادشاہ کو ہی اپنا رب تسلیم کر لیا تھا جس کا نام مفسّرین نے نمرود بن کنعان نقل فرمایا ہے تفسیر مظہری میں ہے کہ یہ پہلا شخص تھا جس نے تاج پہنا اور اپنی خدائی کا دعویٰ کیا یہ لوگ بہت سے بتوں کے ساتھ ستاروں کی پرستش بھی کرتے تھے کہ بادشاہ نے دعویٰ خدائی کے ساتھ اسی طرح کی رسومات جاری کر رکھی تھیں سیّدنا ابراھیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے گھر سے کام شروع کیا اور آذر سے جو انکے والد اور نمرود کے وزیر تھے، ارشاد فرمایا کہ آپ نے بتُوں کی عبادت کو شعار بنا رکھا ہے اور ساری قوم اس میں مبتلا ہے حالانکہ اس پر کوئی بھی دلیل نہیں آپ خود پتھر وغیرہ کو تراش کر بُت بناتے ہیں اور پھر اس کی عبادت شروع کر دیتے ہیں جو اپنے وجود کے بننے میں آپ کا محتاج ہے بھلا وہ آپ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا اور آپ کا معبود کیسے بن گیا بلکہ میں تو صاف دیکھ رہا ہوں کہ آپ اور آپ کی ساری قوم ہی غلط راستہ اختیار کر چکی ہے۔

کشف

ابراہیم علیہ السلام کو تو ہم نے ارض وسما کے عجائبات کا مشاہدہ کرا دیا مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک چٹان پر کھڑے تھے جب زمینوں اور آسمانوں کی سب کائنات اللہ کریم نے ان کے سامنے کھول دی کہ ایک ایک چیز ایک ایک ذرّہ ایک ایک پتہ کس طرح سے قدرتِ باری کے تحت اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق عمل کر رہا ہے اشیاء میں اثر اور اعمال کے نتائج کیسے مرتب ہوتے ہیں فرشتے کیا کردار ادا کرتے ہیں سورج چاند ستارے اور ہوائیں کیا کر رہی ہیں اعمال کیسے لکھے جا رہے ہیں لوگ ان کے نتیجے میں کہاں کہاں اور کن کن ٹھکانوں پہ پہنچیں گے حتیٰ کہ جنّت میں اپنی منزل بھی انہوں نے ملاحظہ فرمائی اور اسی سارے مشاہدے اور علم کو اصطلاحاً کشف کہا جاتا ہے کشف والہام یا القاء و وجدان یہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست علم حاصل کرنے کے ذرائع ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہمیشہ اسی ذریعہ سے تعلیم فرمایا جاتا ہے لہٰذا یہ حصولِ علم کے تمام دوسرے ذرائع سے اعلیٰ و افضل ذریعہ ہے اور یہی نعمت ولی اللہ کو نبی کے اتباع کے طفیل نصیب ہوتی ہے مگر دو واضح اور بہت بڑے فرق ہیں

اول نبی براہِ راست اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے جب کہ ولی بھی اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے مگر نبی کے واسطے سے کرتا ہے دوسرے نبی کا کشف الہام القا وجدان حتیٰ کہ خواب بھی وحی کہلاتا ہے یعنی ایسا قطعی اور یقینی علم جس پر عمل کرنا نبی اور اس کی اُمت کے لیے بھی ضروری ہوتا ہے ولی کا کشف وحیِ الٰہی کا درجہ ہرگز نہیں رکھتا بلکہ ولی اللہ کو غلطی لگنے کا امکان ہوتا ہے لہٰذا وہ نبی کی خبر سے متصادم ہو تو باطل ٹھہرے گا اور دوسرے یہ کہ ولی کا کشف اس کی اپنی ذات کے لیے دلیل ہے دوسرے لوگ اس کے ماننے کے مکلّف نہیں ہوتے فرمایا یہ نعمت ہم نے اس لیے دی کہ ابراہیم علیہ السلام کو عین الیقین یعنی یقین کا وہ درجہ بھی حاصل ہو جائے جو آنکھوں دیکھ لینے سے ہوتا ہے یقین تو انہیں پہلے بھی تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جان کر قطعی یقین تھا مگر اسی پر ایک قسم اور بڑھادی گئی یہی حال ولی اللہ کے مشاہدات اور کشف کا ہے کہ انہیں یقینِ کامل میں مزید ترقی نصیب ہوتی ہے اور احکامِ الٰہی اور ارشاداتِ نبوی کی مزید وضاحت حاصل ہوجاتی ہے

طریقِ تبلیغ

پھر انہوں نے ستارہ پرستی کو ایسے عام فہم دلائل سے رد فرمایا اور اس کا باطل ہونا ثابت فرمادیا جو عام عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے انبیاء علیہ السلام کا کمال یہی ہوتا ہے گہرے منطقی دلائل میں بھی الجھنا پسند نہیں فرماتے بلکہ عام فہم اور دو ہی طرح کے دلائل پسند فرماتے ہیں اول نقلی جو پہلی کتب میں نقل ہوئے ہوں یا موجودہ کتاب میں نازل ہوئے ہوں دوم عقلی ایسے جنہیں ایک عام آدمی کی عقل بھی قبول کر سکے۔ بتوں کا باطل ہونا تو بڑی سادہ اور سیدھی بات تھی مگر ستارہ پرستی کے لیے آپ نے طریق کار تھوڑا سا تبدیل فرمالیا کہ جب رات ہوئی تو ایک روشن ستارہ ابھرا یوں تو آسمان ستاروں سے بھر جاتا ہے مگر بعض خاص ستارے بہت روشن ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ بقول تمہارے "یہ میرا رب ہے" یعنی اگر ستارہ پرستی حق ہے تو پھر اس کی پوجا کی جائے جو سب پر چھا رہا ہے مگر کچھ دیر بعد وہ تو غروب ہوگیا تو فرمایا یہ تو خود فانی ہے اپنی ذات کو ایک حال پہ قائم رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا میں اسے اپنی ضرورتیں پوری کرنے والا کیسے مان لوں مَیں کسی ایسی ہستی سے محبت نہیں کرسکتا پھر چاند طلوع ہوا تو فرمایا ستاروں کی نسبت تو یہ زیادہ مناسب ہے اسے رب تسلیم کرنا چاہیے مگر وہ بھی غروب ہوگیا تو آپ نے ایک قدم مزید آگے بڑھایا اور فرمایا کہ یہ سب چلنے والے کام کرنے والے اور خدمت پہ مامور نظر آتے ہیں یقیناً کوئی ہستی انہیں چلانے والی بھی ہوگی چونکہ یہ نظام ایسا مربوط ہے اور

اس باقاعدگی سے چل رہا ہے کہ صاف اعلان کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ رب یعنی چلانے والا، بنانے اور قائم رکھنے والا سب کا ایک ہی ہے یقیناً انسان کا آپ کا اور میرا رب بھی وہی ہے اور اس وسیع کائنات میں درست راہِ عمل کا بتانا بھی اسی کو سزاوار ہے اگر وہ ہدایت کا سامان نہ کرے یا انسان اس کی ہدایت کو قبول نہ کرے تو یقیناً ایسے لوگوں میں شامل ہو جائے گا جو بھٹک چکے ہیں جو راستہ کھو چکے ہیں۔

پھر سورج کے طلوع کا منظر دیکھا فرمایا یہ بہت بڑا ہے اس کے سامنے سب ستارے ماند پڑ گئے شاید یہ رب ہے مگر وہ بھی نہ رہا اور پھر سے تاریکی چھانے لگی تو فرمایا کہ لوگو تم اس عظیم ذات کے ساتھ ستاروں کو شریک گردانتے ہو جو ان سب کا خالق مالک اور قائم رکھنے والا ہے مگر میں ایسا ہرگز نہ کروں گا میں تمہارے اس عقیدے سے یکسر بیزاری و علیحدگی کا اعلان کرتا ہوں اور پورے خلوص اور پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا رُخ اس کی طرف کرتا ہوں جو زمین اور آسمانوں کا بنانے والا ہے اور کبھی ایسے لوگوں کا ساتھ نہیں دے سکتا جو اس کی ذات یا اس کی صفات میں کسی بھی دوسرے کو شریک مانتے ہوں یہ سب کچھ آپ نے بہت پیارے اور عام فہم انداز میں لوگوں تک پہنچایا جس میں تین باتیں بطور خاص سمجھنے کی ہیں کہ اول تو خلوص اور یقین کامل ضروری ہے ان دونوں چیزوں کا حصول انبیا کو براہ راست اللہ سے نصیب ہوتا ہے اور دوسرے لوگ ان کی مجلس و صحبت سے حاصل کرتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جس طرح علوم نبوت نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے ہیں ایسے ہی برکاتِ صحبت بھی اور یہی عظیم نعمت ہے جو اہل اللہ کی مجالس میں نصیب ہوتی ہے۔ دوسرے تبلیغ کیلئے اپنوں سے ابتدا کرے اور عوام تک پہنچے اسی محبت اور درد کے ساتھ اپنوں کو دعوت دی جاتی ہے نیز نہ ماننے والوں پہ یہ حقیقت بھی واضح کر دے کہ مومن و کافر دو الگ طبقے انسانیت کے دو فریق اور دو قومیں ہیں جن کی دوستی و رشتہ داری آپس ہی میں ممکن ہے ایک دوسرے کے ساتھ نہیں یعنی مومن کی مومنوں سے اور کافر کی کافروں سے تیسرے بات بہت آسان اور عام فہم انداز میں کی جائے اور خواہ مخواہ کا فلسفہ درمیان میں لا کر اسے مشکل نہ بنایا جائے ورنہ وہ بات اپنا اثر کھو دے گی۔

اہل اللہ کا کمال

قوم نے مخالفت کی راہ اپنائی نہ صرف انکار کیا بلکہ جھگڑا کرنے لگے اور اپنے مفروضہ خداؤں کے غضب کا حوالہ دینے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی وحی مجھ پہ

نازل ہوتی ہے اس کی طرف سے ہدایت مجھے نصیب ہے تم چاہتے تو مجھ سے یہ دولت حاصل کرتے مگر تم بالکل غلط اور اُلٹ رویے کا اظہار کر رہے ہو کہ اللہ کی ذات اور صفات کے متعلق مجھے سمجھانا چاہتے ہو بجائے سیکھنے کے مجھے کچھ سکھانا چاہتے ہو آپ کا یہ ارشاد بھی بہت بڑی تاریخی حقیقت کی طرف اشارہ تھا کہ دنیا کے عظیم ترین دانشور ادیب سائنسدان اور فلاسفر جس موضوع پر چاہیں بات کریں مگر ذات وصفات باری آخرت روح فرشتہ اور عذاب وثواب یا اخروی زندگی کے بارے میں بات نہیں کر سکتے اس موضوع پہ ہر زمانے میں صرف ان ہستیوں نے بات کی ہے جو وحیِ الٰہی سے سرفراز ہوئے یعنی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام لہٰذا آج تم اس قاعدے کے خلاف کیوں چلنا چاہتے ہو رہی بات ڈرنے کی تو جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم ہو وہ اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا کہ وہ جانتا ہے کہ اس کا پروردگار ہر حال میں اس سے باخبر بھی ہے اور نفع ونقصان کی قُدرت بھی اسی کو ہے۔

فرمایا ذرا غور کرو کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے اور اس کی ذات وصفات میں دوسروں کو شریک مان رہے ہو جس پر کسی زمانے میں کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکی تو بھلا میں بتوں سے ڈرنے لگوں حالانکہ ان کے باطل ہونے کی علمی اور عقلی ہر طرح کی دلیل موجود ہے اب خود ہی دیکھ لو کہ ان حالات میں ہم دونوں فریقوں میں سے کسے تسلی ہونی چاہیئے۔

اس کے بعد ایک قانون ارشاد فرمادیا کہ جن لوگوں کو دولتِ ایمان نصیب ہُوئی اور پھر کسی طرح اسے شرک جیسے ظلم سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔ سکون ان ہی کا حصہ ہے ایسے ہی لوگ اطمینان سے رہ سکتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ سیدھے راستے پر ہیں۔ عمل اور عقیدے میں باعتبار اثر کے جو بہت بڑا فرق ہے وہ نہایت حسین انداز میں ارشاد فرمادیا کہ عقیدہ راستہ ہے اور عمل اسے طے کرتا اگر عمل میں کوتاہی ہو گی تو سفر کم طے ہو گا مگر راستہ تو گُم نہ ہو گا اگرچہ یہ اچھی بات نہیں اس سے بچنے کی کوشش بہت ضروری ہے مگر عقیدے کی خرابی کا نتیجہ تو یہ ہو گا کہ راستہ بدل گیا اب مسلسل عمل بھی اسے منزل پہ نہیں پہنچا سکے گا لہٰذا یہاں حدیثِ مبارک کی تشریح کے مطابق ظلم سے مراد عقیدے میں شرک کی آمیزش ہے اور جو اس سے محفوظ رہا وہ اس لحاظ سے ضرور امن میں ہے کہ راستہ گُم نہیں ہوا اللہ کریم توفیقِ عمل بھی دیں اور ایمان کامل بھی۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَيْنٰهَاۤ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۴﴾

اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اُن کی قوم کے مقابلے
میں عطا کی تھی ہم جسکے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں.
بیشک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے ﴿۸۴﴾

84. That is our argument. We gave it unto Abraham against his folk. We raise unto degrees of wisdom whom We will. Lo! thy Lord is Wise, Aware.

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ
وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ
دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى
وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

اور ہم نے اُن کو اسحٰق اور یعقوب بخشے (اور) سب کو ہدایت
دی اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور اُن کی اولاد
میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ
اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۸۵﴾

85. And We bestowed upon him Isaac and Jacob; each of them We guided; and Noah did We guide aforetime; and of his seed (We guided) David and Solomon and Job and Joseph and Moses and Aaron. Thus do We reward the good.

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ
كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی۔ یہ سب
نیکو کار تھے ﴿۸۶﴾

86. And Zachariah and John and Jesus and Elias. Each one (of them) was of the righteous:

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ
وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان
سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی ﴿۸۷﴾

87. And Ishmael and Elisha and Jonah and Lot. Each one of them did We prefer above (Our) creatures.

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَ
اجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۸﴾

اور بعض بعض کو اُنکے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں
سے بھی۔ اور اُنکو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا رستہ بھی دکھایا تھا ﴿۸۸﴾

88. With some of their forefathers and their offspring and their brethren; and We chose them and guided them unto a Straight path.

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۹﴾

یہ خدا کی ہدایت ہے اس پر اپنے بندوں میں سے جسے چاہے
چلائے اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے
سب ضائع ہو جاتے ﴿۸۹﴾

89. Such is the guidance of Allah wherewith He guideth whom He will of His bondmen. But if they had set up (for worship) aught beside Him, (all) that they did would have been vain.

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ
وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۹۰﴾

یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکم (شریعت) اور نبوت
عطا فرمائی تھی اگر یہ (کفار) ان باتوں سے انکار کریں تو ہم نے ان پر ایمان
لانے کیلئے ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں کہ وہ ان سے کبھی انکار کرنے والے نہیں ﴿۹۰﴾

90. Those are they unto whom We gave the Scripture and command and prophethood. But if these disbelieve therein, then indeed We shall entrust it to a people who will not be disbelievers therein.

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ
اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ
ع اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی تھی تو تم انہیں کی ہدایت
کی پیروی کرو۔ کہہ دو کہ میں تم سے اس (قرآن) کا صلہ نہیں مانگتا۔
یہ تو جہان کے لوگوں کے لئے محض نصیحت ہے ﴿۹۱﴾

91. Those are they whom Allah guideth, so follow their guidance. Say (O Muhammad unto mankind): I ask of you no fee for it. Lo! it is naught but a Reminder to (His) creatures.

اسرار و معارف

کمالِ انبیاء علیہم السلام ایک بہت بڑے مسئلے کو عام فہم زبان میں ایسے مضبوط دلائل کے ساتھ بیان کر دینا بھی انعاماتِ باری کی بہت بڑی دلیل ہے اللہ کریم اپنے احسانات میں

شمار فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ قوم کو اس طرح لاجواب کر دینے والا زورِ خطابت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے عطا فرمایا تھا اور انبیاء کا کمال یہی ہوتا ہے کہ بہت مشکل بات نہایت آسان الفاظ میں اور دلیل کے ساتھ ارشاد فرما دیتے ہیں ورنہ یوں تو فلاسفہ بڑی بڑی بحثیں لکھتے اور بیان کرتے ہیں مگر نہ آج تک کسی بات کا حتمی جواب دے سکے اور نہ عام آدمی ان کی بات کو سمجھ سکا یہ فرق اہل اللہ اور پیشہ ور مقررین میں صاف نظر آتا ہے اہل اللہ کی بات عام فہم، دل میں اترنے والی ہوتی ہے اس لیے اکثر لوگوں کی عملی زندگی میں مثبت تبدیلی لانے کا سبب بنتی ہے جبکہ دوسرے مقررین یا مصنفین خوبصورت جملوں، نپے تُلے الفاظ اور اندازِ بیان سے لوگوں کو واہ واہ کہنے پہ مجبور سا کر دیتے ہیں مگر نہ عام آدمی بات سمجھ پاتا ہے نہ کوئی مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے نیز یہ کسی انسان کا ذاتی کمال نہیں بلکہ یہ کمال انبیاء کو عطا ہوتا ہے پھر ان کے متبعین کو جس قدر نصیب ہو ان کی اطاعت کے طفیل ہی نصیب ہوتا ہے یہ اللہ کریم کی پسند کہ کس کو کیا عطا فرماتے ہیں فرمایا ہم جس کا چاہیں درجہ بڑھا دیں یعنی اسے کمال عطا فرما دیں اور جس قدر چاہیں عطا کر دیں کہ اللہ کریم دانا تر ہے اور خوب جاننے والا ہے وہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو کیا انعام دیا جائے۔

اللہ کی راہ پر دی ہوئی قربانی ضائع نہیں جاتی

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے لیے گھر وطن رشتہ دار قربان کر دیئے تو اللہ نے انہیں بہتر گھر بہتر وطن اور بہترین رشتہ دار عطا فرمائے انہیں اولاد دی اسحٰق علیہ السلام اور ان کو یعقوب علیہ السلام عطا فرمائے جو سب نبوت سے سرفراز فرمائے گئے ایسے ہی ان کے اجداد میں نوح علیہ السلام تھے جو اللہ کریم کے نبی تھے اگرچہ ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور اسی نسبت سے نفع و نقصان اٹھاتا ہے مگر ہدایت اور نورِ ایمان نصیب ہو تو اہل اللہ کی اولاد میں سے ہونا یا اپنی اولاد میں سے کسی کو اس نعمت کا نصیب ہونا بھی بہت برکات کا سبب بنتا ہے اسی لیے یہاں ابراہیم علیہ السلام کے جدِامجد اور ان کی اولاد اور بھتیجوں کی نبوّت کا تذکرہ فرمایا گیا کہ ان کی ذرّیت میں حضرت داؤد، حضرت سلیمان حضرت یوسف اور حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہم السلام سب اللہ کے برگزیدہ نبی تھے ارشاد ہوتا ہے کہ خلوص کے ساتھ نیکی کرنے والوں کو ہمیشہ ایسے ہی نوازا جاتا ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانیاں بھی مثالی

تھیں تو ان کو انعامات بھی مثالی عطا فرمائے گئے حضرت زکریا ان کے فرزند حضرت یحییٰ اور عیسیٰ و الیاس علیہم السلام سب ہی اللہ کے مقرب بندے اور عظمتِ نبوت سے سرفراز تھے یہ ایک شاخ تھی جو بنی اسرائیل میں نبوّت کی امین رہی اور سب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے حضرت یسع یونس اور لوط علیہم السلام اور دوسری طرف سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام بھی اللہ کے نبی تھے جن کی اولاد میں آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت تمام ہوئی اس طرح ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہمیشہ کے لیے نورِ نبوت انہی کے خاندان میں رہا اور ان حضرات کے خاندانوں میں سے ہی لوگ چُنے جاتے رہے بعض کے اجداد میں سے اور کبھی اولاد بھائیوں میں اللہ کے انعامات تقسیم ہوتے رہے ذاتِ باری کا انتخاب یہ ہوتا ہے کہ جسے پسند فرمایا جائے اسے سیدھے راستے کا علم بھی عطا فرمایا جاتا ہے اور توفیق عمل بھی۔ ان آیات میں سترہؔ انبیاء کا ذکر فرمایا گیا اور ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا کہ ان کے رشتہ داروں میں بھی بہت سے حضرات انعاماتِ الٰہی سے سرفراز ہوئے جن میں نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اجداد میں باقی سب ذریت یعنی اولاد تھی حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی شمار فرمایا حالانکہ ان کی صرف والدہ تھیں اور اس طرح نواسے بنتے تھے یہاں علما نے استدلال فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ سے تھی یا علیؓ بن العاصؓ جو حضرت زینبؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے تھے یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی ذریت ہیں یاد رہے یہ وہی علیؓ ابن العاصؓ ہیں جنہیں فتحِ مکہ کے روز آپؐ نے اٹھا کر بیت اللہ شریف میں داخل فرما کر حکم دیا تھا کہ بتوں کو باہر پھینک دیں یعنی پوتے ہوں نواسے سب ذرّیت کہلائیں گے۔

ذرّیت

یہ سب ارشاد فرما کر شرک کی قباحت واضح فرما دی کہ اگر اللہ کے یہ برگزیدہ اور منتخب بندے بھی (معاذ اللہ) شرک کرتے تو ان کی تمام نیکیاں اور ساری عظمتیں خاک میں مل جاتیں اور کچھ بھی ان کے کام نہ آتا نہ صرف یہ اعلیٰ مقام چھن جاتے بلکہ جو نیک اعمال یہ کر چکے تھے وہ بھی رد کر دیئے جاتے نبی سے گناہ محال ہے اس لیے کہ نبی معصوم ہوتا ہے مگر یہاں شرک کی شدتِ قباحت واضح کرنے کے لیے فرضِ محال ارشاد ہوا کہ اگر اتنی بڑی ہستیوں سے ایسا ظلم سرزد ہو تو وہ (خدانخواستہ) تباہ ہو جائیں چہ جائیکہ عام آدمی شرک میں بھی مبتلا ہو اور امیدِ کرم بھی رکھے یاد رہے شرک صرف بتوں کے روبرو

سجدہ ریز ہونے کا نام نہیں اصل شرک جو یہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے واضح فرما دی وہ یہ ہے کہ کسی کو نفع رساں سمجھ کر اللہ کے مقابلے میں اس کی اطاعت کی جائے یا کسی کے خوف سے اللہ کے مقابلے میں اس کی بات مانی جائے تو یہ شرک ہوگا اور ایسا کرنے والا مشرک خواہ زبان سے کلمہ بھی ادا کرتا رہے یہ اللہ کریم کی عطا ہے کہ اپنے اطاعت شعاروں کو منزل کی راہ دکھا دیتا ہے اور اللہ کے انعامات ایسے ہی بندوں پہ رہتے ہیں جو ہر طرح کے نفع کی امید بھی اسی سے رکھتے ہیں اور نقصان کا اندیشہ بھی۔ اس کی ذات باصفات میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔

مدحِ صحابہ

مذکورہ بالا ہستیاں وہ تھیں جنہیں ہم نے نبوت، کتاب اور پوری زندگی کے لیے بہترین راہِ عمل عطا فرمائی لہٰذا ایک نہیں لاکھ سے زیادہ نبی مبعوث ہوئے آپ کوئی انوکھے یا نرالے مبعوث نہیں ہوئے کہ یہ بدبخت آپ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں پہلے نظیر موجود ہے کہ اللہ کی طرف سے انبیاء مبعوث کیے جاتے ہیں اس کے باوجود اے میرے حبیب ﷺ اگر یہ نہ بھی مانیں تو ہم نے ایسی خوش نصیب قوم بھی مقدر کر دی ہے جو آپ کی تصدیق دل وجان سے کریں گے اور کبھی کفر وانکار کی راہ کے پاس بھی نہ پھٹکیں گے مراد مہاجرین وانصار صحابہ کرام اور علما کے مطابق قیامت تک آنے والے مسلمان بھی اس اعزاز میں شامل ہیں اور یہ سب کے لیے سرمایہ افتخار ہے کہ اللہ کریم نے ان کی تعریف فرمائی ہے رب جلیل ہم سب کو یہ سعادت ہمیشہ کے لیے نصیب فرمائے آمین۔

دین بطور پیشہ

ارشاد ہوا کہ یہ سب لوگ اللہ کریم کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے لہٰذا آپ بھی ان کی راہ ہی اپنایئے یعنی جس طرح ان سب حضرات نے مخلوق کی طرف سے ہر ایذا پر صبر کیا اور ہر حال میں اللہ ہی کی اطاعت کی یہی راستہ آپؐ کا بھی ہے یہاں علما نے بحث کی ہے کہ آپ ﷺ پر اپنی شریعت نازل ہوئی تھی تو پہلوں کی اقتدا کرنے کا حکم کیوں اور پھر اس کے مختلف جواب ارشاد فرمائے ہیں کہ یہ اتباع عقائد توحید رسالت آخرت وغیرہ میں ہے ہر حکم میں نہیں یا جب تک کسی بات کا حکم نازل نہ ہو پہلوں کا اتباع کیا جائے مگر اس کا آسان مفہوم یہی ہے جو عرض کر دیا گیا ہے کہ ایک تو کفار کو جواب مل گیا کہ محض باپ دادوں کے پیچھے چلنا مقصود نہیں بلکہ ان کا ہدایت پہ ہونا شرط ہے ہاں وہ ہدایت پہ ہوں تو ضرور ان کی راہ اختیار کی جائے گی اور دوسرے یہ کہ جس طرح

انہوں نے اللہ کی اطاعت کو ہر شے پہ مقدم رکھا آپ بھی یہی راہ اختیار فرمائیں اور لوگوں سے کہہ دیں کہ میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا کہ یہ اللہ کا کام ہے اور جس کا کام کیا جائے اجرت وہ دیا کرتا ہے لہٰذا کسی بھی نبی نے دین کی تبلیغ کو بطور پیشہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ ساری ساری زندگی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچاتے رہے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے دین پہنچانے کو ذریعہ معاش بنا لیا ہے ان سے الفاظ تو دوسروں تک ضرور پہنچ پاتے ہیں مگر کسی کو ہدایت نصیب ہونا مشکل ہے بلکہ انہیں خود نصیب نہیں تو ان سے کسی کو کیا ملے گی ہاں اللہ کے لیے کام کرتا چلا جائے تو از خود اگر کوئی اس کی خدمت کرے تو حرج نہیں بلکہ مسلمانوں کو چاہیئے ایسے حضرات کی خدمت کریں جو اپنا بیشتر وقت دین کی خدمت میں صرف کرتے ہیں مگر خود ان کو ایسی باتوں سے بے نیاز رہ کر کام کرنا چاہیئے یہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریق ہے اور یہ کلام تو سارے جہانوں کے لیے باعث ہدایت ہے اور زندگی کے ہر سوال کا ایسا جواب جس سے زندگی بھی خوش گوار ہو جائے اور اللہ کریم کی خوشنودی بھی نصیب ہو۔ آخرت بھی سدھر جائے۔

رکوع نمبر ۱۱ آیات ۹۲ تا ۹۵ وَاِذَا سَمِعُوْا ۷

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ
مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ
مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ
قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ
وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ
قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٢﴾
وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ
الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى
وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩٣﴾
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا
اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ

اور ان لوگوں نے خدا کی قدر جیسی جاننی چاہیے تھی نہ جانی۔ جب
انہوں نے کہا کہ خدا نے انسان پر (وحی اور کتاب وغیرہ) کچھ بھی نازل
نہیں کیا۔ کہو کہ جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے اسے کس نے نازل کیا تھا؟ جو
لوگوں کیلئے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم نے علیحدہ علیحدہ اوراق (پر نقل)
کر رکھا ہے ان (کے کچھ حصے) کو تو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو اور تم کو
وہ باتیں سکھائی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ کہدو (اس کتاب کو)
خدا ہی نے (نازل کیا تھا) پھر ان کو چھوڑ دو کہ اپنی بیہودہ بکواس میں کھیلتے رہیں ﴿٩٢﴾
اور (ویسی ہی) یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بابرکت جو اپنے سے
پہلی (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے اور (جو) اسلئے (نازل کی گئی ہے)
کہ تم مکے اور اسکے آس پاس کے لوگوں کو آگاہ کر دو۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان
رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿٩٣﴾
اور اس سے بڑھکر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے یا یہ کہے
کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور جو یہ کہے

92. And they measure not the power of Allah its true measure when they say: Allah hath naught revealed unto a human being. Say (unto the Jews who speak thus): Who revealed the Book which Moses brought, a light and guidance for mankind that ye have put on parchments which ye show, but ye hide much (thereof), and by which ye were taught that which ye knew not yourselves nor (did) your fathers (know it)? Say: Allah. Then leave them to their play of cavilling.

93. And this is a blessed Scripture which We have revealed, confirming that which (was revealed) before it, that thou mayst warn the Mother of Villages[2] and those around her. Those who believe in the Hereafter believe herein, and they are careful of their worship.

94. Who is guilty of more

قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ ۗ وَلَوْ تَرٰىٓ
إِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
بَاسِطُوْٓا أَيْدِيْهِمْ ۚ أَخْرِجُوْٓا أَنْفُسَكُمْ ۖ اَلْيَوْمَ
تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾
وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرٰدٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ
أَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ
وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ
شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ
فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۚ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ
ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع

جس طرح کی کتاب خدا نے نازل کی ہے اس طرح کی میں بھی بنا لیتا ہوں
اور کاش تم ان ظالم (یعنی مشرک) لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی
سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (انکی طرف عذاب کیلئے) ہاتھ بڑھا
رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائیگی
اسلئے کہ تم خدا پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے ﴿۹۳﴾
اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے
اکیلے ہمارے پاس آگئے۔ اور جو (مال و متاع) ہم نے تمہیں عطا
فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے
سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جنکی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ
وہ تمہارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں۔ آج تمہارے آپس کے
سب تعلقات منقطع ہوگئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے ﴿۹۴﴾

wrong than he who forgeth a lie against Allah, or saith: I am inspired, when he is not inspired in aught; and who saith: I will reveal the like of that which Allah hath revealed? If thou couldst see, when the wrong-doers reach the pangs of death and the angels stretch their hands out, saying: Deliver up your souls. This day ye are awarded doom of degradation for that ye spake concerning Allah other than the truth, and scorned His portents.

95. Now have ye come unto Us solitary as We did create you at the first, and ye have left behind you all that We bestowed upon you, and We behold not with you those your intercessors, of whom ye claimed that they possessed a share in you. Now is the bond between you severed, and that which ye presumed hath failed you.

اسرار و معارف

نبی کی بشریت

اسلام نے پوری دنیائے کفر کو چیلنج کرتے ہوئے ساری انسانیت کو ایک معبودِ برحق کے ساتھ ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے کی دعوت دی اور اس طرح سب کافر اسلام دشمنی پہ جمع ہو گئے سوائے ان خوش نصیب لوگوں کے جنہیں نورِ ایمان نصیب ہوا اور ظلمتِ کفر سے نجات ملی مگر یہودی اسلام دشمنی میں اوّل روز سے پیش پیش رہے حتیٰ کہ مشرکینِ مکہ بھی علمائے یہود سے اعتراض سیکھ کر حضور اکرم ﷺ پہ پیش کرتے تھے اور اس غرض سے مدینہ آتے جاتے رہتے کہ اکثر یہودی عالم وہاں رہتے تھے آخر یہودی علما کے سربراہ نے انہیں کہا کہ کسی بشر پہ یا کسی انسان پہ اللہ کی طرف سے کبھی کوئی چیز نازل ہی نہیں ہوئی یہ ایسی ہی بات تھی جیسے جہلا کہہ دیتے ہیں کہ نبی بشر نہیں ہو سکتا غالباً ایسا کہنے والے خود اپنی ذات کو یا ارد گرد کے افراد کو معیارِ انسانیت سمجھ لیتے ہیں جو درست نہیں بلکہ اصل معیار نبی کی ذات ہے اور کمالِ انسانیت ہی کا نام ہے محمد رسول اللہ ﷺ کہ مکلف مخلوق چار قسم کی ہے فرشتہ شیطان جن اور انسان۔ ظاہر ہے فرشتوں میں نبوت نہیں اور نہ جنوں میں ثابت ہے شیطان سراسر ظلمت ہے

باقی صرف انسان ہے جسے یہ نعمت بخشی گئی ہاں ہر بنی آدم انسان نہیں بلکہ اولادِ آدم میں جو جس قدر نبی پاک ﷺ کے تابع ہے اس درجہ کا انسان ہے ورنہ انسانیت سے محروم ہے لہٰذا نبی تو نہ صرف انسان ہوتا ہے بلکہ معیارِ انسانیت ہوتا ہے لہٰذا جواباً ارشاد ہوا کہ اگر اللہ نے کسی انسان پہ کوئی چیز نہیں اتاری تو موسیٰ علیہ السلام پر وہ روشن اور واضح کتاب جو لوگوں کے لیے باعثِ ہدایت تھی کس نے نازل کی تھی نور اور ہدیٰ یہ دو ایسے اوصاف ہیں جو تمام آسمانی کتُب کا خاصہ ہیں کہ کلامِ الٰہی ہونے کے سبب بھی نور ہیں اور ہر طرح کی ظلمت کے مقابلے میں روشن اور زندگی کے جملہ امور کے لیے واضح راہنمائی کی حامل ہوتی ہیں مگر سب کا اپنا دور اور زمانہ تھا اگرچہ ایمان تو اب بھی سب کے ساتھ ویسا ہی ضروری ہے مگر اتباع آخری کتاب اور آخری نبی ﷺ کا ہوگا۔

اس کتاب نے تمہیں ایسے اعلیٰ علوم سکھائے جو اس کے بغیر نہ تم جان سکتے تھے نہ تمہارے باپ دادا کی رسائی وہاں تک تھی مگر تم ایسے بدبخت تھے کہ اس کتاب کو بھی ورق ورق کر کے رکھا جہاں اپنے مطلب کی بات آئی ورق نکال کر کتاب سے ثابت کر دیا اور جہاں اپنی پسند کے خلاف کچھ کرنا پڑا جیسے آقائے نامدار ﷺ کی نبوت کا ذکر موجود تھا مگر چھپا لیا۔ اس کردار کے لوگ بھلا آپ پر نازل شدہ کلام کی تصدیق کب کریں گے ہاں انہیں فرما دیجئے کہ وہ کتاب بھی اللہ ہی نے نازل فرمائی تھی اور اپنے بندے اور ایک انسان پر یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ مدلل جواب دینے کے بعد آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور انہیں اپنی خرافات کہنے دیں۔

کتاب کے مطابق عمل کرے نہ یہ کہ اپنے عمل کا جواز گھڑتا پھرے

یہ بات واضح ہو گئی کہ محض مقصد برآوری کے لیے کتاب اللہ کے حوالے تلاش کرنا درست نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب راہنمائی حاصل کرنے کے لیے ہے اگر اپنا عمل اس کے مطابق ہو تو اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر کوتاہی ہو رہی ہو تو اپنی اصلاح کرنا ضروری ہے کتاب کی ناروا تاویلیں کر کے اپنے عمل کو جائز ثابت کرنا ظلم ہے یہ کتاب جو ہم نے نازل فرمائی بہت بڑی برکتیں رکھتی ہے ایک ایک ضرورت کا وہ حل پیش فرماتی ہے جو آسان ترین بھی ہے اور اللہ کریم کا پسندیدہ بھی اور ان تمام صداقتوں کی امین بھی ہے جو پہلی کتابوں میں تھیں عقائدِ توحید و رسالت یا مبداء و معاد ثواب و عذاب زندگی اور آخرت میں کوئی تبدیلی نہیں کرتی اور یہ اس لیے نازل فرمائی گئی کہ آپ اُمّ القریٰ یعنی

مکہ مکرمہ جو اس مقام پہ ہے جو روئے زمین کا مرکز ہے جہاں سے زمین پھیلائی گئی لہٰذا تمام انسانی آبادیوں کی اصل ہے کے باسیوں کو بھی اور ارد گرد یعنی جہاں تک زمین پھیلائی گئی اور اس پر جو انسان آباد ہیں سب کو اُخروی اور ابدی نقصان سے بروقت خبردار کر دیں سبحان اللہ کتنا بڑا احسان ہے رب کریم کا اور کس قدر عظیم مشقت ہے حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے لیے۔

صداقتِ کتاب کی دلیل

جن لوگوں میں آخرت کا شعور باقی ہوگا وہ تو آپ کی بات فوراً قبول کریں گے اور اللہ کی اطاعت اور پنجگانہ عبادت پورے خلوص سے شروع کر دیں گے بلکہ اس کی حفاظت کریں گے یعنی ایسے امور سے اجتناب کریں گے جو عبادت سے روکتے یا اللہ کریم کی ناراضگی کا سبب بن سکتے ہوں۔ دوسری دلیل قرآن کے کتابِ الٰہی ہونے کی خود آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے کہ جس ہستی نے کبھی کسی انسان پر غلط بیانی نہ کی ہو وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ نے مجھ پہ یہ بات نازل فرمائی ہے حالانکہ اللہ نے نازل نہ کی ہو یہ آپ جیسا کریم اور صادق و امین نہیں کہہ سکتا یہ تو کوئی بہت بڑا بدکار اور ظالم شخص ہی کہہ سکتا ہے کہ اللہ پر جھوٹ بولنے سے بڑا اور کیا جرم ہو سکتا ہے یا یہ کہہ دے جو کچھ اللہ نے نازل فرمایا ہے میں بھی ایسا کلام پیش کر سکتا ہوں ایسا کرنے والے لوگ تو انتہائی درجہ کے ظالم اور بدکار ہوتے ہیں حتیٰ کہ انہیں اگر موت کی دہلیز پہ دیکھا جائے یعنی وہ روحانی اور باطنی کیفیت اگر دیکھی جا سکے جب موت کے فرشتے یعنی ملک الموت کے کارندے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہوتے ہیں اور ساتھ یہ خبر بھی دیتے ہیں کہ اب جان حوالے کر دو آج سے تم اس ذلت کے عذاب میں پڑنے جا رہے ہو جو اللہ کریم پہ جھوٹ بولنے کی سزا ہے اور اس تکبّر کی سزا بھی جو تم نے احکامِ الٰہی کے مقابلے میں اختیار کیا تھا۔ یاد رہے مرنے والے کی ظاہری حالت سے اندازہ نہیں کیا جا سکتا بعض اوقات مومنین پر بھی بظاہر تکلیف نظر آتی ہے مگر حقیقت میں یہ چند لمحوں کی تکلیف ان کے لیے بے شمار خطاؤں کی بخشش کا سبب ہوتی ہے اس لیے میں نے روحانی اور باطنی کیفیت کے الفاظ لکھ دیئے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اسی ذریعے سے تو ساری کتاب بھی حاصل کرتے ہیں ایسے ہی اہل اللہ کو بھی انبیاء کی اطاعت اور نسبت سے یہ دولت حسبِ حال نصیب ہوتی ہے۔

پھر جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے یعنی یوم حساب بھی بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ تم تو ویسے
ہی اکیلے ننگے بدن برہنہ سر آگئے جیسے ہیں نے پیدا کیا تھا اور وہ مال اور اقتدار جس پہ اکڑتے تھے وہ کیا ہوا سب
چھوڑ آئے ہو تمہارے ساتھ تو کوئی ایسے سفارشی بھی نہیں جن کو تم اللہ کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دیتے تھے
جن کی غلامی پہ تمہیں ناز ہوا کرتا تھا آج تو تمہاری دوستیاں ٹوٹ گئیں وہ تم سے جان چھڑاتے ہیں اور تم ان سے
بیزار ہو تعلیماتِ نبوت کے مقابلے میں جو اوہام تم نے گھڑ رکھے تھے سب تباہ ہو گئے اور کوئی تمہارے کام
نہ آسکا۔

رکوع نمبر ۱۲ آیات ۹۶ تا ۱۰۰ وَإِذَا سَمِعُوا ۷/۱۸

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ
الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ
مِنَ الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٩٦﴾
فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ
تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٧﴾
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا
بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ
فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٩٨﴾
وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ
وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ
قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿٩٩﴾
وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا
مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا
وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَ
الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ
انْظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ ۚ
إِنَّ فِي ذَٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٠﴾

بیشک خدا ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر (ان سے درخت وغیرہ) اگاتا ہے
وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور وہی بے جان کا جاندار
سے نکالنے والا ہے۔ یہی تو خدا ہے پھر تم کہاں بہکے پھرتے ہو (۹۶)
وہی رات کے اندھیرے سے صبح کی روشنی پھاڑ نکالتا ہے اور اسی نے
رات کو (موجب) آرام (ٹھہرایا) اور سورج اور چاند کو (ذرائع) شمار بنایا ہے
یہ خدا کے (مقرر کیے ہوئے) اندازے ہیں جو غالب (اور) علم والا ہے (۹۷)
اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے تاکہ جنگلوں اور
دریاؤں کے اندھیروں میں ان سے رستے معلوم کرو۔ عقل والوں کے
لیے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں (۹۸)
اور وہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر (تمہارے لیے)
ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک سپرد ہونے کی۔ سمجھنے والوں کے
لیے ہم نے (اپنی) آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں (۹۹)
اور وہی تو ہے جو آسمان سے مینہ برساتا ہے۔ پھر ہم ہی (جو مینہ
برساتے ہیں) اس سے ہر طرح کی روئیدگی اگاتے ہیں۔ پھر
اس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں اور ان کونپلوں میں سے
ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں۔ اور کھجور کے گابھے
میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور
انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے
یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو)
ان کے پکنے پر نظر کرو۔ ان میں ان لوگوں کے لیے جو ایمان
لاتے ہیں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۱۰۰)

96. Lo! Allah (it is) Who splitteth the grain of corn and the date-stone (for sprouting). He bringeth forth the living from the dead, and is the bringer-forth of the dead from the living. Such is Allah. How then are ye perverted?

97. He is the Cleaver of the Daybreak, and He hath appointed the night for stillness, and the sun and the moon for reckoning. That is the measuring of the Mighty, the Wise.

98. And He it is Who hath set for you the stars that ye may guide your course by them amid the darkness of the land and the sea. We have detailed Our revelations for a people who have knowledge.

99. And He it is Who hath produced you from a single being, and (hath given you) a habitation and a repository. We have detailed Our revelations for a people who have understanding.

100. He it is Who sendeth down water from the sky, and therewith We bring forth buds of every kind; We bring forth the green blade from which We bring forth the thick-clustered grain; and from the date-palm, from the pollen thereof, spring pendant bunches; and (We bring forth) gardens of grapes, and the olive and the pomegranate, alike and unlike. Look upon the fruit thereof, when they bear fruit, and upon its ripening. Lo! herein verily are portents for a people who believe.

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ
وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ
سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٠١﴾

اور ان لوگوں نے جنوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا حالانکہ ان کو اسی نے پیدا کیا۔
اور بے سمجھے (جھوٹ بہتان) اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بنا کھڑی کیں۔ (١٠١)
وہ ان باتوں سے جو اس کی نسبت بیان کرتے ہیں پاک ہے اور (اس کی شان ان سے) بلند ہے۔

101. Yet they ascribe as partners unto Him the jinn, although He did create them, and impute falsely, without knowledge, sons and daughters unto Him. Glorified be He and high exalted above (all) that they ascribe (unto Him).!

اسرار و معارف

کفار و مشرکین کے عقاید باطلہ کے لیے دلائل عقلی پر بحث فرماتے ہوئے ارشاد ہوا کہ کارگہہ حیات میں جو گرمیٔ حیات ہے ذرا اس پر غور کرو اور یہ دیکھو کہ کونسی ایسی عظیم طاقت ہے جو گٹھلی سے درخت نکال کر کھڑا کر دیتی ہے کون ہے جو دانے سے ہری بھری کھیتیاں پیدا فرماتا ہے یقیناً اللہ ہی واحد ذات ہے ورنہ مخلوق تو خود پیدا ہوتی ہے جب یہ نہ تھے جنہیں تم اپنا حاجت روا سمجھ رہے ہو تو بھی گٹھلی اور دانہ تو اُگتے تھے بلکہ عالمِ حیوانات میں توالد و تناسل کا نظام خود دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ نطفے یا انڈے سے زندہ بچہ اور زندہ جانور سے نطفہ یا انڈہ مزید جاندار کو پیدا کرنے کا سبب بن رہا ہے یہ کتنی عجیب کاریگری ہے کہ بے جان سے جاندار کو پیدا کر دیتا ہے اور جاندار سے آگے چلانے کے لیے پھر بے جان قطرے کو سبب بنا دیتا ہے اس طرح پیدا ہونے والی مخلوق کو کیوں شریک ٹھہراتے ہو یہ کیسی واہیات بات ہے جسے تم نے اختیار کر رکھا ہے یہ تو زمینی نظام ہے ذرا آسمان کی طرف نگاہ کرو اور دیکھو کون ہے جو ظلمتِ شب سے سپیدۂ سحر کو پیدا کر رہا ہے تاریکی تو روشنی کی دشمن تھی اس کی کوکھ سے روشنیوں کو جنم دینے والا کون ہے اور خود شب کی تاریکی اگرچہ لوگوں کو بھاتی نہ ہو مگر اللہ نے یہ بھی بہت بڑی نعمت پیدا فرما دی کہ دن بھر کے تھکے ہارے انسان رات کو آرام پاتے ہیں ان کی توانائیاں پھر سے جمع ہو کر نئے دن کو کام کرنے کے قابل ہو جاتی ہیں ذرا عقل کو کام میں لاؤ اور سوچو کہ اگر رات نہ ہوتی تو کیا روئے زمین کے انسان مل کر بھی آرام کا کوئی وقت طے کر سکتے تھے یا جو آرام رات دیتی ہے اسے دن کی روشنی میں پا سکتے تھے ہرگز ممکن نہ تھا۔

شمسی و قمری حساب

یہ صرف اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ذرا دیکھو چاند اور سورج کو کس طرح ایک مقرر راستے پر اور مقررہ اوقات میں پابند کر دیا کہ دیگر بے شمار فوائد کے ساتھ وقت کا شمار ہی کتنی بڑی نعمت ہے یہ اتنے بڑے روشن کُرّے اس پابندی سے حرکت کرتے ہیں کہ دن رات گھنٹے منٹ اور سیکنڈ تک اوقات کا شمار ممکن ہے یہاں چاند اور سورج دونوں کو وقت کے شمار کے لیے فرمایا گیا ہے اس لیے شمسی حساب سے تاریخ یا مہ و سال کا حساب منع اور گناہ نہیں ہاں عبادات کو قمری حساب پر معیّن فرمایا جس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ چاند کے طلوع و غروب سے ہر آدمی آسانی سے حساب کر سکتا ہے چونکہ رمضان اور حج وغیرہ عبادات کا مدار قمری شمار پر ہے اس لیے اس کی حفاظت ضروری اور ترک سخت گناہ ہے مگر روزمرہ کی باتوں میں شمسی حساب منع نہیں ہاں اس کا ترک گناہ نہ ہوگا یہ سب اس غالب اور قدرت والے واحد لاشریک کے مقرر کردہ امور ہیں ورنہ مخلوق تو آج بھی اتنی ہی عاجز ہے جتنی روزِ اول تھی بھلا سارے لوگ مل کر بھی چاند یا سورج کی حرکت میں جلدی یا تاخیر کر سکتے ہیں ہرگز نہیں اللہ کریم ایسا قادر ہے کہ ایک ایک ستارے کا وقتِ طلوع و غروب اور راہِ سفر اس طرح مقرّر فرما دیا کہ تم خشکی میں یا سمندر میں رات کی تاریکیوں میں انہیں دیکھ کر راستہ معیّن کر لیتے ہو۔ یہ ایسی زبردست نشانیاں ہیں کہ ذرا علم و شعور ہو تو انسان کے پاس عظمتِ باری کے اقرار کے سوا چارہ نہیں۔

ذرا اپنا حال دیکھو اس قادرِ مطلق نے تمہیں ایک نفس سے حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا اور پھر تم میں طریقِ توالد و تناسل جاری کر دیا یہ پیدائش صلبِ پدر ہو کہ شکمِ مادر زندگی ہو یا موت سب تمہارے چند روزہ ٹھکانے بنائے اور آخرت کو تمہاری منزل بنا دیا تم خود آشنائے راہ میں ہو ذرا آگے جانے والوں کو دیکھو اور پیچھے آنے والوں پہ نگاہ کرو اگر تم میں ذرا سوچنے کا مادہ باقی ہے تو تمہیں واضح دلائل مل جائیں گے۔

بارش پر غور کرو کس طرح پانیوں کو بلندی پہ لے جاتا ہے بادل کو ہوا اڑائے پھرتی ہے مگر جب پانی برستا ہے تو زمین بھی سنبھالنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ کن بلندیوں سے لا کر اسے زمین کی تہوں میں پہنچا دیا اور اسے تمام نباتات کے اُگنے کا سبب بنا دیا کبھی سمندر تھا پھر بادل میں نظر آیا فضا میں تیرتے ہوئے قطروں کی شکل

برسا اب نباتات اور درختوں میں جان بن کر دوڑ رہا ہے سبزے اور چارے میں موجود ہے غلّے اور دانے موتیوں کی طرح پروئے ہوئے آرہے ہیں کھجور کے پھلوں کے گچھے بن گئے اور رنگا رنگ کے پھل انگور زیتون انار اگ بہار دینے لگے پانی تو ایک ہی تھا کہاں کہاں پہنچا کیا کیا بنا کچے اور پکے پھل لے کر دیکھو کتنی بڑی تبدیلی سے دو چار ہو چکا ہوتا ہے۔ بھلا یہ کون کرتا ہے صرف اللہ تو کیا صرف تمہاری ضرورتوں کے لیے اسے دوسروں کی مدد بھی درکار ہے تم جنّوں کو اس کا شریک سمجھ لیتے ہو جو خود ایک عاجز مخلوق ہیں اور کبھی جہالت میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر قیاس کر لیتے ہو کبھی اس کے بیٹے بناتے ہو کبھی بیٹیاں تسلیم کرتے ہو وہ ان سب چیزوں سے پاک ہے اور کوئی اس کا ثانی ہے نہ ہمسر وہ تمہاری فرض کردہ جاہلانہ باتوں سے بہت ہی بلند ہے۔

رکوع نمبر ۱۳ آیات ۱۰۲ تا ۱۱۱

وَإِذَا سَمِعُوا ۷/۱۹

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ ۖ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٠٢﴾

وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اُس کے اولاد کہاں سے ہو جب کہ اُس کی بیوی ہی نہیں۔ اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے ﴿۱۰۲﴾

102. The Originator of the heavens and the earth! How can He have a child, when there is for Him no consort, when He created all things and is Aware of all things?

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٠٣﴾

یہی (اوصاف رکھنے والا) خدا تمہارا پروردگار ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے تو اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا نگراں ہے ﴿۱۰۳﴾

103. Such is Allah, your Lord. There is no God save Him, the Creator of all things, so worship Him. And He taketh care of all things.

لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٠٤﴾

(وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے ﴿۱۰۴﴾

104. Vision comprehendeth Him not, but He comprehendeth (all) vision. He is the Subtile, the Aware.

قَدْ جَاءَكُم بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿١٠٥﴾

(اے محمدؐ ان سے کہہ دو کہ) تمہارے (پاس) پروردگار کی طرف سے (روشن) دلیلیں پہنچ چکی ہیں تو جس نے (ان کو) آنکھ کھول کر دیکھا اُس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا اُس نے اپنے حق میں برا کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں ﴿۱۰۵﴾

105. Proofs have come unto you from your Lord, so whoso seeth, it is for his own good, and whoso is blind is blind to his own hurt. And I am not a keeper over you.

وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١٠٦﴾

اور ہم اسی طرح اپنی آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ کافر یہ نہ کہیں کہ تم (یہ باتیں اہل کتاب سے) سیکھے ہوئے ہو اور تاکہ سمجھنے والے لوگوں کے لیے تشریح کر دیں ﴿۱۰۶﴾

106. Thus do We display Our revelations that they may say (unto thee, Muhammad): "Thou hast studied," and that We may make (it) clear for people who have knowledge.

اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٧﴾

اور جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس آتا ہے اسی کی پیروی کرو اُس (پروردگار) کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور مشرکوں سے کنارہ کرو ﴿۱۰۷﴾

107. Follow that which is inspired in thee from thy Lord; there is no God save Him; and turn away from the idolaters.

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾

اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ شرک نہ کرتے۔ اور (اے پیغمبرؐ) ہم نے تم کو اُن پر نگہبان مقرر نہیں کیا۔ اور نہ تم اُن کے داروغہ ہو ﴿۱۰۸﴾

108. Had Allah willed, they had not been idolatrous. We have not set thee as a keeper over them, nor art thou responsible for them.

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ
اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ
كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ
ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٠٩﴾

اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو بُرا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے بے سمجھے بُرا (نہ) کہہ بیٹھیں۔ اس طرح ہم نے ہر ایک فرقے کے اعمال (ان کی نظروں میں) اچھے کر دکھائے ہیں۔ پھر ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے ﴿١٠٩﴾

109. Revile not those unto whom they pray beside Allah lest they wrongfully revile Allah through ignorance. Thus unto every nation have We made their deed seem fair. Then unto their Lord is their return, and He will tell them what they used to do.

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن
جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ
قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا
يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا
يُؤْمِنُونَ ﴿١١٠﴾

اور یہ لوگ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں۔ کہہ دو کہ نشانیاں تو سب خدا ہی کے پاس ہیں اور (مومنو!) تمہیں کیا معلوم ہے یہ تو ایسے بدبخت ہیں کہ ان کے پاس نشانیاں آ بھی جائیں تب بھی ایمان نہ لائیں ﴿١١٠﴾

110. And they swear a solemn oath by Allah that if there come unto them a portent they will believe therein. Say: Portents are with Allah and (so is) that which telleth you that if such came unto them they would not believe.

وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا
لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ
فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١١﴾ ع

اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے (تو) جیسے یہ اس (قرآن) پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے (ویسے پھر نہ لائیں گے) اور ان کو چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں ﴿١١١﴾

111. We confound their hearts and their eyes. As they believed not therein at the first. We let them wander blindly on in their contumacy.

اسرار و معارف

وہ تو ارض و سما کا بنانے والا اور ایسا بنانے والا ہے جس نے تخلیق کی ابتدا فرمائی نہ یہ کہ پہلے کوئی چیز تھی اور دیکھ کر یا مختلف اشیاء کا وجود تھا انہیں جوڑ کر زمین آسمان بنا دیئے بلکہ کچھ بھی نہ تھا پردۂ عدم سے اشیاء کو وجود میں لایا اور اس کی اپنی اکیلی عظیم ذات کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ اس کی مخلوق ہے ہر چیز کو اس نے پیدا فرمایا ہے اور وہ اکیلا خالق ہے نیز اگر بیٹا تو باپ کی جنس اور انہیں صفات کا حامل ہوتا ہے۔ جیسے انسان کا بچہ کیسا بھی ہو انسان تو ضرور ہوگا جب بیٹا ہونا ممکن ہے تو وہ اپنی شان اور ذات میں اکیلا تو نہ رہا پھر تو اس کے لیے بیوی بھی ہونی چاہیئے اور اگر یہ سب سلسلہ ہوا تو پھر مخلوق خالق کی ہمسری کا دعوٰی کر سکتی ہے ہرگز نہیں اسی لیے وہ اکیلا ہے بے مثل و بے مثال ہے کوئی اس کی بیوی ہے نہ بیٹا بلکہ سب کچھ ہی اس کی صنعت اور مخلوق ہے تم سب کا پیدا کرنے اور پالنے والا ایسی ہی عظیم شان کا مالک ہے لہٰذا اس کے سوا کسی کو حق نہیں کہ معبود کہلائے نہ کوئی ہے اور نہ تمہیں زیب دیتا ہے کہ مخلوق مخلوق ہی کی عبادت شروع کر دے اس لیے صرف خالق کل کی عبادت کرو اور یاد رکھو جس نے سب مخلوق کو پیدا فرمایا ہے سب کا کارساز بھی وہی ہے اگر اس کی بارگاہ سے منہ موڑ کر کسی بھی دوسرے کی عبادت کرتے بھی رہو تو وہ کوئی فائدہ نہیں دے سکے گا اس لیے مخلوق ہونے کی وجہ سے

خود محتاج ہوگا۔

رویتِ باری

ساری مخلوق کی نگاہیں مل کر بھی اس کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتیں لیکن وہ بیک وقت ان سب لطیف نگاہوں کو بھی دیکھ رہا ہے اور محیط ہے اس لیے کہ وہ بہت باریک بین اور خبر رکھنے والا ہے کائنات کا کوئی ذرہ کسی لمحے اس کی ذات سے اوجھل نہیں اور دوسری کوئی ایسی ہستی نہیں جو اس قدر وسیع علم کی متحمل ہو سکے۔ اس لیے کہ مخلوق کی نگاہ بھی تو ایک حاسہ ہے جو محسوس اشیا کو ہی دیکھ سکتی ہے مگر اس کی ذات تو وہم و خرد سے بھی بالاتر ہے کہ وہ لامحدود ہے اور قیاس و خرد محدود یہاں ایک بات بہت اہم یہاں زیرِ بحث لائی گئی ہے کہ کیا دنیا میں رویتِ باری ممکن ہے؟ اس کا سیدھا جواب علمائے حق نے دیا ہے کہ اس عالمِ دنیا میں حق تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ اور رویت نہیں ہو سکتی اور اس پہ بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رَبِّ اَرِنِی تو فرمایا لَنۡ تَرَانِی کہ آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے تو پھر کسی اور کو کیا دعویٰ ہو سکتا ہے شبِ معراج جو دیدار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا وہ اس دنیا کے امور سے متعلق نہیں کہ علما کے مطابق دنیا آسمان کے اندر ہے اور اس کے آگے کا عالم آخرت سے تعلق رکھتا ہے اور آخرت میں تو مومنین کو میدانِ حشر میں بھی اور جنت میں بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا جس پہ بہت احادیثِ مبارکہ دلالت فرماتی ہیں بلکہ جنت کی نعمتوں میں سب سے اعلیٰ نعمت ہی دیدارِ باری ہے۔ ایک بات جو بہت وزن رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ حدیثِ احسان میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کریم کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ کر سکو تو یہ یقین ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے یہاں دو درجے ارشاد ہوئے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ عبادت کرنے کا حق یہ ہے کہ گویا تم ذاتِ باری کو دیکھ رہے ہو اب اگر یہ کہا جائے یہ تو محض تصوّر کرنے کے لیے ارشاد ہوا ہے تو جو کام ممکن ہی نہ ہو وہ تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تصوّر کیا ہی نہیں جا سکتا اس کے بارے آپؐ کیوں ارشاد فرما رہے ہیں تو بڑی سیدھی سی بات یہ ہے کہ چشمِ ظاہر سے عالمِ دنیا میں دیدارِ باری ممکن نہیں لیکن اگر دلِ بینا ہو تو دل کی نگاہ سے دیکھا بھی جا سکتا ہے بشرطیکہ اللہ کریم خود کسی کو کوئی ذرۂ جمال دکھانا چاہیں اور تصوّر بھی کیا جا سکتا ہے مگر ہر آدمی ایسا نہیں کر سکتا یہ اللہ کے خاص بندوں کا مقام ہے اور دوسروں کے لیے انتہائے کمال یہ ہے کہ وہ یہ یقین حاصل کر لیں کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے رہی بات موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی تو مسئلہ وہاں بھی

یہی ہے کہ چشمِ باطن تو ان کی منوّر تھی فرشتوں کو تجلیاتِ باری کو دیکھ رہے تھے سوال چشمِ ظاہر سے نظارہ کرنے کا تھا جس پر ارشاد ہوا کہ چشمِ ظاہر کو اس عالم میں یہ قوت نصیب نہیں ہاں آخرت میں یہ قوت عطا کر دی جائے گی جیسا کہ تفسیر مظہری اور دیگر تفاسیر میں ہے کہ اگر رویتِ باری چشمِ ظاہر سے ہو تو پھر صرف انسانی آنکھ ہی نہیں ہر نگاہ دیکھے گی اور ہر وجود حسنِ لازوال کا اثر قبول کریگا اور تاب نہ لاتے ہوئے سب فنا ہو جائیں گے اس لیے ارشاد ہوا لَنْ تَرَانِیْ ورنہ چشمِ باطن یا دل کی نگاہ نصیب ہو تو آخرت کا مشاہدہ بھی ممکن ہے اور ملائکہ سے کلام بھی انوارات و تجلیات تو نظر آتی ہی ہیں کسی پر انتہائے لطف ہو تو جمالِ ذات کا شمہ نصیب ہو جانا بھی ممکن ہے واللہ اعلم بالثواب اور آخرت میں اہلِ جنت کو اللہ کا دیدار ضرور نصیب ہو گا مگر وہاں بھی نگاہیں اس کی ذات کا احاطہ نہ کر سکیں گی کہ مخلوق لاکھوں قوتیں پانے کے باوجود مخلوق ہی ہے اور اس کی ذات مخلوق کی گرفت و احاطہ سے بالاتر ہاں وہ ہر ذرے سے باخبر ہے اور ہر آن ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

ختمِ نبوّت

لوگو اس کی عظمت پہ بے شمار واضح اور روشن دلائل آ چکے انسانیت تک یہ سب کچھ پہنچ چکا پھر آپ کی بعثت آپ کے کمالات و معجزات اور اللہ کا کلام یہ سب کچھ تمہارے پاس ہے اب مزید کچھ نازل نہیں ہو گا کوئی نئی دعوت نہیں آئے گی یہ بھی ختمِ نبوت پہ بہت بڑی دلیل ہے کہ جو کچھ نشانات ظاہر فرمانا منظور تھے وہ ہو چکے اب آپ انہیں یہ سمجھا دیں کہ بات تمہاری طرف ہے جس نے ان چیزوں پہ غور کیا اور اللہ کی اطاعت اختیار کی اس نے اپنا اپنی ذات کا بھلا اور فائدہ کر لیا مقصدِ حیات کو پا لیا اور جس نے آنکھیں بند کر لیں یعنی اس قدر واضح دلائل ہیں کہ جو نہ دیکھنا چاہے گویا اس نے آنکھ ہی بند کر لی تو اس نے بھی اپنا ہی نقصان کیا اور میری حیثیت تو فرما دیجئے کہ میں تم پہ داروغہ یا محافظ مقرر نہیں ہوں کہ تمہیں خواہ مخواہ لے کر بارگاہِ الٰہی میں پیش کرتا ہے بلکہ میرا کام سب انسانوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا اور جو قبول کریں اور ہدایت کے طالب ہوں ان کی تربیت فرمانا ہے۔

قربِ نبوّت

یہ ہمارا کرم ہے کہ اس قدر روشن دلائل مہیا فرما دیئے اور آپ کا اُمّی ہونے کے باوجود اس قدر اعلیٰ کلام جس کا مضمون، معانی اور بیان ایسا روشن ہے کہ بڑے بڑے فضلا اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز اور فلاسفر و حکما، حیران لیکن ان کی کجروی بھی دیکھیں کہتے ہیں آپ نے کہیں سے سیکھ

لیا حالانکہ آپ کی حیات مبارکہ تو ان کے سامنے ہے مگر کج رو ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں اور ہمارا مقصد بھی ہر ایک سے منوانا نہیں بلکہ جو طالبِ حق ہوں اور طلبِ علم رکھتے ہوں ان کی رہنمائی ہے ورنہ طاقت سے منوانا منظور ہوتا توکس کی مجال تھی کہ شرک میں مبتلا ہوتا جو انسان ایک ایک سانس کے لیے محتاج ہے وہ بھلا کیا روگردانی کی جرأت کرے گا ہاں خود ہم نے یہ آزمائش رکھی اور انسان کو اختیار دیا کہ وہ اطاعت یا خود سری میں سے ایک راہ پسند کرلے لہٰذا آپ کے ذمہ ان کی حفاظت نہیں ہے اس طرح کہ کوئی انسان بھی گمراہ نہ ہو بلکہ جو شرک اور گمراہی کو اپنائیں آپ ان سے اپنا رُخِ انور پھیر لیں ان کی ہرگز کوئی پرواہ کریں یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ نبی رحمت ﷺ سے انہی لوگوں کو تعلق نصیب ہوگا جن میں خلوصِ دل سے اللہ کریم کی طلب پیدا ہوگی ورنہ محض رسومات جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی بلکہ اکثر رسوم مشرکانہ ہوتی ہیں بارگاہِ نبوت سے مزید دور کردینے کا باعث بنتی ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا

بدکلامی منع ہے

ان آیات میں ایک سنہری اصول ارشاد ہوا کہ مشرکین جن معبودانِ باطلہ کی پرستش کرتے ہیں ان کو برا بھلا نہ کہا جائے "سَبّ" ایسے الفاظ کو کہا جاتا ہے جن سے کسی کو منسوب کیا جائے تو وہ ناپسند کرے یا سننے والوں میں اس کی تحقیر ہو اور عرف میں گالی کو کہتے ہیں تو فرمایا اگر تم ان کے لیے نازیبا کلمات استعمال کرو گے تو وہ اللہ کی عظمت سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اس کی شان میں گستاخی کریں گے اس لیے کہ انسانی مزاج ایسا بنایا گیا ہے کہ ہر آدمی اپنے کردار اور فکر کو ہی جائز قرار دیتا ہے اور اسی کو پسند کرتا ہے اور جب تک اللہ کی طلب پیدا نہ ہو انسان اس بات سے دست بردار نہیں ہوتا لہٰذا دلائل بیان کرو، کردار سے واضح کرو مگر سُلجھے ہوئے اور پسندیدہ انداز میں طعن و تشنیع سے نہیں اس میں واعظین کے لیے مقامِ عبرت ہے جو مسلمانوں پہ بھی بے دھڑک فتوے صادر کرتے چلے جاتے ہیں ہاں اگر وہ قبول نہیں کرتے تو انہیں بھی لوٹ کر رب العلمین ہی کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے پھر وہ ان پہ واضح فرما دے گا کہ ان کا اپنایا ہوا راستہ اور کردار کیسا تھا۔

یہ نادان ابھی قسمیں کھا کھا کر کہہ رہے ہیں کہ کوئی نشان آجائے تو ضرور ایمان لے آئیں گے یعنی اب تک جو کچھ نازل ہو چکا جس قدر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے جو معجزات لائے پھر خود نبی رحمت ﷺ کی بعثت یہ سب کچھ گویا کچھ ہوا ہی نہیں تو انہیں کہہ دو کہ اللہ قادر ہے چاہے تو مزید نشان نازل کرے مگر

ایسا ہوگا نہیں اس لیے نہیں کہ اللہ کریم کر نہیں سکتا اس لیے کہ اب جو آپ ﷺ کی بعثت اور دلائل پہ مطمئن نہیں ہو پا رہا اللہ کریم کو ایسے لوگوں کی پرواہ بھی نہیں ہے اور اے مسلمانو تمہیں کیا خبر کہ یہ ایمان لے آئیں گے ہم بتاتے ہیں کہ اگر اور کوئی بہت بڑا معجزہ بھی ظاہر ہو جائے تو یہ ایمان نہ لائیں گے اس لیے کہ جس دل نے آپ ﷺ کی محبت کو جگہ نہیں دی جس آنکھ کو آپ ﷺ کا جمال متاثر نہیں کر سکا اسے اللہ کی طرف سے ہمیشہ کے لیے محروم ہی کر دیا جاتا ہے یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس دروازے سے ہٹ جانے والے کو اللہ کریم کبھی اپنے دروازے کا راستہ دیکھنے کی توفیق ہی ارزاں نہیں فرماتے۔ بلکہ ایسے لوگ اس جرم کی پاداش میں ہمیشہ کے لیے گمراہیوں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

جو ترے آستاں سے اُٹھتا ہے | بیٹھنے کون دے ہے پھر اس کو

112. And though We should send down the angels unto them, and the dead should speak unto them, and We should gather against them all things in array, they would not believe unless Allah so willed. Howbeit, most of them are ignorant.

اور اگر ہم اُن پر فرشتے بھی اُتار دیتے اور مُردے
بھی اُن سے گفتگو کرنے لگتے اور ہم سب چیزوں
کو اُن کے سامنے لا موجود بھی کر دیتے تو بھی یہ
ایمان لانے والے نہ تھے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ بات یہ ہے
کہ یہ اکثر نادان ہیں (۱۱۱)

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ
وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ
كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ
اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
يَجْهَلُوْنَ (۱۱۱)

113. Thus have We appointed unto every Prophet an adversary—devils of humankind and jinn who inspire in one another plausible discourse through guile. If thy Lord willed, they would not do so; so leave them alone with their devising;

اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں
کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا۔ وہ دھوکا دینے کے
لئے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی باتیں ڈالتے رہتے
تھے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو اُن
کو اور جو کچھ یہ افترا کرتے ہیں اُسے چھوڑ دو (۱۱۲)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ
اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ
وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ
وَمَا يَفْتَرُوْنَ (۱۱۲)

114. That the hearts of those who believe not in the Hereafter may incline thereto, and that they may take pleasure therein, and that they may earn what they are earning.

اور (وہ ایسے کام) اس لئے بھی (کرتے تھے) کہ جو لوگ آخرت پر
ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل اُن کی باتوں پر مائل ہوں اور
وہ انہیں پسند کریں اور جو کام وہ کرتے تھے وہی کرنے لگیں (۱۱۳)

وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَ
لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ (۱۱۳)

115. Shall I seek other than Allah for judge, when He it is Who hath revealed unto you (this) Scripture, fully explained? Those unto whom We gave the Scripture (aforetime) know that it is revealed from thy Lord in truth. So be not thou (O Muhammad) of the waverers

کہو کیا میں خدا کے سوا اور منصف تلاش کروں حالانکہ
اُس نے تمہاری طرف واضح المطالب کتاب بھیجی ہے اور
جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات) دی ہے وہ جانتے ہیں
کہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے تو تم
ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۱۱۴)

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ
اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ
الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ
مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (۱۱۴)

116. Perfected is the Word of thy Lord in truth and justice There is naught that can change His words. He is the Hearer the Knower.

اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری
ہیں اُس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا جانتا ہے (۱۱۵)

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۱۱۵)

117. If thou obeyedst most of those on earth they would mislead thee far from Allah's way. They follow naught but an opinion, and they do but guess

اور اکثر لوگ جو زمین پر آباد ہیں (گمراہ ہیں) اگر تم اُن کا کہا
مان لو گے تو وہ تمہیں خدا کا رستہ بھلا دیں گے۔ یہ محض خیال
کے پیچھے چلتے اور نرے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں (۱۱۶)

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا
الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (۱۱۶)

118. Lo! thy Lord, He knoweth best who erreth from His way; and He knoweth best (who are) the rightly guided.

تمہارا پروردگار اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اُس کے رستے سے
بھٹکے ہوئے ہیں اور اُن سے بھی خوب واقف ہے جو رستے پر چل رہے ہیں (۱۱۷)

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ
سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (۱۱۷)

119. Eat of that over which the name of Allah hath been mentioned, if ye are believers in His revelations.

تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) خدا کا نام لیا جائے اگر تم اس کی
آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اُسے کھا لیا کرو (۱۱۸)

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (۱۱۸)

120. How should ye not eat of that over which the name of Allah hath been mentioned, when He hath explained unto you that which is forbidden

اور سبب کیا ہے کہ جس چیز پر خدا کا نام لیا جائے تم اُسے نہ کھاؤ حالانکہ
جو چیزیں اُس نے تمہارے لئے حرام ٹھہرا دی ہیں وہ ایک ایک کر کے بیان
کر دی ہیں (بیشک اُن کو نہیں کھانا چاہئے) مگر اس صورت میں کہ اُن کے لئے

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ
اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ

كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ
بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ
بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾
وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ
بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۱﴾
وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ
لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ
وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

کھانے کے لئے ناچار ہو جاؤ۔ اور بہت سے لوگ بے سمجھے بوجھے
اپنے نفس کی خواہشوں سے لوگوں کو بہکا رہے ہیں کچھ شک نہیں کہ ایسے لوگوں
کو جو خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے باہر نکل جاتے ہیں تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے ﴿۱۲۰﴾
اور ظاہری اور پوشیدہ (ہر طرح کا) گناہ ترک کر دو۔
جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ عنقریب اپنے کئے کی
سزا پائیں گے ﴿۱۲۱﴾
اور جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے
اور شیطان (لوگ) اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے
ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ ان کے کہے پر
چلے تو بےشک تم بھی مشرک ہوئے ﴿۱۲۲﴾

unto you, unless ye are compelled thereto. But lo! many are led astray by their own lusts through ignorance. Lo! thy Lord, He is best aware of the transgressors.

121. Forsake the outwardness of sin and the inwardness thereof. Lo! those who garner sin will be awarded that which they have earned.

122. And eat not of that whereon Allah's name hath not been mentioned, for lo! it is abomination. Lo! the devils do inspire their minions to dispute with you. But if ye obey them, ye will be in truth as idolaters.

اسرار و معارف

ایمان کا مدار دراصل اس قلبی کیفیت پر ہے جو انسان کو رب العلمین سے نصیب ہوتی ہے جس کی بنیاد تو انسانی مزاج میں رکھ دی گئی ہے مگر اسے نورِ نبوت ہی سے جلا ملتی ہے اور یہ جذبہ دل میں سر اٹھاتا ہے کہ مجھے اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنا چاہیئے اور اس کا قرب پانا چاہیئے۔ انسانی کردار اس کے ضمیر کو متاثر کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ بعض مظالم ایسے ہوتے ہیں جو دل میں اس جذبے پر تہ در تہ تاریکیاں مسلط کر دیتے ہیں ایسے ہی بدنصیب تھے وہ لوگ جو آنائے نامدار ﷺ کے مبارک عہد میں آپ کے رُخِ انور سے بھی کوئی کرن تک حاصل نہ کر سکے کچھ خوش نصیب اگرچہ نورِ ایمان کو بعض وجوہ کی بنا پر جلدی نہ پا سکے ہوں مگر کردار کی نرمی مزاج میں قبولیت کی استعداد کو باقی رکھتی ہے اور جیسے ہی کوئی لو ان کی طرف لپکتی ہے ان کا دل روشن ہو جاتا ہے اور انہیں ہدایت نصیب ہوتی ہے آنکھ کھلتی ہے تو ہر تنکا عظمتِ باری پہ دلالت کرتا ہوا نظر آتا ہے اگر یہ نعمت نصیب نہ ہو تو پھر سارے دلائل محض اتمامِ حجت کا کام کرتے ہیں یہی مفہوم یہاں ارشاد ہو رہا ہے کہ جن لوگوں کو آپ کے ارشادات اور آپ کی ذات سے ہدایت نہیں ہو پا رہی ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں اللہ کے ساتھ تعلق استوار کرنے کی استعداد کھو چکے ہیں ایسے لوگوں پر اگر فرشتے بھی نازل ہوں ان سے باتیں کریں مُردوں کو زندہ کر دیا جائے وہ خود انہیں برزخ کے احوال سنائیں بلکہ مغیباتِ آخرت یعنی خود جنّت و دوزخ کو بھی ان کے سامنے کر دیا جائے یہ پھر بھی نہ مانیں گے اور جب تک اللہ کریم نہ

چاہیے یہ کیسے مانیں گے جب کہ اللہ کریم زبردستی مسلط نہیں فرماتے جب تک نہاں خانۂ دل میں تڑپ پیدا نہ ہو اور وہ ان کے گناہوں کے بوجھ تلے دب گئی ہے لہٰذا ان کے لیے کوئی بڑی سے بڑی دلیل بھی مفید نہیں یہ خود اس قدر جہالت میں مبتلا ہیں کہ اصل بات کو سمجھ ہی نہیں رہے۔

تارکِ شریعت سے عجائبات کا ظہور

یہ قاعدہ ہے کہ شیطان جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے ان بدبختوں کو انبیاء سے دشمنی ہی نصیب ہوتی ہے جس کا بنیادی سبب ان کی شیطنت ہے حتیٰ کہ یہ آپس میں بات کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو بھی دھوکا دیتے ہیں اور غلط بیانی سے کام لیتے ہیں شیطان اگرچہ ایک تھا مگر اس کی اطاعت کرنے والے جنات اور انسانوں کو بھی شیطان کہا گیا ہے کہ ان میں بھی وہی عادات وخصائل پیدا ہو جاتے ہیں اور اسی عذاب میں اس کے شریک ٹھہرتے ہیں نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ شیطان آپس میں ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے اور بات کرتے ہیں اس سے یہ بات سمجھنا آسان ہو گیا کہ بعض تارکِ شریعت لوگوں سے عجائبات کا ظہور کیسے ہوتا ہے ظاہر ہے جہاں تک شیطان کی رسائی ہو گی اس کی مدد کر دیں گے یہی جادو اور ٹونے ٹوٹکے کے اثر کا راز ہے مثلاً کسی شیطان نے کسی انسان کو مس کر کے تکلیف میں مبتلا کر دیا اس نے علاج کے لیے کسی ایسے شخص کا دروازہ کھٹکھٹایا جو انسانوں میں شیطان ہے اس نے چند کفریہ جملے پڑھ کر پھونک مار دی یا کسی بدعت یا مشرکانہ رسم کو ادا کرنے کا حکم دیا ظاہر ہے شیطان چھوڑ دیگا یوں اس کی اولیائی کا سکہ جما کہ لوگوں کو گمراہ کرتے رہیں گے لہٰذا اگر کوئی دم ہی کرانا چاہے تو یہ بھی مسنون طریقہ علاج ہے مگر شرعی حدود کے اندر کلام جائز ہو طریقہ شرعی ہو ورنہ ہرگز ایسی خرافات میں نہ پڑنا چاہیے۔

اللہ کریم حکماً روکنا چاہیں وہ تو قادر ہیں مگر یہ لوگ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے کہ اللہ کو یہ منظور نہیں بلکہ یہی تو آزمائش ہے لہٰذا آپ ایسے لوگوں کی کوئی پرواہ نہ کریں نہ ان کے افعال کو کوئی اہمیت دیں اور دوسرے ایسے لوگ جن کے قلوب آخرت کے یقین سے خالی ہیں وہ بھی ان کے جھوٹ اور ملمع شدہ باتوں کو ہی پسند کریں گے یہی ان کی دلی کیفیت کا تقاضا ہے آپ انہیں کر لینے دیں جس راستے پہ یہ چل نکلے ہیں وہ آخر ایک دن اپنی منزل پہ بھی پہنچیں گے۔

قرآن کریم زندہ جاوید معجزہ ہے

آپ انہیں واضح طور پہ بتا دیجئے کہ میں نے اعلانِ نبوت فرمایا تم اس کا انکار کرنے لگے مگر اللہ نے مجھ پہ ایسی کتاب

نازل فرما کر جس میں سب امور کی وضاحت موجود ہے میرے حق میں فیصلہ دے دیا میری تائید فرما دی کہ ایک ایسی ہستی جس نے ساری عمر کسی سے ایک لفظ پڑھا نہ ہو کسی شاعر یا ادیب کی مجلس میں نہ بیٹھا ہو یکا یک ایسا کلام ارشاد فرمائے جس کا ادبی پایہ بھی بے مثال ہو نہ صرف دنیا بلکہ اس دنیا سے پہلے اور اس کے بعد کے احوال کو تفصیل سے زیر بحث لاتا ہو انسانی زندگی کی ہر ضرورت کا جواب اپنے اندر رکھتا ہو اور دنیا بھر کے بڑے بڑے ادیبوں کی جرأتِ کلام اس کے سامنے جواب دے جائے کیا یہ سب بہت بڑا معجزہ نہیں کیا اس سے بڑا کوئی اور فیصلہ ہو سکتا ہے ہر گز نہیں اور پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ اہلِ کتاب جو مشرکین کا ساتھ دے رہے ہیں یہ تو بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ آپ پر جو کچھ نازل ہوا یہ اللہ ہی کی طرف سے نازل ہُوا ہے اس لیے کہ ان کے پاس پہلے آسمانی کتب موجود ہیں یہ کلام الٰہی کی عظمت اور اسلوب بیان سے واقف ہیں نیز ان کی کتب میں نزول کتاب اور آپؐ کی بعثت کی نوید بھی موجود ہے آپؐ کا حلیہ مبارک تک تفصیل سے موجود ہے لہٰذا کسی کے لیے بھی اس امر میں معمولی شک کرنے کی گنجائش موجود نہیں آپ کی رسالت اور کتاب اللہ کا حق ہونا روزِ روشن سے بڑھ کر واضح ہے۔

اس کے اوصاف بھی اس کی صداقت اور عظمت کے گواہ ہیں اوّل یہ کلام ربّ العلمین کامل اور مکمل ہے انسان اور اس کے خالق کے درمیان تعلق کے لیے انسانی زندگی کس راستے سے گزرے کیا کیا نشیب و فراز ہیں اور وہ کیونکر عبور ہوں یہ اتنا بڑا سوال ہے کہ کسی بھی انسان کے لیے اس کا جواب دینا ممکن ہی نہیں بڑے بڑے دانشور اور محقق انسانی زندگی کے کسی ایک شعبے پر دادِ تحقیق دیتے رہے اسی ایک موضوع پہ بے شمار کتب تصنیف ہوئیں مگر سوال پھر بھی تشنہ جواب رہا اور جو نتیجہ نکلا وہ یقینی بھی نہ تھا محض انسانی اندازے تھے جو بعد میں ہونے والی تحقیق سے غلط ثابت ہُوئے اور تبدیل کیے گئے یہ اللہ کی کتاب کا خاصہ ہے کہ نہ صرف ایک پہلو بلکہ کامل انسانی زندگی کی خبر دی اس کی ضرورتوں سے آگاہ فرمایا اور ہر ضرورت کی تکمیل کا وہ طریقہ بھی بتا دیا جو ربِّ کریم کو پسند ہے اور یہی انسانی زندگی کی کامیابی ہے یہ سب کچھ اس قدر مکمل ہے کہ اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

اس ضمن میں تاریخِ عالم بھی زیر بحث آئی اقوام کے کردار اور اس پہ مرتب ہونے والے نتائج کا ذکر ہُوا آئندہ کے لیے خبر دی کہ کس عقیدے اور کون سے عمل پر کیا نتیجہ مرتب ہوگا اور یہ سب کچھ اس حد تک مکمل ہے

کہ آئندہ نزولِ کتاب اور بعثتِ نبی کی ضرورت باقی نہ رہی اسمیں کبھی کوئی تبدیلی نہ ہو گی اور سب حق ہے سچائی ہے کوئی بیان جوگذشتہ سے متعلق ہو یا کوئی خبر جو آئندہ کے بارے ہو سب بالکل سچی ہیں یعنی "صدق" کھرے پن کے ساتھ اور عدلاً تیسرا وصف عدل ہے جس کے دو پہلو ہیں اوّل انصاف یعنی نہ تو کسی مستحق کا حق ضائع ہو اور نہ کوئی جرم کر کے چھپ سکے ہر دو طرح سے پورا پورا انصاف مل سکے دوسرے اعتدال کہ احکام اور زندگی کی راہیں اس قدر سخت اور شدید نہ ہوں جن کو انسانی مزاج برداشت ہی نہ کر سکے یا بہت مشکل سے برداشت کرے اور نہ بالکل ایسی کہ محض خواہشاتِ نفس کی تابع ہو جائیں۔

مدّعا یہ ہے کہ کلامِ باری حکمتوں سے پُر اور صداقتوں کا خزینہ ہے یہاں تک کہ آنے والی نسلوں اور قوموں کے لیے ہر عہد اور ہر زمانے کے لیے ہر قوم اور ہر فرد کے لیے قابلِ عمل اور زندگی کا خوبصورت ترین لائحہ عمل ہے یہ کام صرف اللہ کریم کو سزاوار ہے مخلوق کے بس کا ہے ہی نہیں یہ سب صداقتیں آپ کے دعوئے نبوت کی روشن دلیل ہیں۔ رہے کفار کے نامناسب اعتراضات اور بہانے تو اللہ کریم ان کی بھی ہر بات کو سن رہے ہیں اور ہر ایک کے عمل سے واقف ہیں۔

ان کا حال یہ ہے اور نہ صرف ان کا بلکہ روئے زمین پر بسنے والی اس اکثریت کا جو اللہ کے کلام کو قبول نہیں کر رہی یہی حال ہے کہ جو بھی ان کی رائے قبول کرے گا اسے اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے اس لیے کہ ان کے پاس صرف اندازے اور اوہام ہیں جن کی کوئی اصل نہیں جن رسومات کو انہوں نے مذہبی تقدس دے رکھا ہے یہ بھی صرف ان کی اپنی رائے ہے جس کے سبب یہ خود گمراہ ہیں اور اے مخاطب کبھی ایسی اکثریت کو خاطر میں نہ لانا چاہیے جو حق پر نہ ہو اس لیے کہ فیصلہ اللہ کریم نے فرمانا ہے جو بدکاروں کی عملی زندگی ان کے عقیدے اور سوچ تک سے واقف ہے لہٰذا وہ اس کے عذاب سے بھاگ نہیں سکیں گے لیسے ہی ان سے بھی اچھی طرح آگاہ ہے جو اس کی متعین کردہ راہ پر چلتے ہیں وہ انہیں اپنے کرم سے نوازے گا۔

ان کے کردار کا حال یہ ہے کہ اللہ کریم نے حلال جانوروں کو اپنے نام پر یعنی عند الذبح اپنا نام لینے کی ہدایت فرمائی اگر اللہ کا نام نہ لیا جائے یا از خود مر جائے تو حلال نہ ہو گا مگر کفار اس سے محروم ہیں ان کی اٹکل یہ ہے کہ مسلمان جسے خود مارتے ہیں کھا لیتے ہیں اور جو اللہ کا مارا ہوا ہو وہ نہیں کھاتے اس طرح کفار حرام کھاتے ہیں یا

پھر بتوں پر چڑھاوا یا ان کے نام ذبح کے وقت لیکر اسے نجس کر دیتے ہیں مگر تمہیں تو اس کی کتاب پر یقین حاصل ہے لہٰذا تمہارے پاس ایک اصول ہے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے گا وہ حلال اور درست ورنہ جو صورتیں حرام ہونے کی ہیں اللہ نے تم پر کھول کر بیان کر دی ہیں اور یہ بھی فرما دیا ہے کہ حالتِ اضطرار میں یعنی جان بچانے کے لیے اس قدر لے لینا کہ آدمی مرنے سے بچ سکے تو اس کا گناہ نہ ہوگا ورنہ کسی بھی صورت میں حرام کے قریب مت پھٹکو یہ اللہ کا قانون ہے جس کی خلاف ورزی پہ پیٹ تو بھر جائے گا مگر اللہ کی ناراضگی مرتب ہوگی یہ اس بات سے بے خبر ہیں اور محض اپنی غلط رائے پر عمل کر کے گمراہ ہو رہے ہیں مگر ان کی گمراہی ان لوگوں کے اعمال تو ضائع نہیں کر سکتی جو اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اللہ کریم ان سے خوب واقف ہیں اصل راستہ ہی یہی ہے کہ اللہ کریم کی نافرمانی چھوڑ دی جائے خواہ وہ ظاہراً ہو یا باطناً کہ حرام کھانا بظاہر گناہ ہے اور حلال کو حرام خیال کرنا باطن کا گناہ ہے ایسے ہی حرام کو حلال جاننا کفر ہے اور اسلام سلامتی کا راستہ ہے جو ظاہر و باطن کی نافرمانی سے منع کرتا ہے اس لیے کہ نافرمان اپنے کیے کی سزا سے نہیں بچ سکے گا بہت جلد وہ اپنے کردار کے نتائج کو اپنے سامنے پا لے گا۔

حرام کھانے کا اثر

مومن کو چاہیئے کہ وہ ایسے جانور کا گوشت کبھی نہ کھائے جو شرعی طور پر حلال نہ ہو اس کی وجہ صرف یہ نہیں کہ وہ گوشت اس کی جسمانی صحت کے لیے مضر ہے اگرچہ ہر طرح کا حرام صحتِ انسانی کے لیے بھی نقصان دہ ہے مگر بہت بڑا نقصان حرام کی وہ ظلمت ہے جو دل پہ طاری ہو جاتی ہے اور دل شیطان کی باتیں سننے لگتا ہے جن کا اثر آپ کے سامنے ہے کہ جو لوگ آپ سے یعنی ایمان رکھنے والوں سے یا رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کرتے ہیں اور ناحق کرتے ہیں کلامِ الٰہی کے مقابلے میں محض رسومات اور ذاتی رائے کو لے آتے ہیں ان کے دلوں میں یہ ساری بات شیطان ہی توڈالتا ہے جو حرام کھانے کے اثر کی وجہ سے ان کا دل قبول کر لیتا ہے اور یہ اس پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں اگر تم لوگ ان کی بات ماننے لگو تو شرک میں مبتلا ہو جاؤ کہ اول تو ان کی باتیں ہی شرک لیے ہوئے ہوتی ہیں اور دوسرے اللہ کے مقابلے میں کسی کی بات ماننا بھی شرک ہے جو بہت بڑی تباہی کا سبب ہے۔

أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَٰهُ وَجَعَلْنَا
لَهُۥ نُورًا يَمْشِى بِهِۦ فِى ٱلنَّاسِ كَمَن
مَّثَلُهُۥ فِى ٱلظُّلُمَٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ
مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَٰفِرِينَ مَا
كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِى كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَٰبِرَ
مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا۟ فِيهَا ۖ وَمَا يَمْكُرُونَ
إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢٣﴾
وَإِذَا جَآءَتْهُمْ ءَايَةٌ قَالُوا۟ لَن نُّؤْمِنَ
حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَآ أُوتِىَ رُسُلُ
ٱللَّهِ ۘ ٱللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهُۥ ۗ سَيُصِيبُ ٱلَّذِينَ أَجْرَمُوا۟
صَغَارٌ عِندَ ٱللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌۢ
بِمَا كَانُوا۟ يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾
فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ
صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن
يُضِلَّهُۥ يَجْعَلْ صَدْرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا
كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى ٱلسَّمَآءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ
ٱللَّهُ ٱلرِّجْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾
وَهَٰذَا صِرَٰطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ
فَصَّلْنَا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾
لَهُمْ دَارُ ٱلسَّلَٰمِ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ
وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٢٧﴾
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ
قَدِ ٱسْتَكْثَرْتُم مِّنَ ٱلْإِنسِ ۖ وَقَالَ
أَوْلِيَآؤُهُم مِّنَ ٱلْإِنسِ رَبَّنَا ٱسْتَمْتَعَ
بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَآ أَجَلَنَا ٱلَّذِىٓ
أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ ٱلنَّارُ مَثْوَىٰكُمْ
خَٰلِدِينَ فِيهَآ إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۗ إِنَّ
رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٢٨﴾

بھلا جو پہلے مُردہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ کیا اور اُسکے
لئے روشنی کر دی جس کے ذریعے سے وہ لوگوں میں چلتا
پھرتا ہے کہیں اُس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھیرے
میں پڑا ہوا ہو اور اُس سے نکل ہی نہ سکے۔ اسی طرح کافر جو عمل
کر رہے ہیں وہ اُنہیں اچھے معلوم ہوتے ہیں ﴿۱۲۲﴾
اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم پیدا کیے کہ
اُن میں مکاریاں کرتے رہیں۔ اور جو مکاریاں یہ کرتے
ہیں اُن کا نقصان انہیں کو ہے اور (اس سے) بے خبر ہیں ﴿۱۲۳﴾
اور جب اُن کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ جس طرح
کی رسالت خدا کے پیغمبروں کو ملی ہے جب تک اُسی طرح کی رسالت
ہم کو نہ ملے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس کو خدا ہی
خوب جانتا ہے کہ (رسالت کا) کونسا محل ہے اور (وہ) اپنی پیغمبری
کسے عنایت فرمائے۔ جو لوگ جُرم کرتے ہیں اُن کو خدا کے
ہاں ذلّت اور عذاب شدید ہو گا اس لئے کہ مکاریاں کرتے تھے ﴿۱۲۴﴾
تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اُس کا سینہ
اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ
گمراہ کرے اُس کا سینہ تنگ اور گھُٹا ہوا کر دیتا ہے گویا
وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے اس طرح خدا اُن لوگوں پر جو ایمان
نہیں لاتے عذاب بھیجتا ہے ﴿۱۲۵﴾
اور یہی تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے جو لوگ غور کرنے والے
ہیں اُن کیلئے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں ﴿۱۲۶﴾
اُن کیلئے اُن کے اعمال کے صلے میں پروردگار کے ہاں
سلامتی کا گھر ہے۔ اور وہی اُن کا دوستدار ہے ﴿۱۲۷﴾
اور جس دن وہ سب (جن و انس) کو جمع کریگا (اور فرمائیگا کہ)
اے گروہِ جنات تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کیے۔ تو جو انسانوں
میں اُن کے دوستدار ہونگے وہ کہیں گے کہ پروردگار ہم ایک
دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے اور (آخر) اُس وقت
کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔ خدا فرمائے گا
(اب) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے
مگر جو خدا چاہے۔ بیشک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے ﴿۱۲۸﴾

123. Is he who was dead and We have raised him unto life, and set for him a light wherein he walketh among men, as him whose similitude is in utter darkness whence he cannot emerge? Thus is their conduct made fair seeming for the disbelievers.

124. And thus have We made in every city great ones of its wicked ones, that they should plot therein. They do but plot against themselves, though they perceive not.

125. And when a token cometh unto them, they say: We will not believe till we are given that which Allah's messengers are given. Allah knoweth best with whom to place His message. Humiliation from Allah and heavy punishment will smite the guilty for their scheming.

126. And whomsoever it is Allah's will to guide, He expandeth his bosom unto the Surrender,[3] and whomsoever it is His will to send astray, He maketh his bosom close and narrow as if he were engaged in sheer ascent. Thus Allah layeth ignominy upon those who believe not.

127. This is the path of thy Lord, a straight path. We have detailed Our revelations for a people who take heed.

128. For them is the abode of peace with their Lord. He will be their Protecting Friend because of what they used to do.

129. In the day when He will gather them together (He will say): O ye assembly of the jinn! Many of humankind did ye seduce. And their adherents among humankind will say: Our Lord! We enjoyed one another, but now we have arrived at the appointed term which Thou appointedst for us. He will say: Fire is your home. Abide therein for ever, save him whom Allah willeth (to deliver). Lo! thy Lord is Wise, Aware.

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ ع

اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مسلط کردیتے ہیں (۱۳۰)

130. Thus We let some of the wrong-doers have power over others because of what they are wont to earn.

اسرار و معارف

اور کافر و مشرک تو مردہ ہیں جن کے مقابل مومن کی مثال ایسی ہے جیسے مُردوں میں زندہ۔ قرآن حکیم جو ارشاد فرماتا ہے وہ شاعرانہ تعلّی نہیں ہوتی بلکہ عین حق ہوتا ہے اسے محض مثال نہ سمجھا جائے زندگی اس صلاحیت سے عبارت ہے جو مقصدِ تخلیق کو حاصل کرنے کے لیے کسی بھی چیز میں پایا جاتا ہے اسی اصول کے تحت ہر شے اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں مصروف ہے خواہ وہ آسمانی مخلوق ہے یا زمینی سورج چاند ستاروں سے لے کر ہوا بادل پانی مٹی نباتات اور حیوانات وغیرہ ان میں سے جو چیز اپنی صفت کھو بیٹھے وہ مردہ ہی شمار ہوگی جیسے سورج روشنی سے محروم ہو جائے یا درخت پھل دینے کے قابل نہ رہے یا زمین شور زدہ ہو جائے یا آگ جلانے کی صفت سے محروم ہو جائے یا کوئی جانور اپنے کام کا اہل نہ رہے تو وہ مردہ اور بیکار شمار ہوگا اسی طرح انسان بھی ایک مخلوق ہے اور اس کی ذمہ داری بہت اہم ہے اور وہ یہ کہ دنیا کی زندگی کہاں سے شروع ہوئی اس کا خاتمہ کیا ہے اور سب کاروبارِ حیات کا نتیجہ کیا ہوگا اس سب پر نگاہ کر کے ایسا کردار اپنائے جو اسے انجامِ کار کامیابی سے ہمکنار کر دے اور ایسے لوگوں کا دامن تھامے جو اس موضوع پر صحیح رہنمائی کر سکتے ہوں یہی وجہ ہے کہ نبوت پر ایمان ضروری ہے کہ انبیاء کے بغیر اس وسیع میدان کی پہنائیوں میں کسی کی نگاہ کام نہیں کر سکتی اسی عظیم مقصد نے انسانیت کو ساری مخلوق میں فضیلت عطا کر دی ورنہ جن بے دین دانشور کہلانے والوں نے انسان کو محض ایک ہوشیار جانور قرار دیا ہے انہوں نے انسان کو گدھے اور درندوں کی صف میں لا کھڑا کیا ہے اگر انسان کا مقصدِ حیات صرف کھانا پینا گھر بنانا یا اولاد پیدا کرنا اور مر جانا ہی ہے تو پھر اس میدان میں بے شمار جانور اس سے بازی لے جا سکتے ہیں کہ بہترین قدرتی لباس میں ملبوس ہوتے ہیں اس سے زیادہ صحت مند اور طاقتور ہوتے ہیں اچھی خوراک پسند کر کے کھاتے ہیں گھر بناتے اور بچے پالتے ہیں جب کہ یہ ہزار قسم کی مشینوں کا محتاج ہے وہ بے تکلف زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے بھلے بُرے یعنی نفع یا نقصان دینے والی چیزوں سے واقف ہوتے ہیں علاوہ ازیں جانوروں

کا گوشت کھال ہڈیاں تک دوسروں کے کام آتی ہیں حتیٰ کہ نباتات میں بھی یہ اوصاف موجود ہیں کہ پھل پھول لکڑی اور چھال تک مفید ہوتی ہے ان سب چیزوں کی منفعت صرف دنیا کی زندگی کے لیے ہے جب کہ انسان کا کردار خالق کائنات کے قرب کو پانے کی اہلیت رکھتا ہے دنیا کی ساری مخلوق کی زندگی صرف دنیا کے ساتھ ہے جب کہ انسان ہمیشہ کے لیے ہے اگر وہ ابدی کامیابی کے لیے کام نہیں کر رہا جس کی بنیاد ایمان ہے تو اس کی روح ایک مردہ لاش ہے جسے جسم کی قبر گھسیٹ رہی ہے اور ایمان ایک نور ہے اس اعتبار سے بھی کہ راہِ حیات روشن کر دیتا ہے اور انسان اس طویل سفر کے نشیب و فراز دیکھ سکتا ہے پھر گڑھوں میں گرنے کی بجائے درست راستہ اختیار کر سکتا ہے جب کہ کافر نورِ ایمان سے محرومی کے باعث ضلالت و گمراہی کے گڑھوں میں گرتا رہتا ہے اور بالآخر تباہ ہو جاتا ہے اور اس معنی میں بھی نور ہے کہ نبی رحمت ﷺ کے قلبِ اطہر کی نورانیت قبولِ ایمان کے سبب مومن کے قلب سے رابطہ پیدا کرتی ہے پھر جس قدر اطاعت کرتا ہے یہ روشنی بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کہ وہ قوت پیدا کر لیتا ہے کہ اس سے ملنے والے بھی راستہ پانے لگتے ہیں یعنی وہ اس نور کو لیکر امورِ دنیا میں سرگرم رہتا ہے اور میدانِ عمل میں راہِ حق کو واضح کرتا چلا جاتا ہے محض گوشہ گیری اختیار نہیں کرتا اگر کشفاً دیکھا جائے تو ہر مومن کے دل کی تار رسول اللہ ﷺ کے قلبِ اطہر سے جڑی ہوئی ہوتی ہے اور اس میں کمی یا زیادتی کا مدار اتباع اور اطاعت پر ہوتا ہے۔

نورِ ایمان اور تصوّف

جن لوگوں کو ایمان کے ساتھ آپ ﷺ سے شرفِ صحبت نصیب ہوا۔ ان کے قلوب روشنی کے مینار بن گئے اور وہ شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئے جو نبوت کے بعد اعلیٰ ترین درجہ ہے اسی کے طفیل انہیں کمالِ اطاعت بھی نصیب ہوا یہ دولت سینہ بسینہ تابعین تبع تابعین اور مشائخ عظام نے مجالس سے ہی حاصل کی یہی سارا تصوف ہے اور تمام مجاہدوں کا ماحصل۔ اور یہی سب سے بڑا فائدہ ہے جو مومن سے انسانیت کو نصیب ہوتا ہے کہ اس کے ہمنشیں بھی دلوں کی روشنی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

اس کے مقابل جو اس روشنی سے محروم ہیں یعنی کفار وہ اسی تاریکی میں سرگرداں ہیں اس سے نکل بھی نہیں پارہے وہ ہرگز ان کے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ کفر کی تاریکی نے ان کے مزاج ہی بدل دیئے ہیں اور انہیں یہ غلط فہمی

ہو گئی ہے کہ اس تاریکی پر مزید سیاہی چڑھانا ہی بہت بڑا کام ہے ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ نے یہی بات ان کے مزاجوں میں پیدا کر دی ہے لہٰذا وہ اسی میں غرق ہوتے جا رہے ہیں اور اس مرض کا شکار عموماً امرا ہوتے ہیں اس لیے کہ ان کے پاس وسائل زیادہ ہوتے ہیں چنانچہ جب وہ گناہوں میں ڈوب گئے تو اللہ نے ان کے دلوں میں ٹیڑھا پن پیدا فرما دیا جو اس امت میں نہیں پہلے بھی ہوتا رہا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی برائیوں کو چھپانے کی چالیں چلیں تو غریب اور عام لوگ بھی ان کی دیکھا دیکھی اس بُرائی اور کفر میں مبتلا ہوتے چلے گئے اس لیے نہ تو لوگوں کی کثرت کو دیکھا جائے گا اور نہ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ بڑے بڑے لوگ کیا کہتے ہیں بلکہ معیار صرف اور صرف حق ہے جو بھی حق پر ہو اس کا ساتھ اختیار کرنا چاہیئے کفار بظاہر تو سب کچھ حق کو مٹانے کے لیے کرتے ہیں مگر یہ تدبیریں خود ان کے خلاف پڑتی ہیں کہ ان کوششوں کی وجہ سے یہ اپنی دائمی زندگی کو ناکامیوں اور نامرادیوں سے بھر رہے ہیں۔

ذرا ان کا حال دیکھئے جب ان کے پاس اللہ کریم کا پیغام پہنچا اور اللہ کا نبی ﷺ نویدِ حیات لایا تو کہنے لگے بھئی ہم جب مانیں گے جب وہی بات جو آپ سے ہوتی ہے ہم سے کبھی ہو آخر ہم بھی تو انسان ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کی وساطت سے ہی بات سنیں۔

نبوّت و رسالت

یہ نادان اور جاہل لوگ نبوّت و رسالت کی عظمت سے ناآشنا ہیں ان کا خیال خام ہے کہ ہم مالدار سردار ہیں یا ہمارے پاس اقتدار ہے یا اور کوئی خاندانی یا نسبی وجاہت ہے تو ہم سے بھی بات ہو جائے حالانکہ مکالمہ الٰہی کے سزاوار صرف انبیا ہوتے ہیں اور یہ عہدہ انعام باری ہے جو وہ اپنی پسند سے عطا فرماتے ہیں کوئی بھی انسان خاندانی وجاہت یا اقتدار یا علم وفن اور محنت و مجاہدہ سے نبی نہیں بن سکتا یہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ رسالت کیسے عطا فرماتا ہے اور نبی کیسے بناتا ہے یعنی انبیاء بے شک انسان ہی ہوتے ہیں مگر وہ معیارِ انسانیت ہوتے ہیں تخلیقی طور پہ ایک خاص استعداد کے مالک ہوتے ہیں اور معصوم عن الخطا یعنی ان کے مقدس وجودوں میں خطا کا مادہ ہی نہیں ہوتا غیر معصوم ساری زندگی خطا نہ کرے خطا کا امکان تو موجود رہتا ہے۔ اس لیے وہ حاملِ وحی نہیں ہو سکتا یہ دولت صرف ان کو نصیب ہوتی ہے جنہیں اللہ کریم عطا فرمائیں تم بھی انسان ہو تو پھر اپنا بچپن لڑکپن اور جوانی اللہ کریم کے نبی ﷺ کے مقابل لاؤ

دیکھو کتنے فاصلے ہیں یہی دھوکا ان حضرات کو بھی لگتا ہے جو اپنے کو انسان سمجھ کر بشریتِ انبیاء کا انکار کر دیتے ہیں اور واقعی اگر ہم اپنی اس حالت کے ساتھ انسان ہیں تو نبی ﷺ کو بہر حال افضل ہونا چاہیئے مگر حق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ انسان کامل ہیں اور ہم میں جو اد آپ کی غلامی اور نسبت کی ہے وہ انسانیت ہے اور جو عقیدہ یا کردار آپ کے نور سے محروم ہے وہ محض حیوانیت ہے ان کا یہ مطالبہ نہ صرف انکار ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی جیسا جرم عظیم ہے اس کے بدلے انہیں سخت عذاب کے ساتھ نہایت ذلت بھی ملے گی اور ان کی ساری اکڑ خاک میں مل جائے گی آخرت میں تو ایسا یقیناً ہوگا تاریخ عالم نے اس دنیا میں بھی گستاخانِ رسالت کا غرور خاک میں ملتے دیکھا ہے بعض لوگ تو محض دیکھا دیکھی ان کے ساتھ شامل تھے آخر توبہ نصیب ہوئی اور خدامِ رسالت میں پناہ ملی مگر جو لوگ ہر حال میں مخالفت پہ تُل گئے تھے وہ سب ذلت کی موت سے دوچار ہو کر باعثِ عبرت بن گئے۔

شرح صدر فیضانِ صحبت کا اثر ہے

اللہ کریم جسے ہدایت دینا چاہیں اس کا سینہ قبولِ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں مراد یہ ہے کہ جو بھی انسان اللہ سے ہدایت کا طالب ہو یا اس کے دل میں ہدایت کی طلب پیدا ہو تو اللہ کریم اسے ایسے اسباب مہیا فرما دیتے ہیں جن کی وجہ سے اس کا دل روشن ہو کر اس قابل ہو جاتا ہے کہ اللہ کی بات قبول کر سکے اس کی مثال صحابہ کرام ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی صحبت نصیب فرمائی تو ان کے سینے احکامِ الٰہی کو اس طرح قبول کرتے تھے کہ کبھی کسی کو نہ وسوسہ پیدا ہوا اور نہ اعتراض ان کے سوالات تشریح اور وضاحت کے لیے تو ہوتے تھے مگر انہیں کبھی اعتراض پیدا نہ ہوا اس کی وجہ ان کا شرحِ صدر تھا یعنی دل کی وہ حالت کہ حق کو فوراً قبول کر لیتا تھا اور باطل کو رد کر دیتا تھا اسی لیے اللہ نے انہیں معیارِ حق قرار دے دیا یہی نعمت وارثانِ نبوت کی مجالس میں تقسیم ہوتی ہے اور اس کے حصول کے لیے جو محنت و مجاہدہ شیخ کی صحبت میں رہ کر یا اس کے طریقے سے کیا جاتا ہے اسے اصطلاح میں تصوف کہا جاتا ہے اور یہی معیار بھی ہے کہ اگر دل میں نیکی کی طلب اور خشوع خضوع پیدا ہو رہا ہے تو جس شخص کی مجلس میں یہ دولت ملے وہ اکسیر ہے ورنہ محض کشف اور عجائبات کا ظہور کوئی مقصد نہیں۔ اور شبہات دور کرنے کا طریقہ بھی اسی نعمت کا حصول ہے ورنہ محض دلائل اور مباحثہ سے کبھی یقین کی دولت نہیں ملتی یہی حال اس کے برعکس کا ہے اگر اللہ کریم ناراض ہوں جس کا سبب بھی انسان کی اختیار کردہ راہ اور اس کا عمل ہی ہوتا ہے

تو پھر سینہ اسلام کے لیے تنگ ہو جاتا ہے اتنا تنگ کہ قبولِ اسلام ہی اسے دنیا میں مشکل ترین کام نظر آتا ہے اور اطاعتِ الٰہی دشوار ترین محسوس ہوتی ہے اور اسکے دل پر نجاست اور تاریکی کی تہ بڑھتی چلی جاتی ہے یہ وہ نامرادی ہے جو اہل اللہ کی مخالفت کا ثمر ہے کہ دل تباہ ہو کر گناہوں میں غرق ہو جاتے ہیں۔

اس لیے مذکورہ راستہ ہی آپ ﷺ کے رب کا پسندیدہ اور سیدھا راستہ ہے یعنی نیک لوگوں کا ساتھ ہی نیک عمل تک پہنچانے کا باعث بنتا ہے اور اہلِ حق سے ہی ہدایت ملتی ہے اگر کسی شخص کے اپنے عقاید یا اعمال درست نہ ہوں تو وہ خود اس دولت سے محروم ہونے کی وجہ سے دوسروں کو اس سے کیا حصہ دے سکتا ہے لہٰذا اہل اللہ کی مجالس میں حصولِ حق کی خاطر حاضری ضروری ہے محض دنیاوی فوائد کو مقصد بنا لینے والے صحیح راستے پر نہیں ہو سکتے اگر کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہے تو باتیں بہت واضح کر کے ارشاد فرما دی گئی ہیں لیکن محض کج بحثی کرنے والوں کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

کشف بہت بڑا انعام بھی ہے

ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ کے پاس سلامتی کے گھر ہیں یعنی آخرت میں جنت اور دنیا میں رضائے الٰہی کی طلب اور ان کے اس کردار کی وجہ سے کہ انہوں نے ایمان قبول کیا اور اہل حق کی مجلس اختیار کی انہیں اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے وہ دنیا میں بھی پریشان نہیں ہوتے یہاں صاحبِ معارف القرآن نے لکھا ہے کہ دنیا میں اللہ کریم آخرت کی نعمتوں کو مستحضر فرما دیتے ہیں جس کی وجہ سے اگر دنیا میں تکلیف بھی آئے تو ان نعمتوں کے مقابل ہیچ نظر آتی ہے جیسے دنیا کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لیے لوگ کس قدر تکالیف برداشت کر لیتے ہیں مہینہ بھر کی تھکن کو تنخواہ کی امید پر برداشت کرتے ہیں اور منصب و اقتدار کے لیے کیسے کیسے جتن کرتے ہیں اسی طرح اگر اللہ کسی پر آخرت اور اس کی نعمتوں کو منکشف فرما دیں تو دنیاوی تکالیف کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی جب کہ یہ صرف نورِ ایمان اور فیوضاتِ نبوت سے ہی ممکن ہے۔

دوسرا انعام انہیں معیّتِ باری کا نصیب ہوتا ہے اور تمام امور میں اللہ کی تائید اور مدد شامل ہوتی ہے اگر بظاہر تکلیف یا ناکامی بھی ہو تو رضائے دوست ہونے کی وجہ سے لذت سے خالی نہیں ہوتی۔ صورتاً مصیبت مگر حقیقتاً ایک گونہ انبساط لیے ہوئے ہوتی ہے۔

شیطان سے رابطہ

رہا دوسرا فریق یعنی کفار تو یہ اکیلے نہیں بلکہ دل کی سیاہی شیطان کے ساتھ رابطہ پیدا کرتی ہے اور یہ لوگ اس سے راہنمائی بھی حاصل کرتے ہیں اور بعض خواہشات کی تکمیل بھی چاہتے ہیں اس کی وضاحت اس روز ہو جائے گی جب ہم ان سب کو اکٹھا جمع کریں گے اور جنوں سے یعنی شیاطین سے سوال ہو گا کہ تم نے تو بہت سے انسان اپنے تابع کر لیے تو ان کے دوست انسان پکار اٹھیں گے کہ بے شک ہم نے ایک دوسرے سے فائدے حاصل کئے شیطان الجن نے یہ فائدہ حاصل کیا کہ بہت سے انسانوں کو گمراہ کر کے اپنے پیچھے لگا لیا اور انسانوں میں سے جو شیطان بن گئے انہوں نے تکمیل خواہشات کی راہیں سیکھیں اور شیطان کے اثر سے مختلف شعبدے حاصل کر کے لوگوں پر رعب جمایا اور ان کے مال عزتیں برباد کیں بھی بد کاروں سے عجائبات کے ظاہر ہونے کا راز ہے چنانچہ دونوں آخرت سے محروم ہو کر اور گناہوں سے لد کر کفر کی ظلمت لیے اس انجام کو پہنچ گئے ہیں جو ان اعمال پر مقرر تھا تو ارشاد ہو گا کہ اب تم دونوں گروہوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہو گا اللہ کے سوا کوئی وہاں سے نکال نہیں سکتا اور اللہ نے کافر کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے کہ اسے جہنم سے کبھی نہ نکالے گا اور اس کے فیصلے بہت درست ہوتے ہیں کہ وہ حکمت والا بھی ہے اور دانا تر بھی۔

آخرت کا ساتھ

ہم ظالموں کو ظالموں کے ساتھ ملا دیتے ہیں کہ ان کے اعمال ایک جیسے ہوتے ہیں اس کی کئی صورتیں مفسرین کرام نے نقل فرمائی ہیں ایک مفہوم تو یہ ہے آخرت کا حشر نسل رنگ وطن یا زبان وغیرہ کی بنیاد پر نہ ہو گا بلکہ عقائد اور اعمال کی بنیاد پر ہو گا کافر کافر کے ساتھ جمع ہو گا اور مومن مومن کے ساتھ خواہ دنیا میں ان کا رنگ و نسل کا فرق ہو یا زمانے کا اسی لیے بعض گناہوں پر فرعون اور ہامان کے ساتھ حشر ہونے کی وعید حدیث شریف میں ملتی ہے پھر کافروں کے بھی درجے ہوں گے اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے اور عموماً سب ہی ایک جیسے ہوں گے کہ سب کا تعلق شیطان سے تھا جس نے انہیں پوری طرح تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ایسے ہی مومن بھی اپنے اپنے درجے کے لوگوں کے ساتھ کوئی عبادت گذاروں سے ہو گا تو کوئی مجاہدین میں سے کسی نے علمی خدمات انجام دی ہوں گی تو دوسروں نے مال قربان کئے ہوں گے غرض یہ کہ دنیا کی تقسیم اور پارٹی بندی یا رنگ و نسل کا اعتبار نہیں نہ اس کی کوئی حیثیت ہو گی۔

دوسرا مفہوم اس کا دنیا میں بھی نگاہوں کے سامنے ہے کہ ہر مزاج کے آدمی کو ایسے ہی افراد کی مجلس نصیب ہوتی ہے اگر دل میں نیکی کی طلب پیدا ہو جائے تو اللہ کریم نیک لوگوں کی صحبت میں پہنچا دیتا ہے جس کے باعث مزید توفیق ارزاں ہوتی ہے اور شرحِ صدر اور دل کی روشنی نصیب ہوتی ہے مگر دل میں کھوٹ ہو تو مجالس بھی بری ملتی ہیں جو مزید گمراہی میں دھکیلنے کا سبب بنتی ہیں ایک حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ کسی حاکم پر راضی ہو تو اسے نیک عمال اور وزراء عطا کرتا ہے اور حکومت میں انصاف اور ترقّی کا دور دورہ ہوتا ہے اگر خفا ہو تو بُرا عملہ دیتا ہے جو اسے چاہے بھی تو اچھا کام کرنے نہیں دیتے۔

یہی حال قوموں کا ہے کہ بدکاروں پر بُرے حاکم مسلط کر دیئے جاتے ہیں تیسرا مفہوم یہی ہے کہ ظالموں پر ظالم ہی مسلّط کر کے انہیں سزا دی جاتی ہے پھر ان پر کوئی اور مسلّط ہو جاتا ہے یا بڑا ظالم عذاب الٰہی کی گرفت میں آجاتا ہے دنیا بھی اخروی انجام کا شیشہ دکھاتی ہے فرق اتنا ہے کہ یہاں توبہ کی فرصت موجود ہے اگر کوئی واپس آنا چاہے تو راستہ بند نہیں جبکہ آخرت میں واپسی کا راستہ نہیں ہوگا۔

رکوع نمبر ۱۶ آیات ۱۳۱ تا ۱۴۱ وَلَوْ اَنَّنَا ۸

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ
رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ
وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ
قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾
ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ
الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾
وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ
بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾
وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ
يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا
يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾
اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ

اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے سامنے آ موجود ہونے سے ڈراتے تھے وہ کہیں گے کہ (پروردگار) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے ﴿۱۳۰﴾
(اے محمدﷺ) یہ (جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں تو) اس لیے کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو کچھ بھی خبر نہ ہو ﴿۱۳۱﴾
اور سب لوگوں کے بلحاظِ اعمال درجے (مقرر) ہیں اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا اُن سے بے خبر نہیں ﴿۱۳۲﴾
اور تمہارا پروردگار بے پروا (اور) صاحبِ رحمت ہے اگر چاہے تو (اے بندو) تمہیں نابود کر دے اور تمہارے بعد جن لوگوں کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے جیسا تم کو بھی دوسرے لوگوں کی نسل سے پیدا کیا ہے ﴿۱۳۳﴾
کچھ شک نہیں کہ جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ (وقوع میں)

131. O ye assembly of the jinn and humankind! Came there not unto you messengers of your own who recounted unto you My tokens and warned you of the meeting of this your Day? They will say: We testify against ourselves. And the life of the world beguiled them. And they testify against themselves that they were disbelievers.

132. This is because thy Lord destroyeth not the townships abritrarily while their people are unconscious (of the wrong they do).

133. For all there will be ranks from what they did. Thy Lord is not unaware of what they do.

134. Thy Lord is the Absolute, the Lord of Mercy. If He will, He can remove you and can cause what He will to follow after you, even as He raised you from the seed of other folk.

135. Lo! that which ye are promised will surely come to

بِمُعْجِزِينَ ﴿١٣٥﴾
قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي
عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۙ مَنْ تَكُونُ
لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُونَ ﴿١٣٦﴾
وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَ
الْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ
وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ
فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ
يَصِلُ إِلٰى شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ
مَا يَحْكُمُونَ ﴿١٣٧﴾
وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ
وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ
اللّٰهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٨﴾
وَقَالُوا هٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَا
يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَ
أَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا
يَذْكُرُونَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً
عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٩﴾
وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هٰذِهِ الْأَنْعَامِ
خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰى
أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِنْ يَكُنْ مَيْتَةً فَهُمْ
فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ
إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٤٠﴾
قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاءً
عَلَى اللّٰهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٤١﴾

آنے والا ہو۔ اور تم (خدا کو) مغلوب نہیں کرسکتے ﴿١٣٥﴾
کہہ دو کہ لوگو تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ میں (اپنی جگہ) عمل کیے
جاتا ہوں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ آخرت میں (بہشت)
کس کا گھر ہوگا۔ کچھ شک نہیں کہ مشرک نجات نہیں پانے کے ﴿١٣٦﴾
اور (یہ لوگ) خدا ہی کی پیدا کی ہوئی چیزوں یعنی کھیتی اور
چوپایوں میں خدا کا بھی ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے
خیال (باطل) سے کہتے ہیں یہ (حصہ) تو خدا کا اور یہ ہمارے شریکوں
(یعنی بتوں) کا۔ تو جو حصہ انکے شریکوں کا ہوتا ہے وہ تو خدا کی طرف نہیں
جا سکتا۔ اور جو حصہ خدا کا ہوتا ہے وہ ان کے شریکوں کی
طرف جاسکتا ہے یہ کیسا بُرا انصاف ہے ﴿١٣٧﴾
اسی طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شریکوں نے ان کے بچوں کو
جان سے مار ڈالنا اچھا کر دکھایا ہے تاکہ انہیں ہلاکت
میں ڈال دیں اور انکے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں۔ اور اگر
خدا چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو انکو چھوڑ دو کہ وہ جانیں اور انکا جھوٹ ﴿١٣٨﴾
اور اپنے خیال سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چارپائے اور کھیتی منع ہے
اسے اس شخص کے سوا جسے ہم چاہیں کوئی نہ کھائے اور (بعض) چارپائے
ایسے ہیں کہ ان کی پیٹھ پر چڑھنا منع کر دیا گیا ہے اور بعض مویشی ایسے
ہیں جن پر (ذبح کرتے وقت) خدا کا نام نہیں لیتے سب خدا پر
جھوٹ ہے۔ وہ عنقریب ان کو ان کے جھوٹ کا بدلہ دیگا ﴿١٣٩﴾
اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو بچہ ان چارپایوں کے پیٹ میں ہے
وہ خاص ہمارے مردوں کیلئے ہے اور ہماری عورتوں کو اس کا
کھانا حرام ہے۔ اور اگر وہ بچہ مرا ہوا ہو تو سب اس میں شریک
ہیں (یعنی اسے مرد اور عورتیں سب کھائیں) عنقریب خدا ان کو ان کے
ڈھکوسلوں کی سزا دیگا۔ بیشک وہ حکمت والا خبردار ہے ﴿١٤٠﴾
جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بیوقوفی سے بے سمجھی سے قتل کیا اور
خدا پر افترا کر کے اس کی عطا فرمائی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا وہ
گھاٹے میں پڑ گئے۔ وہ بےشبہ گمراہ ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں ﴿١٤١﴾

pass, and ye cannot escape.

136. Say (O Muhammad): O my people! Work according to your power. Lo! I too am working. Thus ye will come to know for which of us will be the happy sequel. Lo! the wrongdoers will not be successful.

137. They assign unto Allah, of the crops and cattle which He created, a portion, and they say: "This is Allah's"—in their make believe—"and this is for (His) partners in regard to us." Thus that which (they assign) unto His partners in them reacheth not Allah and that which (they assign) unto Allah goeth to their (so-called) partners. Evil is their ordinance.

138. Thus have their (so-called) partners (of Allah) made the killing of their children to seem fair unto many of the idolaters, that they may ruin them and make their faith obscure for them. Had Allah willed (it otherwise), they had not done so. So leave them alone with their devices.

139. And they say: Such cattle and crops are forbidden. No one is to eat of them save whom we will—in their make-belive—cattle whose backs are forbidden, cattle over which they mention not the name of Allah. (All that is) a lie against Him. He will repay them for that which they invent.

140. And they say: That which is in the bellies of such cattle is reserved for our males and is forbidden to our wives; but if it be born dead, then they (all) may be partakers thereof. He will reward them for their attribution (of such ordinances unto Him).[4] Lo, He is Wise, Aware.

141. They are losers who besottedly have slain their children without knowledge,[5] and have forbidden that which Allah bestowed upon them, inventing a lie against Allah. They indeed have gone astray and are not guided.

اسرار و معارف

میدان حشر میں تو کفار جنات ہوں یا انسان دونوں سے براہ راست سوال ہو گا کہ کیا تمہارے پاس میرے

رسول نہیں پہنچے تھے اور نہیں روزِ حشر کی جوابدہی کی بروقت اطلاع نہیں کر دی تھی تو بغیر اقرار گناہ کسی کو چارہ نہ ہوگا خود کہہ اٹھیں گے کہ ہم اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں اگر کفار جھٹلانے کی کوشش کریں گے تو انبیاء کی شہادت اور امت محمدیہ کی شہادت کفار کو لاجواب کرے گی انسانوں کی بات تو واضح ہے مگر جنّات کے بارے مفسرین کرام نے یہ بحث فرمائی ہے کہ کیا ان میں نبوت تھی ؟ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے کے بعد کوئی جن نبی کے طور پر مبعوث نہیں ہوا بلکہ انبیاء انسانوں میں سے آئے اور جنّات بھی انہی کی اطاعت کے مکلف تھے سوال یہ ہے کہ جنّات تو ہزاروں سال پہلے سے بھی زمین پر آباد تھے پھر آدم علیہ السلام سے پہلے ان میں نبوت کا ہونا ضروری ٹھہرا بعض مفسرین نے ایک نام بھی نقل فرمایا ہے یوسف بن یاسف کہ یہ جن تھے اور نبی تھے تفسیر مظہری میں یہ امکان کے طور پر ہے کہ ہندوؤں نے جو مذہب اپنا رکھا ہے ممکن ہے جنّات کا مذہب ہو اور ان میں سے کسی نبی کی تعلیمات ہوں جو بعد میں شرک سے بھر دی گئیں کہ ان کے بتوں کی صورت عجیب و غریب ہوتی ہے کسی کے متعدد ہاتھ کسی کے کئی سر اور کسی کی سونڈ ہاتھی کی طرح وغیرہ ممکن ہے یہ جنّات کی شکلیں ہوں نیز ان کی مذہبی حکایات بھی دیو مالا قسم کی ہیں مگر یہ صرف امکان ہے اس پر کوئی دلیل نہیں ۔

کیا جنّات میں بھی نبوّت و رسالت تھی

حق یہ ہے کہ نبوت کی استعداد صرف بنی آدم کو عطا ہوئی اور ازل میں انبیاء سے عہد لیا گیا جو سب اولادِ آدم علیہ السلام تھے نیز اس استعداد کا اثر ساری انسانیت میں ہے کہ جو بھی نبی کے ساتھ ایمان لاتے اس کا دل تجلیاتِ باری کو پا لیتا ہے اگر کسی صاحب حال کی صحبت نصیب ہو تو روحانی ترقی کی سب منازل طے کر سکتا ہے یہی انسان کے باقی مخلوق سے افضل ہونے کا راز بھی ہے اگر جنّات میں بھی نبوّت ہوتی تو ان سے یہ استعداد سلب نہ ہوتی مگر تجربہ یہ ہے کہ جنّات انوارات کو اصلاً برداشت ہی نہیں کر سکتے جل جاتے ہیں ہاں ان جنّات کو جنہوں نے انبیاء کی تعلیمات کو جنوں تک پہنچایا عرفاً رسول کہہ دیا جاتا ہے یعنی رسُولوں کے رسُول اور آدم علیہ السلام سے قبل جو بات احادیث میں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ زمین پر جنّات فساد کرتے تو آسمان سے فرشتوں کو بھیج دیا جاتا جو ظالموں کو سزا دیتے اور کسی نیک اور شریف کو بحکم الٰہی ان پر حاکم مقرر کر دیتے جو انہیں ظلم و جور سے روکتا رفتہ رفتہ پھر خرابیاں پیدا ہوتیں تو ان کا یہی حل ہوتا تھا سورہ بقرہ کی تفسیر میں بھی یہ بات نقل کی

گئی ہے کہ اسی تجربہ کی بنا پر فرشتوں نے عرض کیا تھا کہ زمین پر جو مخلوق پیدا ہو گی وہ قتل و غارت اور فساد بپا کرے گی ان جنوں کو جنہیں امیر مقرر کیا جاتا تھا عرفاً رسول یعنی بات پہنچانے والے کہہ دیا جاتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو الہام سے نوازا گیا مگر ارشاد ہوا وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی حالانکہ شرعی اصطلاح میں وحی اس خطاب کو کہا جاتا جو اللہ کی طرف سے اس کے نبی کو ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اُمِ موسیٰ نبی نہ تھیں دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہے قرآن میں جنات کے ساتھ جنّت کا وعدہ نہیں بلکہ اطاعت کر کے وہ دوزخ سے بچ سکتے ہیں جب کہ گناہ پر دوزخ کی وعید موجود ہے اگر جنات میں نبوّت ہوتی تو جنّت کے خلود کا وعدہ بھی ضرور ہوتا۔ اسی لیے علماء کا قول ہے کہ جنّات ہمیشہ نہ رہیں گے بلکہ جو سزا پا کر جہنم داخل ہوئے ان کے علاوہ دوسروں کو فنا کر دیا جائے گا۔ واللہ علم بالثواب۔ ان سب کی گمراہی کا سبب یہ تھا کہ لذاتِ دنیا سے دھوکا کھا گئے اور ان کے حصول کو ہی زندگی کا مقصد بنالیا جو عمرِ عزیز قربِ الٰہی کو پانے کے لیے تھی اسے فانی دنیا کی طلب میں ضائع کر بیٹھے آج اقرار کر رہے ہیں کہ بے شک ہم کافر تھے۔

اور یہ سب اہتمام اس لیے کہ ربّ العلمین (تیرا رب) سبحان اللہ براہِ راست شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ان کے طفیل ہر مومن کا کہ ربّ العلمین فرمائے تیرا رب یہ اتنا بڑا انعام ہے جس کا اندازہ کوئی صاحبِ دل ہی کر پاتا ہے۔ کسی کو بھی لاکھوں گناہوں کے باوجود غفلت میں تباہ نہیں کرتا ہمیشہ ہر قوم ہر زمانے میں برائی پر تنبیہہ کی جاتی ہے پھر نہ ماننے والے عذابِ الٰہی کی لپیٹ میں آجاتے ہیں اور سب کی درجہ بندی کی جاتی ہے سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکا جاتا جو جس درجے میں ہو نیکی یا برائی میں اس درجے کے لوگوں سے ملا دیا جاتا ہے اس لیے کہ ربِّ جلیل ہر ایک کے ہر عمل اور ارادے سے باخبر ہیں۔

تیرا رب تو مستغنی اور بے نیاز ہے کوئی اس کی عبادت و اطاعت کرے یا نہ کرے اس کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور وہ ذوالرحمۃ بھی ہے اسے نہ مخلوق کو پیدا کرنے کی حاجت تھی اور نہ کسی کی بندگی کا محتاج یہ محض اس کی رحمت ہے کہ مخلوق کو وجود بخشا اور بے شمار نعمتیں اس کے لیے پیدا فرما دیں انسان تو غرض سے کام کرتا ہے غریب اگر پیسے کے لیے امیر کا محتاج ہے تو امیر کام کے لیے غریب کا منتظر اگر کسی کو دوسرے سے غرض نہ ہو تو اس کی پرواہ ہی نہیں کرتا حالانکہ سب کسی نہ کسی احتیاج میں مبتلا رہتے ہیں مگر اللہ بے نیاز ہے کسی سے

اس کی کوئی غرض وابستہ نہیں یہ محض اس کی رحمت ہے کہ عدم سے وجود بخشا اعضاء و جوارح عقل و خرد اور بیشمار نعمتیں عطا کیں پھر مزید رحمت فرماتے ہوئے انبیاء مبعوث فرمائے کتابیں نازل فرمائیں اور ایک حسین انجام یعنی اپنا قرب اور رضا عطا فرمایا ورنہ نظامِ کائنات تمہارے سامنے ہے آج تم خود کو دنیا کی رونق سمجھتے ہو تو تم سے پہلے بھی یہی سمجھتے تھے مگر وہ چلے گئے اور اس نظام کو کوئی فرق نہیں پڑا تم بھی چلے جاؤ گے لوگ تمہیں بھول جائیں گے اور تمہارا جانا بھی کوئی خلا پیدا نہ کرے گا اسی طرح اللہ اس بات پہ بھی قادر ہے کہ آنِ واحد میں تم کو اٹھا لے اور نئی قوم پیدا کر دے جس نے پہلے سب کچھ پیدا کیا ہے وہ پھر بھی کر سکتا ہے اس لیے خوب جان لو کہ جب تم نظامِ دنیا کو نہیں روک سکتے تو حیاتِ انسانی کے اخروی اور ابدی نتائج سے کیسے بچ سکو گے ہرگز نہیں بلکہ قیامت جس کا اللہ کریم نے وعدہ کر لیا ہے ضرور قائم ہو گی اسے کوئی نہیں روک سکتا۔

اور اے میرے حبیب ﷺ اپنی قوم سے فرما دیجئے کہ اگر میری اطاعت منظور نہیں تو پھر اپنی خواہش پہ عمل کیے جاؤ میں بھی اپنے راستے پہ رواں ہوں عنقریب نتیجہ سامنے آ جائے گا اور پتہ چل جائے گا کہ نتیجہ کس کے حق میں ہے آخرت میں تو یقیناً مگر دنیا میں بھی یہ بات سب نے دیکھ لی کہ حق غالب ہوتا چلا گیا اور کفر کی تاریکیاں جن پہ انہیں بہت ناز تھا مٹتے مٹتے مٹ گئیں یہ اس لیے کہ اللہ کی طرف سے ظالموں کا کبھی بھلا نہیں ہوتا اور شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔

ذرا ان کی تقسیم دیکھو اپنے محاصل میں اپنی دولت اور اپنے جانوروں میں حصے مقرر کرتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ کے لیے ہے اور یہ ان بتوں یا افراد کے لیے جنہیں وہ اپنے زعمِ باطل میں اللہ کا شریک مانتے ہیں اور اگر فصل کم ہو تو بتوں کا حصہ کم نہیں کرتے بلکہ اللہ کا حصہ بھی ان کے نام کر کے ان کا پورا کر لیتے ہیں مگر بتوں کی شئے اللہ جل شانہ کے نام پہ نہیں کرتے اللہ کا شریک ٹھہرانا ہی بہت بڑا ظلم تھا انہوں نے شرکا کو اللہ کریم کی ذات پہ بھی اہمیت دے رکھی ہے ان کا یہ فیصلہ اپنی برائی پہ خود گواہ ہے۔

قتلِ اولاد قبیح تر فعل ہے

ان کی اس کی خباثت اور ظلم کا اثر دیکھیں کہ اپنی اولاد کو قتل کرنا باعثِ فخر سمجھتے ہیں دنیا میں جس قدر بھی قبیح اور ظالمانہ فعل ہیں ان میں بہت ہی بڑا کام معصوم بچوں کا قتل ہے اور جب والدین ہی اولاد کو قتل کرنے لگیں تو اس کی برائی کئی گنا بڑھ جاتی ہے مگر شرک

کی خباثت نے انہیں یہ کام باعثِ فخر کر دکھایا اسی طرح ان کا سارا دین تباہ اور برباد ہو کر رسوماتِ بد کا پلندہ بن گیا یہ جسمانی قتل ہے لیکن طلبِ دنیا میں اندھا ہو کر اولاد کو دین سے ناواقف رکھنا اور محض دنیا کمانے کے لیے ان پر دنیاوی فنون ہی کا جنون سوار کر دینا روحانی قتل ہے جس میں آج کا مسلمان بھی شریک ہے مشرکوں کی بچپن میں قتل کی گئی اولاد جہنم سے بچ جائے گی جبکہ یہ روحانی مقتول سخت خطرہ میں ہیں اس طرح تو یہ اس سے بڑھ کر ناانصافی ہے اللہ کریم ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین۔ اگر یہ اللہ کریم سے تعلق قائم کرتے تو اس ظلم میں مبتلا نہ ہوتے یعنی ان کی نیکی نسلوں کو سنوارنے میں مددگار ثابت ہوتی لیکن اگر انہوں نے یہ راستہ چھوڑ ہی دیا ہے تو آپ بھی ان کی کوئی پرواہ نہ کریں یہ بہت سخت تنبیہ ہے کہ جو اللہ کے دین کو کوئی اہمیت نہ دے بارگاہِ رسالت میں اس کی بھی کوئی حیثیت و اہمیت نہیں۔

اب ذرا ان کی رسومات کو دیکھیں جن کو انہوں نے مذہب کا درجہ دے رکھا ہے کہ کبھی کسی غلّے یا پھل کو اور کبھی کسی جانور کو ایک خاص طبقہ کے لیے ممنوع قرار دے لیتے ہیں محض اپنے گمان سے کوئی دلیل اس پر نہیں ہوتی اور کہہ دیتے ہیں کہ اس میں سے مرد کھا سکتے ہیں عورتوں کو اجازت نہیں یا بعض جانوروں پر سواری ممنوع ہو جاتی ہے کہ یہ بتوں کے نام پر ہے اور بعض پر اللہ کا نام لینا ہی منع کر دیتے ہیں نہ وہ اللہ کے نام کا ہوتا ہے نہ ذبح کرتے وقت اللہ کریم کا نام لیتے ہیں اور یہ سب کچھ محض افترا اور بہتان ہے کہ دین تو احکامِ الٰہی کا نام ہے اپنی طرف سے رسم جاری کر کے اسے دین کہنا تو اللہ پہ بہتان تراشی ہے غالباً یہ دورِ حاضرہ کے نذرانے کہ بعض جانور یا غلہ صرف پیر استعمال کر سکتے ہیں دوسروں پہ منع ہیں یا جانوروں کو بزرگوں کے نام پہ خاص کر دینا یا شیعہ کا گھوڑے کو حضرت حسینؓ کے نام کر کے اس پہ سوار نہ ہونا انہیں جہالت کی رسومات کا عکس ہے تو ایسے لوگ اپنے کرتوتوں پر مرتب ہونے والی سزا کو ضرور پائیں گے۔

ان کی ایک رسم دیکھیں کہ جانور ذبح کرتے ہیں اگر حاملہ ہو اور پیٹ سے زندہ بچہ نکل آئے اسے بھی ذبح کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ صرف مردوں پہ حلال ہے عورتوں پہ حرام اور اگر بچہ مردہ نکلے تو سب پہ حلال ان سب خرافات کی سزا پائیں گے کہ اللہ کریم ان کے اعمال سے واقف ہیں اور جیسے مہلت بھی حکمتِ الٰہی ہے کہ وہ ذات حکیم بھی ہے

عہدِ جہالت کی رسومات

جہالت میں اولاد کو قتل کرنا اور اللہ کریم کے دیئے ہوئے رزق کو اپنے اوپر حرام کر لینا کیا کم نقصان ہے کہ اس ظلم کو مذہب کہہ کر

اللہ پہ بہتان لگانے کے مجرم بھی ہوئے اور ایسے گمراہ ہُوئے کہ ہدایت سے بہت دور چلے گئے۔
اس دور میں جو رسم غیر اللہ کے نذرانوں کی تھیں ان کی صورت کچھ اس طرح سے تھی۔
پہلی صورت۔ زمین کی آمدن سے کچھ حصہ اللہ کا رکھتے اور کچھ بتوں یا جنوں کا اگر کمی ہوتی تو اللہ کا حصہ نہ دیتے کہ اللہ تو غنی ہے مگر غیر اللہ کا ضرور پُورا کرتے یا اتفاقاً اللہ کے حصے کی چیز غیر اللہ کے حصے میں مل جاتی تو خیر اگر غیر اللہ کی شے اللہ کے حصے میں مل جاتی واپس کرتے تھے جیسے آج ہمارا حال ہے کہ کوئی مصروفیت یا بیماری آجائے تو سب سے پہلے زد عبادات پہ پڑتی ہے نماز کیوں نہیں پڑھی طبیعت ٹھیک نہ تھی کاروبار بھی کیا کھانا بھی کھالیا آرام بھی کر لیا اور طبیعت کی گرانی کی زد اللہ کی عبادت پہ یہی حال مصروفیت میں ہے اللہ کریم معاف فرمائیں اور ہدایت نصیب فرمائیں آمین۔
دوسری رسم:۔ جانور بتوں کے نام پہ مختص کر دیتے بحیرہ، سائبہ کے ناموں سے اور اسے اللہ کریم کی خوشنودی خیال کرتے تھے۔ **تیسری رسم**:۔ بچیوں کو زندہ گاڑنے کی تھی۔ **چوتھی رسم** یہ تھی کہ بعض کھیت یا باغ بتوں کے نام کر دیتے ان میں عورتوں کا حق نہیں رہتا تھا۔ **پانچویں رسم**۔ بعض جانور اسی طرح مخصوص کر دیتے ان میں بھی عورتوں کا حق نہیں مانتے تھے۔ **چھٹی رسم** یہ تھی کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور پہ سواری وغیرہ نہ کرتے **ساتویں رسم** یہ تھی کہ بعض جانوروں پہ اللہ کا نام لینا ممنوع تھا ذبح کرتے یا سوار ہوتے یا دودھ نکالتے تو کبھی اللہ کا نام نہ لیتے۔ **آٹھویں رسم**۔ بتوں کے نام پہ چھوڑے ہوئے جانور کو ذبح کرتے اگر پیٹ سے بچہ زندہ نکلتا تو اسے بھی ذبح کرتے اور صرف مرد کھاتے اگر مردہ نکلتا تو سب کے لیے حلال جانتے۔ **نویں رسم** بعض جانوروں کا دودھ مردوں کے لیے حلال اور عورتوں کے لیے حرام جانتے اور **دسویں رسم** بتوں کے نام چھوڑے ہوئے جانوروں کی تعظیم کرنا عبادت سمجھتے تھے یہ سب دیکھ کر ہمیں اپنی رسومات اور نظریات کا اندازہ کر لینا چاہیئے کہ ہم کس جگہ کھڑے ہیں۔

رکوع نمبر ۱۷ آیات ۱۴۲ تا ۱۴۵ ولو اننا ۸

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ اور خدا ہی تو ہے جس نے باغ پیدا کئے چھتریوں پر چڑھائے ہوئے بھی اور

وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ
مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ
مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ
اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ
وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾
وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا
مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾
ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ
وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ
حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ
عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾
وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ
قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ
اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ
بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ
ع اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے ہوئے وہ بھی۔ اور کھجور اور کھیتی جن کے
طرح طرح کے پھل ہوتے ہیں اور زیتون اور انار جو (بعض باتوں میں)
ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور (بعض باتوں میں) نہیں ملتے
جب یہ چیزیں پھلیں تو ان کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل توڑو اور کھیتی)
کاٹو تو خدا کا حق بھی اس میں سے ادا کرو اور بیجا نہ اڑانا کہ
خدا بیجا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا ﴿۱۴۱﴾
اور چارپایوں میں بوجھ اٹھانے والے (یعنی بڑے بڑے) بھی پیدا کئے اور
زمین سے لگے ہوئے (یعنی چھوٹے چھوٹے) بھی (پس) خدا کا دیا ہوا رزق
کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا صریح دشمن ہے ﴿۱۴۲﴾
(یہ بڑے چھوٹے چارپائے) آٹھ قسم کے (ہیں) دو (دو) بھیڑوں
میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے (یعنی ایک ایک نر اور ایک
ایک مادہ) (اے پیغمبر ان سے) پوچھو کہ (خدا نے) دونوں (کے) نروں کو
حرام کیا ہے یا دونوں (کی) مادینوں کو یا جو بچہ مادینوں کے پیٹ میں
لپٹ رہا ہو اسے اگر سچے ہو تو مجھے سند سے بتاؤ ﴿۱۴۳﴾
اور دو (دو) اونٹوں میں سے اور دو (دو) گایوں میں سے (ان کے بارے
میں بھی ان سے) پوچھو کہ (خدا نے) دونوں (کے) نروں کو حرام کیا ہے یا
دونوں (کی) مادینوں کو یا جو بچہ مادینوں کے پیٹ میں لپٹ رہا ہو اس کو
بھلا جس وقت خدا نے تم کو اس کا حکم دیا تھا تم اس وقت
موجود تھے؟ تو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر
جھوٹ افترا کرے تاکہ ازراہ بیدانشی لوگوں کو گمراہ کرے
کچھ شک نہیں کہ خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿۱۴۴﴾

142. He it is Who produceth gardens trellised and untrellised, and the date-palm, and crops of divers flavour, and the olive and the pomegranate, like and unlike. Eat ye of the fruit thereof when it fruiteth, and pay the due thereof upon the harvest day, and be not prodigal. Lo! Allah loveth not the prodigals.

143. And of the cattle He produceth some for burdens, some for food. Eat of that which Allah hath bestowed upon you, and follow not the footsteps of the devil, for lo! he is an open foe to you.

144. Eight pairs: Of the sheep twain, and of the goats twain. Say: Hath He forbidden the two males or the two females, or that which the wombs of the two females contain? Expound to me (the case) with knowledge, if ye are truthful:6

145. And of the camels twain and of the oxen twain. Say: Hath He forbidden the two males or the two females, or that which the wombs of the two females contain; or were ye by to witness when Allah commanded you (all) this? Then who doth greater wrong than he who deviseth a lie concerning Allah, that he may lead mankind astray without knowledge. Lo! Allah guideth not wrongdoing folk.

اسرار و معارف

غیر اللہ کے نام کی نذر کا ابطال

بتوں اور غیر اللہ کے نام پہ مختص کرنے کی ضرورت تب پیش آتی جب ان میں سے کوئی تخلیق میں بھی حصہ دار ہوتا چیزوں کو پیدا کرنے میں اللہ نے اس سے مدد حاصل کی ہوتی لیکن ایسا تو ہرگز نہیں بلکہ وہ اکیلا خالق ہے اور سب کائنات مخلوق یہ اسی کی قدرت کاملہ ہے کہ بعض میوہ دار بیلیں بنا دیں جو بلندی پہ چڑھتی ہیں اور جسقدر بلند ہوں اچھا پھل آتا ہے جیسے انگور اور بعض زمین پہ پھیلتی ہیں اگر بلندی پہ چڑھادو تو پھل ہی نہ آئے یا آئے تو بوجھ ہی برداشت

نہ کر سکیں جیسے خربوزہ وغیرہ اور اسی زمین پر درخت اگا دیئے جو بیلوں سے یکسر مختلف انداز رکھتے ہیں ساتھ ہیں کھیتیاں پیدا کر دیں۔

مٹی ایک ہے موسم یکساں پانی ایک سا مگر باغوں میں جا کر اس کی صنعت کا اندازہ کر لو۔ کہیں زیتون پیدا کر کے بہترین روغن سے بھر دیا اور کہیں انار پیدا فرما کر بہترین جام سے پر کر دیا بعض پھل بظاہر ایک سے مگر ذائقہ اور اثر مختلف بعض بظاہر بالکل مختلف مگر ذائقہ یا اثر ایک سا پھر گرمیوں سردیوں میں موسم کے اعتبار سے جسم انسانی کے لیے بہترین اثر رکھنے والے یہ سب تو اس کی قدرتِ کاملہ سے ہوتا ہے کیا یہ بت یا جن یا اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہو یہ قانونِ فطرت میں کوئی تبدیلی لا سکتے ہیں ہرگز نہیں تو پھر ان کے ناموں کی نذر کیسی۔ جب یہ پھل لائیں تو یہ سارا نظام تمہاری خدمت کے لیے ہے کھاؤ پیو استعمال کرو۔ مگر یاد رکھو اس نے امارت و غربت دے کر آزمایا ہے اگر کسی کے پاس باغات یا کھیت ہیں تو اسے غرباء کو بھول نہ جانا چاہیے بلکہ اللہ کے نام پر انہیں بھی دو اور محض نام و نمود کے لیے اللہ کا دیا ہوا رزق ضائع نہ کرو کہ فضول اور بے جا خرچ کرنے والے لوگ اللہ کو پسند نہیں جس طرح ان چیزوں اور ان کے اوصاف جداگانہ ہیں اسی طرح ہر طالب پر جداگانہ فیوضات کا نزول ہوتا ہے سب لوگ ایک سے نہیں بن سکتے مگر یہ سب کے لیے ضروری ہے کہ ان برکات پہ اللہ کا شکر ادا کریں اور تفاخر میں مبتلا نہ ہوں اداءِ شکر یہ ہے کہ دوسروں تک پہنچانے کی سعی کریں

اس آیۂ کریمہ سے بھی فصل اور کھیتی کی زکوٰۃ کا حکم ثابت کیا گیا ہے جس کی مقدار دوسری جگہ ارشاد ہے اسلام نے نظامِ زکوٰۃ ایسا خوبصورت بنایا ہے کہ محنت کرنے والے کے حق کو محفوظ رکھا ہے اگرچہ محنت پہ پھل تو اللہ ہی دیتے ہیں چنانچہ کوئی خزانہ یا سونے چاندی کی کان مل جائے تو پانچواں حصہ زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے مگر کھیتی اور باغ میں دسواں حصہ اگر پانی بھی دے تو بیسواں حصہ اسی طرح کاروبار یا ملازمت سے روپیہ پیسہ کمائے تو چالیسواں حصہ گو اس میں محنت اور بڑھ جاتی ہے۔ اور ساڑھے باون تولہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں اسی طرح سو بکریوں اور پانچ اونٹوں سے کم میں بھی زکوٰۃ نہیں مگر زمین کا کوئی نصاب نہیں تھوڑا حاصل ہو یا بہت اس میں زکوٰۃ ہے۔

جس طرح وہ نباتات کا خالق ہے اسی طرح حیوانات بھی اس کی مخلوق ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے کوئی سواری

اور بار برداری کے لیے ہے تو کوئی گوشت یا دودھ دینے کے لیے یہ سب چیزیں اللہ کریم نے تمہاری خاطر پیدا فرمائی ہیں لہذا بلا تکلف کھاؤ ہو کہ تمہارا ہی رزق مقرر کی گئی ہیں مگر کھانے یا استعمال کا ڈھنگ وہ نہ اپناؤ جو شیطان سکھلائے یہ اس لیے بھی درست نہیں کہ بنائے اور عطا تو رب کریم کرے مگر حکم اس پر شیطان کا مانو اور اس لیے بھی کہ وہ تمہارا بھی دشمن ہے ایسا واضح دشمن جس کی دشمنی کسی دلیل کی محتاج نہیں تو وہ تمہیں کوئی اچھی بات نہیں سکھائے گا۔

جانور عموماً آٹھ کنبوں میں پیدا فرمائے گئے ہیں جن کا دودھ اور گوشت استعمال میں لایا جاتا ہے دو جوڑے بھیڑ، بکری کی قسم سے او دو گائے بھینس یا اونٹ کی قسم سے۔

اب ان سے کہیے کہ ذرا یہ بتائیں ان کے نر حرام ہیں یا مادہ یا بچے یا وہ بچے جو ماداؤں کے پیٹ میں ہیں۔ لیکن کسی علمی دلیل سے بتاؤ محض اٹکل سے نہیں اگر تمہارے پاس کوئی صداقت ہے تو وہ ذریعہ بتاؤ جو تمہارے علم کا ہے کیا تم پر وحی آئی یا کسی نبی کی تعلیمات میں یہ بات ہے ان دونوں باتوں سے تو تم ہو ہی منکر پھر کیا اللہ کریم نے تمہارے ساتھ براہ راست بات کی ہے جب ایسا بھی نہیں تو اس حلّت و حرمت اور رسومات کو عبادت قرار دینے پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو پھر یاد رکھو تم اللہ کی ذات پر بہتان تراشی کر رہے ہو کسی کام کو بطور عبادت مقرر کرنا تو اس کا کام ہے مگر تم اس کے حکم کے بغیر اپنی طرف سے مقرر کر کے جھوٹ باندھ رہے ہو بھلا اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہوگا اور تمہارا یہ جھوٹ لوگوں کی گمراہی کا سبب بن رہا ہے یاد رکھو ایسے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق ہی نہیں بخشتے اور وہ ہمیشہ کی بربادی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱۸ آیات ۱۴۶ تا ۱۵۱ — وَلَوْ اَنَّنَا ۸/۵

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا
عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ
مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ
فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ
بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ
فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۶﴾

کہو کہ جو احکام مجھ پر نازل ہوئے ہیں میں ان میں کوئی
چیز جسے کھانے والا کھائے حرام نہیں پاتا بجز اس کے کہ وہ
مرا ہوا جانور ہو یا بہتا لہو یا سور کا گوشت کہ یہ سب ناپاک ہیں
یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا
ہو۔ اور اگر کوئی مجبور ہو جائے لیکن نہ تو نافرمانی کرے اور نہ حد
سے باہر نکل جائے تو تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۴۶﴾

146. Say: I find not in that which is revealed unto me aught prohibited to an eater that he eat thereof, except it be carrion, or blood poured forth, or swineflesh—for that verily is foul—or the abomination which was immolated to the name of other than Allah. But whoso is compelled (thereto), neither craving nor transgressing, (for him) lo! your Lord is Forgiving, Merciful.

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي
ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ
شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا
أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ
جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿١٤٦﴾

اور یہودیوں پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے
اور گایوں اور بکریوں سے اُنکی چربی حرام کر دی تھی سوا اُسکے
جو اُنکی پیٹھ پر لگی ہو یا اوجھڑی میں ہو یا ہڈی میں ملی ہو۔
یہ سزا ہم نے اُن کو اُن کی شرارت کے سبب دی تھی اور
ہم تو سچ کہنے والے ہیں ﴿۱۴۶﴾

147. Unto those who are Jews We forbade every animal with claws. And of the oxen and the sheep forbade We unto them the fat thereof save that upon the backs or the entrails, or that which is mixed with the bone. That We awarded them for their rebellion. And lo! We verily are Truthful.

فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ
وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ
الْمُجْرِمِينَ ﴿١٤٧﴾

اور اگر یہ لوگ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ تمہارا پروردگار
صاحب رحمت وسیع ہے مگر اس کا عذاب گنہگار لوگوں
سے نہیں ٹلے گا ﴿۱۴۷﴾

148. So if they give the lie to thee (Muhammad), say: Your Lord is a Lord of all-embracing mercy, but His wrath will never be withdrawn from guilty folk.

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا
أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن
شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم
مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ
إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾

جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم
شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم
کسی چیز کو حرام ٹھیراتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی
جو اُن سے پہلے تھے یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے کہہ دو
کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے؟ اگر ہے تو اسے ہمارے سامنے نکالو۔ تم
محض خیال کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو ﴿۱۴۸﴾

149. They who are idolaters will say: Had Allah willed, we had not ascribed (unto Him) partners neither had our fathers, nor had we forbidden aught. Thus did those who were before them give the lie (to Allah's messengers) till they tasted of the fear of Us. Say: Have ye any knowledge that ye can adduce for us? Lo! ye follow naught but an opinion. Lo! ye do but guess.

قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ
لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾

کہہ دو کہ خدا ہی کی حجت غالب ہے اگر وہ چاہتا تو تم سب کو
ہدایت دے دیتا ﴿۱۴۹﴾

150. Say—For Allah's is the final argument—Had He willed He could indeed have guided all of you.

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ
أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِن شَهِدُوا فَلَا
تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
ع بِالْآخِرَةِ وَهُم بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٠﴾

کہو کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو بتائیں کہ خدا نے یہ چیزیں حرام
کی ہیں۔ پھر اگر وہ آ کر گواہی دیں تو تم اُن کے ساتھ گواہی
نہ دینا۔ اور نہ ان کی خواہشوں کی پیروی کرنا جو ہماری آیتوں کو
جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور (بتوں کو)
اپنے پروردگار کے برابر ٹھیراتے ہیں ﴿۱۵۰﴾

151. Say: Come, bring your witnesses who can bear witness that Allah forbade (all) this. And if they bear witness, do not thou bear witness with them. Follow thou not the whims of those who deny Our revelations, those who believe not in the Hereafter and deem (others) equal with their Lord.

اسرار و معارف

آپ انہیں فرما دیجئے کہ مجھے تو اللہ کریم نے وحی سے مشرف فرمایا ہے جو علم کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے مگر اس میں تمہاری خرافات کی تائید نہیں ملتی بلکہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ مردار حرام ہے یعنی وہ جانور جو مردار قرار دیے گئے اور ذبح سے بھی حلال نہیں ہوتے یا وہ حلال جانور جو بغیر ذبح کے مر جاتے یا پھر بہتا ہوا خون اور خنزیر حرام ہے کہ یہ سخت ناپاک ہے یا پھر اس جانور کا گوشت حرام ہے جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پہ ذبح ہو اور حرام مرد عورت سب کے لیے برابر ہے سوائے اس کے کہ کوئی جان بچانے کے لیے اس قدر کھائے کہ موت سے

بچ جائے پیٹ بھرنے یا لذت کے لیے نہ ہو تو اللہ کریم خطائیں معاف فرمانے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔
یا پھر اس سے پہلے اللہ کریم کی اطلاع کے مطابق پہلی امتوں میں سے یہود پر بکری یا گائے وغیرہ کی چربی اس حال میں حرام کر دی گئی تھی کہ جانور درست ذبح کیا گیا ہو مگر وہ چربی جو پشت پہ یا انتڑیوں پر لگی ہو یا ہڈی سے ملی ہوئی ہو حرام نہ تھی اس کے علاوہ ہر طرح کی چربی حرام تھی یہ تنگی بھی ان کی اپنی لائی ہوئی تھی کہ احکام الٰہی پہ عمل کرنے کی بجائے مین میخ نکالنے لگ جاتے تھے تو پابندیاں بڑھتی گئیں اور ان کی شرارتیں خود ان کے لیے وبال بن گئیں اور اللہ کریم ہی کی بات بلاشبہ سچی ہوتی ہے۔
اگر یہ محض اس بات پہ آپ کی تکذیب کریں کہ ہم مان تو رہے نہیں پھر ہم پہ ہلاکت کا عذاب کیوں نہیں آتا تو کہہ دیجئے تمہارا پالنے والا بڑی وسیع رحمت کا مالک ہے وہ کیسے کیسے گناہوں پہ درگزر فرماتا ہے اور مہلت دیتا رہتا ہے لیکن یہ بات یاد رکھو اگر تم باز نہ آئے تو جرم کا خاصہ ہے کہ اس پہ عذاب مرتب ہوتا ہے کوئی طاقت اس قانون کو تبدیل نہیں کر سکتی کہ وہ مجرموں سے عذاب ہٹا دے۔
یہ تو ایسا بھی کہیں گے کہ اللہ کو منظور نہ ہوتا تو ہم کیسے شرک کر سکتے تھے یا ہمارے آباؤ اجداد کیسے یہ کام کر سکتے تھے کہ اپنی طرف سے چیزوں کو حرام و حلال قرار دیں یہ ایسا دھوکا ہے جو ان سے پہلے کافروں کو بھی لگا اور وہ بھی یہی کہتے تھے حتیٰ کہ یہی کہتے کہتے تباہ ہو گئے اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے ان سے کہیے اس بات پہ کوئی علمی دلیل بھی ہے اگر ایسا ہے تو پیش کرو ورنہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ تم محض گمان اور تخمینے پر گمراہ ہو رہے ہو اللہ کریم نے تو حجت تمام کر دی ایسی کہ تم لاجواب ہو جاؤ گے اس نے بتا دیا کہ دنیا دار عمل ہے نیکی اور بدی واضح ہے انبیاءؑ نے ہر دور میں اور ہر قوم تک یہ وضاحت پہنچا دی اب اگر کوئی نیکی کا راستہ چھوڑ کر برائی پہ چلتا ہے تو یہ اس کا اپنا کام ہے اس بات پہ خوش نہ ہو کہ اللہ مجھ سے کروا رہا ہے ہاں اگر تم اللہ کریم سے تعلق پیدا کرتے اس کی طرف متوجہ ہوتے تو وہ چاہتا تو یقیناً سب کو ہدایت نصیب ہو سکتی تھی مگر پیروی تو شیطان کی کرو اور الزام اللہ کریم کو دو یہ درست نہیں۔
ہاں اگر تمہارے پاس شہادت ہے تو میدان میں لاؤ کہ جو چیزیں تم حرام سمجھتے ہو یہ اللہ نے حرام کی ہیں کوئی ایسا گواہ جو چشم دید گواہ کی طرح ثابت کر دے لیکن اے میرے حبیب اگر یہ اتنا بڑا جھوٹ بولنے پہ بھی تیار ہو جائیں تو

آپ کے پاس اللہ کی وحی آتی ہے آپ کا علم یقینی ہے ان کی بات کا ہرگز اعتبار نہ کریں۔

رسوماتِ بد کی قباحت

جو لوگ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں یعنی اپنی طرف سے رسومات ایجاد کرکے انہیں ثواب کا باعث جانتے اور عبادت کا درجہ دیتے ہیں یہ کب اس قابل ہیں کہ آپ ان کی بات پر توجہ دیں ایسے لوگوں کی کسی بات کا اعتبار نہ کریں کہ انہیں نہ قیامت کا یقین ہے اور نہ توحید کی عظمت سے آشنا ہیں بلکہ اللہ کے برابر دوسروں کو بھی جانتے ہیں اپنی ضروریات ان سے طلب کرتے ہیں اور غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے رسومات ایجاد کرکے انہیں دین سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱۹ آیات ۱۵۲ تا ۱۵۵ وَلَوْ اَنَّنَا ۸

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ
عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ
وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ
بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

کہو کہ (لوگو) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں (ان کی نسبت اس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ (سے بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور اُن کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بےحیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو خدا نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم سمجھو ﴿۱۵۲﴾

152. Say: Come, I will recite unto you that which your Lord hath made a sacred duty for you: that ye ascribe nothing as partner unto Him and that ye do good to parents, and that ye slay not your children because of penury—We provide for you and for them—and that ye draw not nigh to lewd things whether open or concealed. And that ye slay not the life which Allah hath made sacred, save in the course of justice. This He hath commanded you, in order that ye may discern.

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ
هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا
الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا
وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ
ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اُس کی طاقت کے مطابق۔ اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور خدا کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو ﴿۱۵۳﴾

153. And approach not the wealth of the orphan save with that which is better, till he reach maturity. Give full measure and full weight, in justice. We task not any soul beyond its scope. And if ye give your word, do justice thereunto, even though it be (against) a kinsman; and fulfil the covenant of Allah. This He commandeth you that haply ye may remember.

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ
سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اُسی پر چلنا اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) خدا کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو ﴿۱۵۴﴾

154. And (He commandeth you, saying): This is My Straight path, so follow it. Follow not other ways, lest ye be parted from His way. This hath He ordained for you, that ye may ward off (evil).

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى
الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ
رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ ع ۱۹ ۶

(ہاں) پھر (سن لو کہ) ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تھی تاکہ ان لوگوں پر جو نیکوکار ہیں نعمت پوری کر دیں اور (اس میں) ہر چیز کا بیان (ہے) اور ہدایت (ہے) اور رحمت ہے تاکہ (ان کی اُمت کے) لوگ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہونے کا یقین کریں ﴿۱۵۵﴾

155. Again, We gave the Scripture unto Moses, complete for him who would do good, an explanation of all things, a guidance and a mercy, that they might believe in the meeting with their Lord.

اسرار و معارف

آپ ﷺ ان کی باتوں پہ توجہ نہ دیں بلکہ انہیں فرمادیں کہ لوگو آؤ میں تمہیں ان چیزوں اور ان کاموں سے باخبر کردوں جو تمہارے پروردگار نے حرام یعنی ممنوع قرار دیئے ہیں تاکہ محض اندازوں پہ عمل کرنے کی بجائے تمہیں یقینی علم حاصل ہو اور تم عمل کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کر سکو جس کے ساتھ دونوں عالم کا سکون وابستہ ہے اگرچہ بظاہر اس دور کے راہ گم کردہ لوگ مخاطب ہیں مگر ایسے بلیغ انداز میں ارشادات سے نوازا کہ ساری انسانیت کے لیے اور ہمیشہ کے لیے اساس اور بنیاد فراہم فرمادی یہ ایک ایسا منشور ارشاد ہوا کہ مفسرین کے مطابق آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک سب انبیا کی تعلیمات کی بنیاد اسی پہ ہے اور کسی بھی شریعت میں ان احکام میں اختلاف نہ تھا نیز ان پہ عمل ایمان کے ساتھ نصیب ہو تو دو عالم سنور جاتے ہیں لیکن اگر ایمان نصیب نہ ہو تو دنیا کا فائدہ پھر بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہاں یہ ارشاد فرما کہ آپ بتائیں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ دین وہی ہوگا جو آپ سے ثابت ہو اور یہی کام مشائخ کا ہے کہ خادمانِ بارگاہ ہیں اس لیے سنت خیرالانام کو لوگوں تک پہنچائیں نہ یہ کہ لوگوں کو رسومات میں مبتلا کر دیں۔

دوسری بات یہ واضح ہو گئی کہ اگرچہ حرام اور ممنوع چیزوں کا بیان مقصود ہے مگر اندازِ بیان ایجابی ہے یعنی وہ امور ارشاد فرمائے جو اختیار کرنے چاہیں تو ان کے خلاف کا ممنوع ہونا از خود واضح ہو گیا مبلغین اور مقررین کو ہمیشہ نیکی بھلائی اور اس کے فوائد بیان کرنے چاہیں اگر لوگ صرف برائی کی جزئیات بیان کرنے میں لگے رہیں تو کچھ لوگ اس انداز سے بھی برائی کرنا سیکھ لیں گے نیز دوسروں پہ کیچڑ اچھالنا تو کبھی کمال شمار نہیں کیا جا سکتا۔

شرک اور اس کی اقسام

اس کے بعد سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ارشاد فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی بھی طرح کسی دوسرے کو شریک نہ بناؤ سب خرابیوں کی جڑ عقیدہ توحید میں کمزوری ہے اور سب سے بڑا گناہ شرک ہے جس کی دو اقسام ہیں اول مشرکین عرب کی طرح بتوں کی پوجا یا یہود و نصاریٰ کی طرح انبیاء کو اللہ کا بیٹا قرار دینا یا جہلا کی طرح اللہ کے اوصاف میں بزرگوں، اولیا اور انبیا کو شریک کرنا یہ جان کر کہ نفع پہنچانا یا نقصان سے بچانا یہ ان کا کام ہے لہٰذا ان کے نام کی منتیں ماننا اور نیاز یں دینا یا انہیں

غائبانہ ہر حال سے واقف سمجھنا وغیرہ یہ بہت واضح شرک ہے اسی لیے اس قسم کو شرک جلی کہتے ہیں۔

دوسری قسم شرکِ خفی ہے اور یہ بہت نازک معاملہ ہے دل کی بات ہے اور اعتماد کا قصہ آدمی زبان سے توحید باری کا اقرار کرتا رہے اور کہتا رہے کہ اللہ ہی نفع دینے والا یا نقصان سے بچانے والا ہے مگر عملی زندگی میں اللہ کی اطاعت چھوڑ کر کسی دوسرے کی اطاعت نفع کی امید پہ یا نقصان سے بچنے کے لیے کرے تو شرک ہے حتیٰ کہ جب کوئی شخص محض اپنی خواہشات کی پیروی میں لگ کر اطاعت الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے تو ارشاد ہوا کہ اس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا لیا ہے یہ بہت نازک کام ہے کہ ترک سبب بھی نہ ہو اور اسباب پر کلیتہً بھروسہ بھی نہ ہو بلکہ سبب بھی اللہ ہی کی اطاعت کے لیے اختیار کرے اور نتائج کو اس کی ذات کی طرف سے سمجھے یہی وہ دولت ہے جس کے حصول کے لیے ذکرِ قلبی کی ضرورت ہے اور اسی کے حصول سے دل سکون پاتے ہیں۔

والدین کی اطاعت

دوسری بات والدین سے احسان کرو یعنی ایسا نہ کرنا حرام ہے یہاں والدین کا مومن یا نیک ہونا ارشاد نہیں ہوا ان کا صرف والدین ہونا ہی انہیں اس بات کا حق دیتا ہے کہ اولاد نہ صرف ان کی اطاعت کرے بلکہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کرے جس پر وہ خوش ہوں اور خلوصِ دل سے ان کی خدمت کرے حدیث شریف میں بھی والدین کی خدمت کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی اور ظاہر ہے جب شرک کے بعد عظیم ترین گناہ والدین کی نافرمانی ہے تو حدیث شریف میں اس کی ساری وضاحت ملے گی اگرچہ تفصیل میں جانا ممکن نہیں مگر اجمالی طور پہ یہاں ذکر ضروری ہے کہ سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ اللہ کے حکم کے خلاف والدین کی اطاعت نہ کی جائے گی اگرچہ ادب پھر بھی ضروری ہے جیسے والدین فرض نماز ادا کرنے سے روکیں تو ہرگز نہ رکنا چاہیے مگر گستاخی بھی جائز نہ ہوگی لہٰذا خاموشی سے عمل کیے جانا چاہیے دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ بعض لوگ والدین کی اطاعت میں بیویوں کے حقوق فراموش کر دیتے ہیں یہ جائز نہ ہوگا کہ بیوی کے حقوق تو اللہ کا حکم ہے اور تیسری گذارش کہ بیوی کے والدین بھی اتنے ہی محترم اور قابل اطاعت ہیں نہ صرف بیوی سے خاوند کے والدین کی عزت کرنے کا مطالبہ ہو خاوند حضرات بھی بیوی کے والدین کا احترام کریں اور آخری بات یہ کہ والدین بھی انسان ہوتے ہیں ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے اپنی طرف سے خلوص کے ساتھ خدمت کرے اس کے باوجود اگر وہ محض غلط فہمی یا کسی رشتہ دار کے بہکانے میں آکر خفا ہوں تو اللہ دلوں کے حال خوب جانتا ہے اس سے

نقصان نہ ہوگا بعض لوگ اس طرح کے وہموں میں مبتلا رہتے ہیں۔

اولاد کا حق

تیسرا حکم اولاد کا حق ہے صرف والدین کا حق نہیں اولاد بھی حقوق رکھتی ہے کہ والدین محض افلاس کے ڈر سے انہیں قتل نہ کریں اس لیے کہ وہ اپنا رزق بھی خود تو پیدا نہیں کر سکتے یہ اللہ ہی کا کام ہے کہ دانے سے خوشہ درخت پہ پھل اور سبزی وغیرہ پیدا فرماتا ہے صحت ہمت عقل نگاہ اعضا و جوارح سب تو اسی کی عطا ہے جب تمہیں رزق دے رہا ہے تو پھر ان کو بھی دے گا بلکہ انداز بیان ایسا ہے کہ یہ رزق صرف تمہارا نہیں ان کا بھی ہے اور ہر آنے والا اپنا نصیب بھی ساتھ لاتا ہے اس طرح وہ طریقہ بھی منع کر دیا گیا جو عربوں میں رائج تھا کہ بیٹی ہوتی تو زندہ گاڑ دیتے بعض اوقات بھوک کے ڈر سے اور بعض اوقات کسی کو داماد بنانا عار سمجھ کر اور یہ رواج بھی حرام ٹھہرا کہ بچوں کو بیچ دیا جاتے یا گروی رکھ دیا جائے جس کا رواج آج بھی ہندوستان تک میں ہے اور جب جنین میں جان پیدا ہو جائے تو بغیر عذر شرعی اسقاط بھی قتل شمار ہوگا یہ بھی جائز نہیں کہ مرد یا عورت کو مستقل بانجھ کر دیا جائے یہ سب صورتیں قتل ظاہر کی تھیں اس سے بھی ظالمانہ قتل یہ ہے کہ اولاد کی تربیت نہ کی جائے اولاد کی تعلیم و تربیت ان تک حلال لقمہ پہنچانا اور اچھی تعلیم خصوصاً دینی تعلیم کا بھی اہتمام کرنا ضروری ہے جس قدر ممکن ہو والدین پر فرض ہے کہ کوشش کریں ایسا نہ کہ کے انہوں نے قتلِ اولاد کا جرم کیا زندہ درگور ہونے والے کم از کم اخروی تباہی سے تو بچ گئے یہ اس میں بھی گرفتار ہو کر والدین کے لیے بھی آخرت کی پشیمانی کا باعث بنیں گے۔ محض دنیا کمانے کے فنون سکھا دینا اور دین سے بے بہرہ رکھنا یا دینی و دنیاوی دونوں طرح سے تربیت نہ کرنا یا حرام پیشہ جیسے گانا بجانا سکھا کر ذریعہ معاش بنا دینا قتلِ اولاد کی مختلف صورتیں ہیں۔ اور چوتھا حکم یہ ہے کہ فحش کام کی ظاہری صورت ہو یا پوشیدہ اس کے قریب نہ پھٹکے ولا تقربوا الفواحش ماظھر منہا وما بطن کہ بے حیائی کی کوئی صورت خواہ وہ ظاہر ہو یعنی مخلوق کی نظروں کے سامنے ہو یا پوشیدہ کہ صرف خالق دیکھ رہا ہو ہرگز جائز نہیں بلکہ اس کے قریب بھی نہ پھٹکے جیسے اس کا گمان کرنا دل میں سوچنا یا ایسی جگہوں پہ جانا جہاں بے حیائی کا امکان ہو اس سب سے دور رہنا بہت ضروری ہے اگر آیت کا عموم دیکھا جائے تو ہر گناہ کو شامل ہے خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی کہ جو کام بھی اللہ کی پسند کے خلاف ہے ظاہر ہے وہ فحش ہے اپنے رب کی نافرمانی سے بڑی بے حیائی کیا ہو گی لہٰذا نہ صرف گناہ سے بلکہ گناہ کے مواقع سے بچنا ضروری ہے اور ایسے طریقے اپنانا جن سے

گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو بجائے خود حرام ہیں نیز یہ مفہوم بھی درست ہے کہ بعض امور کو عام آدمی بھی برا جانتے ہیں جیسے کسی کا مال ناجائز طریقے سے لینا یا جھوٹ بولنا یا گالی دینا وغیرہ تو یہ ظاہر برائی ہے اور بعض امور اللہ کریم کو ناپسند ہیں اس نے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی مگر معاشرہ میں اسے عام کام سمجھا جاتا ہے یہ باطنی برائی ہوگی یا جیسے بدکاری کا ارتکاب ظاہر آبدی ہے مگر بری نیت غلط سوچ اور اندر کا کھوٹ باطنی بے حیائی ہے لہٰذا اللہ کریم کو اپنے ساتھ ہر آن موجود پائے اور اپنی ہر سوچ تک سے آگاہ سمجھتے ہوئے برے کاموں سے علیحدہ رہے ۔

پانچویں بات اگرچہ سب برائیوں سے منع کرنے کے بعد ضرورت نہ تھی مگر بعض گناہ اتنے شدید ہیں کہ ان کا پھر سے علیحدہ ذکر کرنا ضروری سمجھا گیا جیسے قتلِ ناحق یعنی بغیر حکم شرعی کے کسی بھی انسان کا قتل صرف ایک انسان کا قتل نہیں بلکہ اللہ کریم کے نزدیک انسانیت کا قتل ہے کہ ہر فرد انسانیت کا جز ہوتا ہے اور ساری انسانی برادری اس فعل سے متاثر ہوتی ہے مقتول کا خاندان بیوی بچے اگرچہ فوراً متاثر ہوتے ہیں مگر جب بدلے میں قتل شروع ہو جاتے ہیں تو معاشرہ فساد کی لپیٹ میں آجاتا ہے اس لیے خونِ ناحق سے بچنا از حد ضروری ہے ہاں جہاد میں یا مجرم حدودِ شرعی میں قتل کیا جائے تو یہ فساد روکنے کے لیے اور اللہ کے حکم سے ہے اس کے علاوہ کسی کو یہ اختیار نہیں کہ محض انسان کو قتل کرے خواہ وہ کافر بھی ہو۔

رب جلیل نے یہ حکم دیا ہے کہ تم عقل سے کام لو یعنی اسلام کے یہ پانچوں بنیادی احکام عین عقلِ سلیم کا تقاضا بھی ہیں اگر کوئی غیر مسلم بھی خالی الذہن ہو کر سوچے تو ان کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا چھٹا حکم یہ کہ یتیموں کا مال بے جا خرچ نہ کیا جائے کہ ان کا والد نہیں ہے اور چھوٹے بچوں کو ورثاء پہ ہی بھروسہ کرنا پڑتا ہے تو اگر ان کے پاس مال ہو تو اس کو ان کی تربیت اور ضرورت پہ بہتر طریقے سے خرچ کیا جائے نہ غیر ضروری طور پر روکا جائے کہ ان کی تعلیم یا تربیت میں کمی رہ جائے اور مال جمع رہے اور نہ فضول خرچ کیا جائے تاآنکہ وہ خود اپنی ذمہ داری نبھانے کے قابل ہو جائیں اور ساتواں حکم ہے کہ ماپ تول میں کمی نہ کی جائے بلکہ عین انصاف کے مطابق پوری پوری چیز دی جائے یا جو کام ذمے ہو اسے بہتر طریقے سے انجام دیا جائے یہ صرف خرید و فروخت کے پیمانوں کی بات نہیں بلکہ احساسِ ذمہ داری کی بات بھی ہے اگر کوئی شخص اپنے فرائض میں کوتاہی کرتا ہے تو یہ بھی تطفیف شمار ہوگی جیسے دفاتر میں تنخواہ تو پوری لی جائے مگر کام پورا نہ کیا جائے یا دینی منصب پہ فائز ہو مگر دین کی خدمت میں

کوتاہی کرے یا صاحب نسبت نہ ہو مگر دعویٰ کر کے لوگوں کو دھوکا دے یا صاحب حال ہو مگر دوسروں کو یہ نعمت پہنچانے میں سستی کرے یا مزدور اجرت تو پوری لے اور کام سستی سے کرے تو یہ تمام صورتیں ڈنڈی مارنے کی ہیں اور حرام ہیں سخت گناہ ہیں ہاں اپنی جرأت و ہمت سے بڑھ کر کرنے کی نہ ضرورت ہے اور نہ اس کیلئے پریشان ہونا چاہیئے اس لیے کہ ہر آدمی اس حد تک جواب دہ ہے جہاں تک اس میں کام کرنے کی قوت ہے جب بات بس سے باہر ہو جائے تو اس کے لیے انسان مکلف ہی نہیں رہتا۔

آٹھویں بات احقاقِ حق ہے یعنی جب بھی بات کرو تو سچی اور کھری خواہ اس کی وجہ کوئی دوست یا رشتہ دار ناراض بھی ہوتا ہو یا کسی قریبی کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو بھی جھوٹ مت بولو کسی مقدمہ میں شہادت ہو یا تم فیصلہ دینے والے ہو کوئی خاندانی اور گھریلو مسئلہ ہو یا محلے اور شہر کا قومی کام ہو جیسے ووٹ دینا تو اپنی رائے کو ذاتی تعلقات سے متاثر نہ ہونے دو وہ بات کہو جسے تم حق جانتے ہو کہ نتیجہ کے اعتبار سے یہی مفید ہے اور نواں حکم یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کئے ہوتے وعدے کو نبھاؤ اسکی مختلف تعبیریں کی گئی ہیں ماحصل سب کا یہی ہے کہ ایمان پر قائم رہو اور توحید باری کا اقرار کرنے کے بعد عمل سے اس کی حکم عدولی نہ کرو یہ مدنظر رکھو کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت قبول کی ہے اور اپنے رب سے عہد کیا ہے کہ ہم آپ کی اطاعت کریں گے پھر دنیا کے لالچ میں یا لذات پہ فریفتہ ہو کر اس کی خلاف ورزی نہ کرو اپنی عملی زندگی سے ثابت کرو کہ تم مسلمان ہو یہ سب تمہیں نصیحت کرنے کا سامان ہے۔

دسویں بات یہ ہے کہ صرف اسلام اللہ کا بتایا ہوا سیدھا راستہ ہے اس پہ پوری محنت سے عمل کرو اور اس کا اتباع کرو ہر کس و ناکس کے پیچھے مت بھاگو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اللہ کے راستے سے بھٹک جاؤ گے اور یہ آخری بات اس لیے تاکیداً ارشاد فرمائی کہ تم اللہ کریم کا قرب حاصل کر سکو۔ اسے بجا طور پر منشورِ انسانیت کہا جا سکتا ہے آج سے چودہ سو سال پیشتر جب روئے زمین پر امن و آشتی کا نام نہ تھا نیکی اور عبادت سے کوئی واقف نہ تھا اللہ کریم کے نام سے لوگ نا آشنا ہو چکے تھے نہ صرف یہ باتیں ارشاد ہوئیں ان پہ ایک پورا معاشرہ تیار ہوا اور فساد کی آگ میں جلتے ہوئے زمین کے سینے کو ایک سرسبز نخلستان میں تبدیل کر دیا۔ اب ذرا ان کی ترتیب ملاحظہ ہو۔

۱۔ شرک نہ کیا جائے ۲۔ والدین کی اطاعت ۳۔ قتلِ اولاد سے بچنا۔ ۴۔ بے حیائی کے کاموں سے دوری۔ ۵۔ ناحق قتل نہ کرے۔ اگر یہ پانچ بنیادی اصول اپنائے تو یقیناً عقلمندوں میں شمار ہوگا اسے عقلِ سلیم نصیب ہوگی۔ پھر

۶۔ یتیم کا مال ضائع نہ کرے۔ ۷۔ ناپ تول میں کمی نہ کرے (۸) سچی بات کہے اور (۹) اللہ سے کئے ہوئے وعدے پہ
قائم رہے تو اسے نصیحت نصیب ہوگی یعنی واقعی نیک ہو جائے گا اور گناہ سے بچنے کی قوت ارزاں ہوگی۔
اور پھر دسویں بات کہ اگر زندگی کو اسلامی احکام کے مطابق ڈھال لے تو قرب الٰہی سے سرفراز ہوگا اور
مقامِ تقویٰ پہ فائز۔

ونبی علیہ السلام کو بھی اسی غرض سے کتاب عطا ہوئی تھی کہ مندرجہ بالا امور سمجھا کر لوگوں پر ان کی اہمیت و
واضح کر دی جائے اور انہیں توفیقِ عمل نصیب ہو اس کتاب میں تمام تفاصیل موجود تھیں اور زندگی گذارنے
کی صحیح راہ بتائی گئی تھی اور اس کا ایک ایک لفظ باعث رحمت تھا نہ یہ کہ تم نے اس میں ردوبدل کر کے اپنی رائے اور
غلط باتوں کو شامل کر دیا اور اب چاہتے ہو کہ انہیں دین مانا جائے نادانو وہ تو سب اللہ کریم کے احکام تھے۔
اور ان سے بھی یہی مراد تھی کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کریم کے حضور حاضری کا یقین نصیب ہو اور اس کی تیاری کریں
کتاب کے ساتھ صاحب کتاب کی ضرورت دو وجہ سے ہوتی ہے اول مفہوم کتاب سے بھی مطلع کرے دوم اس
کی صحبت دلوں میں قبولیت کی استعداد پیدا کر دیتی ہے اور تعلیمات کے ساتھ ہر صاحب کتاب کیفیات بھی تقسیم
فرماتا ہے لہٰذا سب کا مقصد ایک ہی ہے کہ بندوں کو خالق حقیقی کی معرفت نصیب ہو۔

رکوع نمبر ۲ آیات ۱۵۶ تا ۱۶۶ ولو اننا ۸

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ
وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾
اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى
طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا
عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾
اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ
لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ
بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ

اور (اے کفر کرنے والو) یہ کتاب بھی ہمیں نے اتاری ہے برکت والی۔
تو اس کی پیروی کرو اور (خدا سے) ڈرو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے (۱۵۵)
(اور اس لیے اتاری ہے) کہ (تم یوں نہ) کہو کہ ہم سے پہلے دو ہی
گروہوں پر کتابیں اتری ہیں اور ہم ان کے پڑھنے سے
(معذور اور) بے خبر تھے (۱۵۶)
یا (یہ نہ) کہو کہ اگر ہم پر بھی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان لوگوں
کی نسبت کہیں سیدھے رستے پر ہوتے سو تمہارے پاس تمہارے
پروردگار کی طرف سے دلیل اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے
تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا کی آیتوں کی تکذیب
کرے اور ان سے (لوگوں کو) پھیرے جو لوگ ہماری آیتوں

156. And this is a blessed Scripture which We have revealed. So follow it and ward off (evil), that ye may find mercy;

157. Lest ye should say: The Scripture was revealed only to two sects before us, and we in sooth were unaware of what they read;

158. Or lest ye should say: If the Scripture had been revealed unto us, we surely had been better guided than are they. Now hath there come unto you a clear proof from your Lord, a guidance and a mercy; and who doth greater wrong than he who denieth the revelations of Allah, and turneth away from them? We award

unto those who turn away from Our revelations an evil doom because of their aversion.

159. Wait they, indeed, for nothing less than that the angels should come unto them, or thy Lord should come, or there should come one of the portents from thy Lord? On the Day when one of the portents from thy Lord cometh, its belief availeth naught a soul which theretofore believed not, nor in its belief earned good (by works). Say: Wait ye ! Lo ! We (too) are waiting.

160. Lo! As for those who sunder their religion and become schismatics, no concern at all hast thou with them. Their case will go to Allah, Who then will tell them what they used to do.

161. Whoso brihgeth a good deed will receive tenfold the like thereof, while whoso bringeth an ill deed will be awarded but the like thereof; and they will not be wronged.

162. Say: Lo! As for me, my Lord hath guided me unto a straight path, a right religion, the community of Abraham, the upright, who was no idolater.

163. Say: Lo! my worship and my sacrifice and my living and my dying are for Allah, Lord of the Worlds:

164. He hath no partner. This am I commanded, and I am first of those who surrender (unto Him).

165. Say: Shall I seek another than Allah for Lord, when He is Lord of all things? Each soul earneth only on its own account, nor doth any laden bear another's load. Then unto your Lord is your return and He will tell you that wherein ye differed.

166. He it is Who hath placed you as viceroys of the earth and hath exalted some of you in rank above others, that He may try you by (the test of) that which He hath given you. Lo! Thy Lord is swift in prosecution, and lo! He is Forgiving, Merciful.

—o—

پھیرتے ہیں اس پھیرنے کے سبب ہم ان کو برے عذاب
کی سزا دیں گے ﴿۱۵۸﴾
یہ اسکے سوا اور کس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا
خود تمہارا پروردگار آئے یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آئیں
مگر جس روز تمہارے پروردگار کی نشانیاں آجائیں گی تو جو شخص
پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا اس وقت اسے ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں
دیگا یا اپنے ایمان (کی حالت) میں نیک عمل نہیں کئے ہونگے تو گناہوں سے توبہ کرنا مفید
نہ ہوگا اے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں ﴿۱۵۹﴾
جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور
کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام خدا
کے حوالے پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا ﴿۱۶۰﴾
جو کوئی (خدا کے حضور) نیکی لیکر آئیگا اس کو ویسی دس نیکیاں
ملیں گی. اور جو برائی لائے گا اسے سزا ویسی ہی ملے گی
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۶۱﴾
کہہ دو کہ مجھے میرے پروردگار نے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے
(یعنی دین صحیح) مذہب ابراہیم کا جو ایک (خدا) ہی کی طرف
کے تھے. اور مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿۱۶۲﴾
(یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور
میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کیلئے ہے ﴿۱۶۳﴾
جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے
اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں ﴿۱۶۴﴾
کہو کیا میں خدا کے سوا اور پروردگار تلاش کروں. اور
وہی تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے تو
اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ
نہیں اٹھائیگا پھر تم (سب) کو اپنے پروردگار کیطرف لوٹ کر جانا ہے
تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائیگا ﴿۱۶۵﴾
اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا اور
ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں
بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش ہے بیشک تمہارا پروردگار
جلد عذاب دینے والا ہے اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے ﴿۱۶۶﴾

يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ
بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴿١٥٨﴾
هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ
أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ
يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ
نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ
قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا
قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٥٩﴾
إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا
لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى
اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٦٠﴾
مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا
وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا
مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾
قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ
حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦٢﴾
قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَ
مَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٣﴾
لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا
أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٤﴾
قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ
كُلِّ شَيْءٍ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا
عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ
ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٥﴾
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ
وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ
لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ
الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٦٦﴾

اور اب یہ کتاب ہے یعنی قرآنِ حکیم جسے ہم نے بہت برکت کے ساتھ نازل فرمایا ہے یعنی کتبِ سابقہ کا دور ختم ہوا پہلی کتابوں کا انکار نہ کیا جائے گا کہ وہ بھی اللہ کی نازل کردہ تھیں مگر ان پہ عمل کا زمانہ بیت چکا اب ساری برکات قرآن کا اتباع کرنے سے ہی نصیب ہوسکتی ہیں اور اللہ کی عظمت کا احساس کرو تاکہ اللہ تم پر رحم فرمائے اور تمہاری کوتاہیوں اور کمزوریوں کو معاف فرمائے کہیں یہ نہ کہنا کہ اللہ کی کتابیں تو صرف یہود و نصاریٰ پہ ہی نازل ہوئی تھیں جنہیں ہم سمجھنے سے قاصر تھے ان کا پڑھنا پڑھانا ہمارے بس میں ہی نہ تھا زبان اور تھی یا اصل کتب نہ رہیں اور رد و بدل کر دیا گیا یا پھر یہ کہو کہ اگر ہمیں اللہ کی کتاب نصیب ہوتی تو عمل کرنے کا حق ادا کر دیتے اب تمہارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو بہت واضح اور روشن ہے دلائل کے ساتھ بھی اور زندگی کے سوال کا جواب رکھتی ہے درست اور حق اور رحمتِ الٰہی کو پانے کا بہت بڑا سبب بھی ہے۔

یعنی خود کتاب کے حق ہونے پہ دلائل موجود ساری انسانیت کے لیے اور سب زمانوں کے لیے راہنمائی موجود اور پھر یہی رحمتِ الٰہی کا خزانہ بھی ہے بھلا خود سوچ لو کہ جو انسان اس کتاب سے بھی پھر جائے اور نہ مانے تو اس سے بڑا ظالم بھی کوئی ہو گا۔

یاد رکھو کسی کا کچھ نہیں بگڑے گا مگر اللہ کی کتاب کو نہ مان کر خود نہ ماننے والے اپنی تباہی کا سامان کر رہے ہیں اور عنقریب بہت بڑے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اعاذنا اللہ منہا۔

ختمِ نبوّت

نزولِ قرآن اور بعثتِ آقائے نامدار اس قدر واضح اور روشن دلائل رکھتے ہیں کہ اب مزید کوئی نئی نشانی نازل نہ ہو گی جن بدنصیبوں کو اس پر بھی ایمان نصیب نہیں ہوا تو کیا وہ قیامِ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں یعنی آپ ﷺ کی بعثت کے بعد قیامت تک کوئی نئی نبوت یا کتاب نہ آئے گی آپ ﷺ پر ایمان نہ لانے والوں کو یا تو موت سے سابقہ پڑے گا جس پہ فرشتے اور برزخ نظر آنے لگتے ہیں یا قیامِ قیامت کا جب فرشتے جنت و دوزخ ہر چیز سامنے ہو گی حتیٰ کہ ذاتِ باری تعالیٰ خود میدانِ حشر میں تشریف فرما ہوں گے تو ایسے وقت میں اگر کفار نے مان بھی لیا تو کیا فائدہ کہ اس وقت ایمان لانا نفع نہ دے گا۔ جب سب کچھ سامنے ہو گا تو کون نہیں مانے گا مگر اب ماننے سے کیا حاصل ماننا تو دنیا کا تھا کہ عقل و شعور کو کام میں لاتے اور اللہ کے نبی کی اطاعت میں یا صاف لفظوں میں اگر کہا جائے تو رسول اللہ ﷺ پہ اعتماد کر کے مانتے اب موت نے پردے اٹھا

دیئے تو انکار کی گنجائش کہاں یا میدانِ حشر میں پہنچ گئے تو انکار کیسے کر سکیں گے اللہ کریم میدانِ حشر میں تشریف فرما ہوں گے یہ ہمارا ایمان ہے مگر کیسے یہ سمجھنا عقل و شعور کی رسائی سے باہر لہٰذا ایمان ضروری اور کیفیت میں بحث ممنوع ہے۔

یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ توبہ کا وقت آخرت سے انکشاف سے پہلے ہے یا بعض نشان دنیا میں بھی ظاہر ہوں گے جیسے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا گویا نظامِ عالم کی رفتار اُلٹ جائے گی اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا نبی رحمت ﷺ نے متعدد نشانیاں ارشاد فرمائی ہیں جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی مگر جب طلوعِ آفتاب مغرب سے ہو گا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا صرف وہ ایمان کام دے گا جو اس سے پہلے نصیب ہُوا یا وہ نیکی جو ایمان کے ساتھ کر لی کہ اس کے اگر کسی نے مانا بھی تو اللہ کے رسُولؐ پر اعتماد کر کے نہ مانا بلکہ ایسے نشانات سامنے آگئے تو اب انکار کی کوئی صورت باقی نہ رہی یہی حال موت کے انکشافات کا ہے۔

تو آپؐ نہ ماننے والوں سے فرما دیجئے انتظار کرو ہم بھی تو انتظار ہی کر رہے ہیں جب وقت آئیگا تو تمہیں میری دعوت کی عظمت اور اپنے انکار کی مصیبت کا پتہ چل جائیگا۔

شیعانِ علی

نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرمایا گیا کہ لوگ دین کے معاملے میں بکھر کر گروہ گروہ بن گئے آپؐ کا ان سے کوئی تعلق نہیں جس کی واضح مثال یہود و نصاریٰ اور مشرکین ہیں کہ اپنی پسند سے رسومات ایجاد کر کے انہیں مذہبی تقدس کا لبادہ اوڑھا دیا گیا جب انسانی پسند آئی تو لازماً اس میں فرق بھی تھا لہٰذا مختلف آراء کو ماننے والے مختلف مذہبی گروہ بن گئے جو سب دینِ حق سے دور ہو گئے ایسے راہ گم کردہ گروہوں سے آپؐ کا کوئی تعلق نہیں کتاب اللہ کا انداز یہ ہے کہ گمراہ گروہوں کو شیعہ کہا گیا ہے لہٰذا یہ گمان کرنا درست نہیں کہ حضرت علیؓ نے کوئی گروہ بنا کر اس کا نام شیعانِ علی رکھا ہو گا یہ خلافِ اسلام تحریک کی دسیسہ کاری ہے لفظ شیعہ کا لغوی ترجمہ گروہ ہے مگر قرآن کریم کی اصطلاح میں گمراہ مذہبی فرقے یا گروہ کو شیعہ کہا گیا ہے۔

بدعت کی مصیبت

یہ حال صرف ان سے پہلے لوگوں کا ہی نہیں اس امت میں بھی قبولِ اسلام سے بعد جن لوگوں نے اصولِ دین میں اپنی رائے اختیار کی اور سنتِ خیرالانام ﷺ یا تعاملِ صحابہؓ کو چھوڑا انہیں شیعہ کہا جانا چاہیئے اس سے کمتر وہ لوگ ہیں جو رسومات کو

باعثِ ثواب جان کر اختیار کر لیتے ہیں تو ایسے سب لوگ جو بدعت میں مبتلا ہو کر گروہ بندی کا شکار ہوتے ہیں اس ضلالت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی شفقت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور یہ اتنی بڑی مصیبت ہے کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی ممکن نہیں۔

ہاں تشریحِ احکام میں حدودِ شرعی کے اندر رہ کر خلوص کے ساتھ رائے کا اختلاف باعثِ برکت ہے کہ بات یا حکم کی ہر پہلو سے تعمیل ہو جاتی ہے مگر اغراضِ فاسدہ کے لیے سلف صالحین کی بابرکت آراء کو ٹھکرا محض حصولِ شہرت یا دولت کوئی فائدہ نہیں رکھتی کہ اس پہ بہت بڑی محرومی مرتب ہوتی ہے۔ کہ ایسا کرنے والوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

لہٰذا ایسے لوگوں کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے جب اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو انہیں ان کے کرتوتوں سے باخبر فرمائے گا۔

ہاں اس کا کرم کتنا وسیع ہے کہ ہر نیکی پر کم از کم دس گنا اجر عطا فرماتا ہے زیادہ جس قدر چاہیے اور یاد رہے ہر وہ کام جو حضور اکرم ﷺ کی اطاعت میں کیا جائے نیکی ہے ذاتی گھریلو معاشرتی قومی یا بین الاقوامی کسی بھی نوعیت کا ہو نیکی ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ خلافِ سنت تو کجا سنت کے تابع ہو تو کم از کم دس گنا اجر پائے گا اور گناہ کرنے والا صرف اپنے جرم کے مطابق سزا کا مستحق ہو گا کسی پر کوئی زیادتی نہ کی جائے گی کہ نیکی کا اجر ضائع ہو یا برائی پر زائد بوجھ لاد دیا جائے۔

آپ یہ فرما دیجئے کہ مجھے تو میرے رب نے سیدھے راستے کی طرف راہنمائی فرما دی ہے یعنی نزولِ وحی سے زندگی کی بہترین راہ متعین فرما دی عقائد سے لے کر اعمال تک اور زندگی سے موت تک ہر بات کا صحیح ترین انداز سکھا دیا اس لیے کہ یہ اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے زندگی وجود اور روح سے عبارت ہے انسان دنیا میں عقل و خرد سے ایسے کام تو کر سکتا ہے جن سے وجود سلامت رہے مگر روح تک مادی نگاہ کی رسائی ہے نہ مادی عقل کی تو عین ممکن ہے کہ جسم کی ضروریات پوری کرتے کرتے روح کی تباہی کا سامان پیدا کر لے اللہ کریم جس طرح جسموں کے رب ہیں ارواح کے رب بھی وہی ہیں لہٰذا وحی نازل فرما کر ایسا روشن طرزِ حیات متعین فرما دیا کہ جسم کی ضرورتیں بطریقِ احسن پوری ہوں اور ساتھ روح کی بہتری کے اسباب از خود مہیا ہوتے چلے جائیں

مضبوط ترین اللہ کا پسندیدہ راستہ اور یہی راستہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی تھا ملتِ ابراہیم سے مراد یہ نہیں کہ شریعت مصطفوی ان کی شریعت کے تابع تھی بلکہ مقصد ایک تھا جس پر ان کی ساری زندگی کی کوششیں نچھاور ہوئیں اور وہی مقصدِ حیات دینِ محمدی میں ہے یہ جو یہود و نصاریٰ اپنی اپنی جگہ اور مشرکین عرب اپنی جگہ حضرت ابراہیم کا متبع ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بالکل غلط اور باطل ہے کہ وہ ہرگز شرک میں مبتلا ہونے والوں میں سے نہ تھے بلکہ اللہ کی راہ پر سیدھے چلنے والوں میں سے تھے۔

آپ فرما دیجئے کہ میری جسمانی عبادتیں میری سب مالی قربانیاں غرض میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے کہ وہی تمام جہانوں کا خالق مالک رازق اور سب ضرورتیں پوری کرنے والا ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ کسی کو مجال دم زدن ہے اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں ہی سب سے پہلا مسلمان یعنی مان کر چلنے والا بھی ہوں کہ وحی الٰہی سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی اور چشمِ فلک نے دیکھا کہ روئے زمین پر اللہ کا ایک بندہ کس شدت سے اللہ کی بات کو مان رہا ہے کہ اس کفر کو جس کی ظلمت روئے زمین پر چھا رہی ہے للکار کر کہہ رہا ہے کہ تیرے دن گنے جا چکے اب انسانوں کے دلوں کو تجلیات باری سے منور کرنے کے لیے میں مبعوث ہوا ہوں اور بلحاظ کیفیت بھی ہمیشہ حضور ہی اول ہیں کہ جس درجہ میں آپؐ کا یقین ہے وہ صرف آپؐ ہی کا ہے۔ اور اگر ازل سے لیا جائے تو بھی اول آپ ﷺ ہی ماننے والے ہیں نادانوں اس عظمت کے ساتھ میں کسی دوسرے کے پاس اپنی حاجات لے جاؤں گا بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ رب جلیل کے مقابلے میں کسی نفع کی امید پہ یا کسی نقصان کے خوف سے کسی اور سے امید وابستہ کر لوں ہرگز نہیں اس لیے اس کی ذات یکتا ہے اور اس کے علاوہ جو کوئی بھی ہے وہ اس کی مخلوق ہے اور وہ اکیلا سب کا رب ہے پھر کسی دوسرے کو کیسے میدان کام کر مانا جائے۔

اور یہ بھی یاد رکھو ہر جرم کرنے والا اپنے فعل کے لیے جوابدہ ہوگا یہ جو تمہارے راہب اور مذہبی پیشوا تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ جو جی میں آئے کرو ہم تمہیں بخشوا لیں گے دھوکہ کرتے ہیں یہ تمہارے حصے کی برائیاں ہرگز نہیں بانٹیں گے اور نہ کوئی دوسرا کسی کے حصے کا بوجھ اٹھا سکتا ہے کہ یہود و نصاریٰ میں آج تک رواج ہے جو اس دور میں بھی تھا کہ مذہبی پیشوا ہی فیس لے کر گناہ بخش دیا کرتے تھے بلکہ آج تو ان سے مسلمانوں میں بھی یہ مرض

داخل ہو گیا ہے اور تمام نہاد پیر لوگوں سے نذرانے لینے کے لیے ناجائز امور میں بھی ان کی پیٹھ ٹھونکتے رہتے ہیں مگر یہ نہ بھولو کہ تمہیں آخرت کا حساب ان لوگوں کے سامنے نہیں دینا بلکہ اللہ کریم کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے اور وہ ایسا قادر ہے کہ تم اپنے بعض گناہ بھول چکے ہوگے مگر اس کے علم میں موجود ہونگے اور تمہارا سارا عمل تمہارے سامنے کر دیگا پھر تمہیں اپنے اختلافات کی حیثیت کا پتہ چل جائے گا جو تمہیں دین حق کے ساتھ ہیں خواہ تم نے خود گھڑ لیے ہیں یا تمہارے مذہبی پیشواؤں نے تمہیں ان میں مبتلا کر دیا ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ زمین پہ آباد ہونے والے پہلے لوگ تم نہیں ہو تم سے پہلے بھی لوگ آباد تھے مگر چلے گئے اور تمہیں یہاں ان کا جانشین بنا دیا پھر تم میں مختلف درجے مقرر فرما دیئے کوئی پڑھا لکھا ہے تو کوئی ان پڑھ کوئی مزدور اور کوئی مالک کسی کو حکومت بخشی اور کسی کو خدمت پہ لگا دیا اس سب سے تمہاری آزمائش ہی تو مراد ہے کہ کون اپنی ذمہ داری کس طرح پوری کرتا ہے پھر تمہیں بھی یہاں سے جانا ہے دوسرے لوگ آجائیں گے یہ صرف اللہ کا کام ہے جو اکیلا رب ہے اور باقی سب اس کے بندے۔

یاد رکھو اللہ کریم عذاب میں گرفتار کرنا چاہے تو کوئی دیر نہیں لگتی مگر وہ بہت بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنیوالا بھی ہے لہذا وقت کو غنیمت جانو توبہ کرو کہ تمہارے گناہ معاف فرمائے اور اطاعت اختیار کرو کہ تم پہ رحم فرمائے۔

(الحمد للہ سورہ انعام بتوفیق الٰہی تمام ہوئی ۲۷ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ ہجری بمطابق ۱۰ نومبر ۱۹۸۸ء)